

هُوَ الْفَتْحُ الْعَلِيمُ

مالی اراکم رافعی ایدیکم کانه
اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوة
(مسلم شریف)

نُورُ الصَّبَاحِ

فی ترک رفع الیکدین بعد الافتتاح

تألیف

مناظر اسلام

مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی

سابق استاد الحدیث فصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ناشر

جامعہ اسلامیہ حبیب العلوم بلال آباد ڈیرہ اسماعیل خان

نام کتاب	نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح
مُصَنَّف	مولانا حافظ حبیب اللہ ڈیروی
سرورق	سید نور حسین نفیس رقم مدظلہ
کتابت	محمد امان اللہ قادری
تعداد	ایک ہزار
مطبع	
ناشر	
قیمت	
طبع سوم مع ترسیم و اضافہ	۱۴۲۱ھ، ستمبر ۱۴۲۱ھ

ملنے کے پتے

- ناظم ادارہ نشر و اشاعت نصرة العلوم گوجرانوالہ
- مکتبہ قاسمیہ — اردو بازار لاہور
- مکتبہ مدنیہ — اردو بازار لاہور
- مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
- مکتبہ اسحاقیہ جوٹا مارکیٹ کراچی



فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
۳۶	۱۱	۹	۱ پیش لفظ	۱
۴۰	۱۲	۱۴	۲ مقدمہ الکتاب	۲
۲۷	۱۳	۱۸	۳ مقصد و خبیثہ دوم	۳
۳۰	۱۴	۲۰	۴ خفیہوں کے لیے دعا مغفرت نماز ہے	۴
۳۱	۱۵	۲۱	۵ ساٹھ تیرہ سو سال تک مرید منورہ	۵
۳۲	۱۶	۲۲	۶ غیر مقلدین کے دھور سے محفوظ رہا ہے	۶
۳۳	۱۷	۲۳	۷ غیر مقلدین کے سوا کوئی مذہب بھی	۷
۳۴	۱۸	۲۴	۸ صحیح اسلام پر نہیں ہے	۸
۳۵	۱۹	۲۵	۹ مولوی گھبراہٹی غیر مقلد کا فتویٰ کر	۹
۳۶	۲۰	۲۶	۱۰ رفع الیدین کے ذکر کے لیے نماز باطل ہے	۱۰
۳۷	۲۱	۲۷	۱۱ رفع الیدین عند الافتتاح مستحب ہے	۱۱
۳۸	۲۲	۲۸	۱۲ اگر رفع الیدین عند الافتتاح بھی چھوڑ دے	۱۲
۳۹	۲۳	۲۹	۱۳ رفع الیدین عند الافتتاح بھی چھوڑ دے تو نماز باطل نہیں ہے	۱۳
۴۰	۲۴	۳۰	۱۴ غیر مقلدین کا ایک اور دھور کہ	۱۴
۴۱	۲۵	۳۱	۱۵ غیر مقلدین کا ایک اور دھور کہ	۱۵
۴۲	۲۶	۳۲	۱۶ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۱۶
۴۳	۲۷	۳۳	۱۷ کے بڑے گوروں کے اہل صحیح ہیں	۱۷
۴۴	۲۸	۳۴	۱۸ شاہ اسماعیل نے رفع الیدین کے جوع کیا	۱۸
۴۵	۲۹	۳۵	۱۹ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۱۹
۴۶	۳۰	۳۶	۲۰ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۲۰
۴۷	۳۱	۳۷	۲۱ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۲۱
۴۸	۳۲	۳۸	۲۲ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۲۲
۴۹	۳۳	۳۹	۲۳ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۲۳
۵۰	۳۴	۴۰	۲۴ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۲۴
۵۱	۳۵	۴۱	۲۵ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۲۵
۵۲	۳۶	۴۲	۲۶ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۲۶
۵۳	۳۷	۴۳	۲۷ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۲۷
۵۴	۳۸	۴۴	۲۸ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۲۸
۵۵	۳۹	۴۵	۲۹ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۲۹
۵۶	۴۰	۴۶	۳۰ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۳۰
۵۷	۴۱	۴۷	۳۱ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۳۱
۵۸	۴۲	۴۸	۳۲ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۳۲
۵۹	۴۳	۴۹	۳۳ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۳۳
۶۰	۴۴	۵۰	۳۴ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۳۴
۶۱	۴۵	۵۱	۳۵ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۳۵
۶۲	۴۶	۵۲	۳۶ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۳۶
۶۳	۴۷	۵۳	۳۷ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۳۷
۶۴	۴۸	۵۴	۳۸ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۳۸
۶۵	۴۹	۵۵	۳۹ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۳۹
۶۶	۵۰	۵۶	۴۰ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۴۰
۶۷	۵۱	۵۷	۴۱ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۴۱
۶۸	۵۲	۵۸	۴۲ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۴۲
۶۹	۵۳	۵۹	۴۳ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۴۳
۷۰	۵۴	۶۰	۴۴ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۴۴
۷۱	۵۵	۶۱	۴۵ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۴۵
۷۲	۵۶	۶۲	۴۶ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۴۶
۷۳	۵۷	۶۳	۴۷ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۴۷
۷۴	۵۸	۶۴	۴۸ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۴۸
۷۵	۵۹	۶۵	۴۹ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۴۹
۷۶	۶۰	۶۶	۵۰ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۵۰
۷۷	۶۱	۶۷	۵۱ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۵۱
۷۸	۶۲	۶۸	۵۲ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۵۲
۷۹	۶۳	۶۹	۵۳ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۵۳
۸۰	۶۴	۷۰	۵۴ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۵۴
۸۱	۶۵	۷۱	۵۵ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۵۵
۸۲	۶۶	۷۲	۵۶ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۵۶
۸۳	۶۷	۷۳	۵۷ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۵۷
۸۴	۶۸	۷۴	۵۸ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۵۸
۸۵	۶۹	۷۵	۵۹ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۵۹
۸۶	۷۰	۷۶	۶۰ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۶۰
۸۷	۷۱	۷۷	۶۱ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۶۱
۸۸	۷۲	۷۸	۶۲ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۶۲
۸۹	۷۳	۷۹	۶۳ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۶۳
۹۰	۷۴	۸۰	۶۴ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۶۴
۹۱	۷۵	۸۱	۶۵ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۶۵
۹۲	۷۶	۸۲	۶۶ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۶۶
۹۳	۷۷	۸۳	۶۷ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۶۷
۹۴	۷۸	۸۴	۶۸ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۶۸
۹۵	۷۹	۸۵	۶۹ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۶۹
۹۶	۸۰	۸۶	۷۰ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۷۰
۹۷	۸۱	۸۷	۷۱ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۷۱
۹۸	۸۲	۸۸	۷۲ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۷۲
۹۹	۸۳	۸۹	۷۳ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۷۳
۱۰۰	۸۴	۹۰	۷۴ رفع الیدین کے دلائل غیر مقلدین	۷۴

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۸۵	اس حدیث پر اعتراض ۸	۱۲۴	۹۸	عرفات کے موقع پر جمع بین الصلوٰۃ کا جواب ۱۲۵	۱۲۵
۸۶	شیخ ابن عربیؒ کا ذکر	۰	۹۹	دلیل ۱۳ حضرت ابن مسعودؓ سے جس پر	۱۲۶
۸۷	اس حدیث پر اعتراض ۹	۱۲۵	۱۰۰	ابن مبارکؒ کی جرح مشہور ہے	۱۲۷
۸۸	" " " " " " ۱۰	۱۲۶	۱۰۱	علامہ عبد العزیزؒ کی غلطی	۱۲۸
۸۹	" " " " " " ۱۱	۱۲۷	۱۰۲	دلیل ۱۵ حضرت ابن مسعودؓ سے	۱۲۹
۹۰	غیر مقلدین حضرات کے ہاں صحیحین میں بعض	۱۲۸	۱۰۳	محمد بن جابر بامیؒ پر جرح اور اس کا جواب	۱۳۰
۹۱	حدیثیں ضعیف ہیں	۰	۱۰۴	ابن جوزیؒ کا احادیث بنویہ سے برآؤ	۱۳۱
۹۲	غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اگر صحیحین کی روایت	۰	۱۰۵	قاضی شوکانیؒ کا " " " " " " ۱۵۰	۱۳۲
۹۳	پر محدثین کرامؒ کی تنقید ہو جائے تو وہ	۰	۱۰۶	محدث اسحق بن ابی اسرائیلؒ ابن جابرؒ	۱۳۳
۹۴	روایت صحیحین کی صحیح اور معیاری حدیث	۰	۱۰۷	کی روایت پر عمل کرتے ہیں	۱۳۴
۹۵	شمارہ کی جائے گی۔	۰	۱۰۸	امام بخاریؒ کی بے چینی	۱۳۵
۹۶	اس حدیث پر اعتراض ۱۲ جس میں غیر	۱۳۰	۱۰۹	دلیل ۱۶ حضرت ابن مسعودؓ سے بطریق	۱۳۶
۹۷	مقلدین نے حضرت ابن مسعودؓ پر غلط	۰	۱۱۰	امام ابو حنیفہؒ	۱۳۷
۹۸	اعتراض کئے ہیں	۰	۱۱۱	مولانا مبارک پوریؒ کا مسند عظیم کے	۱۳۸
۹۹	مسعودیؒین و فاتحہ حضرت ابن مسعودؓ کے	۱۳۳	۱۱۲	بارے موقف	۱۳۹
۱۰۰	ہاں قرآن میں سے ہیں	۰	۱۱۳	حضرت امام ابو حنیفہؒ تابعی تھے	۱۴۰
۱۰۱	بعض روایات کا ذکر جن میں حضرت ابن	۰	۱۱۴	دلیل ۱۷ حضرت برادر بن عازبؒ	۱۴۱
۱۰۲	مسعودیؒ کی طرف غلط نسبت کی گئی ہے	۰	۱۱۵	یزید بن ابی زیاد کوفیؒ پر جرح اور	۱۴۲
۱۰۳	قرآن کی غلطی کا جواب	۱۳۷	۱۱۶	اس کی تشریح	۱۴۳
۱۰۴	تطبیق کا جواب	۱۳۸	۱۱۷	قاضی شوکانیؒ و مبارک پوریؒ کی سخت غلطی	۱۴۴
۱۰۵	دو مقتدیوں کے درمیان کھڑے ہو سکا جواب	۰	۱۱۸	اس حدیث پر اعتراض ۱۸	۱۴۵

ردیف	مضامین	صفحہ	ردیف	مضامین	صفحہ
۱۱۳	دلیل ۱۵ حضرت برادر سے	۱۶۲	۱۱۳	حدیث ناجو البحرین بھی صحیح ہے	۱۸۳
۱۱۵	محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ ثقہ ہیں	"	۱۱۴	حنفی مذہب کے دس وجوہ ترجیح	۱۸۴
۱۱۶	دلیل ۱۶ حضرت عبد اللہ بن زبیر سے	۱۶۷	۱۱۵	الباب الثالث	۱۸۹
۱۱۷	آثار حضرت صحابہ کرامؓ	۱۶۹	"	رفع الیدین کی زبردست دلیل جو اصل	"
۱۱۸	آثار حضرت صدیق اکبرؓ و حضرت عمرؓ	"	"	میں ترک رفع الیدین کی دلیل ہے	"
"	فاروقؓ رفع الیدین نہ کرتے تھے	"	"	اس کے چودہ جوابات	"
۱۱۹	آثار ۲	"	۱۱۸	دلیل ۱۷ حضرت علیؓ سے	۱۹۹
۱۲۰	صحابہ کرامؓ کا ترک رفع الیدین پر اجماع	۱۷۰	"	اس کا جواب کہ عبد الرحمن بن ابی الزناد	"
۱۲۱	لطیف	۱۷۱	"	ضعیف ہے	"
۱۲۲	اکابر تقلید کے نتائج	۱۷۲	۱۱۷	فرشتے رفع الیدین کرتے ہیں یہ روایت	۲۰۲
۱۲۳	اعتراض اور اس کا جواب	"	"	موضوع ہے	"
۱۲۴	آثار ۳ حضرت عثمانؓ	۱۷۳	۱۱۶	دلیل ۱۸ حضرت ابو حمزہ ساعدیؓ سے	۲۰۳
۱۲۵	آثار ۴ حضرت علیؓ رفع الیدین نہ کرتے تھے	"	۱۱۵	اس کی سند میں عبد الحمید بن جعفر ضعیف ہے	"
۱۲۶	آثار ۵ حضرت ابن عمرؓ سے	۱۷۸	۱۱۴	محمد بن عمرو بن عطاء کا حضرت ابو قتادہؓ سے	۲۰۵
۱۲۷	امام بخاریؒ کا ابو بکر بن عیاضؒ پر اعتراض	۱۷۹	"	سے سماع نہیں ہے	"
۱۲۸	اور صحیح بخاری میں اس سے احتجاج	"	۱۱۳	جناب روپڑی صاحب کی بے علمی	۲۰۹
۱۲۹	حضرت ابن عمرؓ سے دو شام اور حضرت	۱۸۰	۱۱۲	دلیل ۱۹ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے	۲۱۰
"	ابو سعید خدریؓ کا عمل	"	"	اس کی سند میں ابن لہیعہ ضعیف ہے	"
۱۳۰	مولوی محمد غیر مقلد کا اعتراض	"	۱۱۱	دلیل ۲۰ حضرت ابن عباسؓ سے	۲۱۱
۱۳۱	اور اس کا جواب	"	"	اس کی سند میں عمرو بن رباح رجال ہے	"
۱۳۲	آثار ۶ حضرت ابن مسعودؓ سے	۱۸۲	۱۱۰	نضر بن کثیر سعدی ضعیف ہے	۲۱۲

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۵۰	دلیل ۱۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے	۱۴۰	۲۱۳	دلیل ۱۱ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے	۲۱۳
۱۵۱	ابو ہریرہ بن عثمان کی یہ روایت محدثین	۱۴۱	۲۱۴	کرام کے ہاں بے اصل ہے	۲۱۴
۱۵۲	دوسرا راوی موسیٰ بن سعد بھی ضعیف ہے	۱۴۲	۲۱۵	حافظ ابن حجر کی توثیق کا حال	۲۱۵
۱۵۳	یہ روایت رفع یدین میں غیر واضح ہے	۱۴۳	۲۱۶	دلیل ۱۰ کے ہاں قصہ غزوانی	۲۱۶
۱۵۴	دلیل ۱۱ حضرت مالک بن حویرث سے	۱۴۴	۲۱۷	الغلیٰ صحیح ہے	۲۱۷
۱۵۵	اس کے دو جواب اور رفع یدین	۱۴۵	۲۱۸	دلیل ۱۱ حضرت عکرمہ سے	۲۱۸
۱۵۶	فی المسجد کے منکرین کا رد	۱۴۶	۲۱۹	جواب یہ روایت بناوٹی ہے	۲۱۹
۱۵۷	حافظ ابن حجر علامہ سید کشمیری کی غلطی	۱۴۷	۲۲۰	دلیل ۱۲ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے	۲۲۰
۱۵۸	اذان کی دعائیں والدہ جبرۃ الرفیعہ	۱۴۸	۲۲۱	اس حدیث میں تین خرابیاں ہیں	۲۲۱
۱۵۹	کامضبوط ثبوت	۱۴۹	۲۲۲	جناب گھر جاکھی صاحب کی بناوٹی بات	۲۲۲
۱۶۰	دلیل ۱۳ حضرت وائلی بن حجر سے	۱۵۰	۲۲۳	دلیل ۱۴ حضرت معاذ بن جبل سے	۲۲۳
۱۶۱	دلیل ۱۴ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے	۱۵۱	۲۲۴	یہ روایت موقوف ہے	۲۲۴
۱۶۲	اس کے تین جوابات	۱۵۲	۲۲۵	دلیل ۱۵ حضرت ابو ہریرہ سے	۲۲۵
۱۶۳	اعرابی کی روایت مجہول ہے	۱۵۳	۲۲۶	اسکی سند میں اسماعیل بن عیاض ضعیف ہے	۲۲۶
۱۶۴	حضرت براذ بن عازب سے روایت	۱۵۴	۲۲۷	حضرت ابو ہریرہ کی ایک اور روایت	۲۲۷
۱۶۵	رفع الیدین کی بالکل غلط اور ان کے	۱۵۵	۲۲۸	اسکی سند میں کئی خرابیاں ہیں	۲۲۸
۱۶۶	مذہب کے خلاف ہے	۱۵۶	۲۲۹	دلیل ۱۶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے	۲۲۹
۱۶۷	غیر متقلدین کے ان قولوں محمد بن حنفیہ	۱۵۷	۲۳۰	یہ حدیث سخت قسم کی ضعیف ہے	۲۳۰
۱۶۸	غیر متقلدین کا ایک باطل دعوے اور جھوٹی روایت	۱۵۸	۲۳۱	حافظ ابن حجر کا ایک اور وہم	۲۳۱
۱۶۹	کائن کے متعلق مضابطہ	۱۵۹	۲۳۲		۲۳۲
۱۷۰	فیروز آبادی کی ایک گپ	۱۶۰			

پیش لفظ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

ابا بعد جب سے دنیا میں مخلوق چلی آرہی ہے اُسی وقت سے اختلافات بھی ساتھ ساتھ چلے آئے ہیں اسی ایک امر سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ابھی انسانوں میں سے ایک بھی دنیا سے رخصت نہیں ہوا تھا کہ بائبل و قابل کا جھگڑا اور اختلاف اٹھ کھڑا ہوا اُس وقت سے تاہنوز اختلافات چلے آئے ہیں اور آقیامت رہیں گے اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول سے قبل اختلافات مٹ جائیں گے تو وہ یقیناً وہم کا شکار ہے ان اختلافات میں سے ایک مذہبی اور مسلکی اختلاف بھی ہے جو دیگر اختلافات کی نسبت زیادہ مذموم ہے اس لیے کہ مذہب تو اتفاق و اتحاد اور یکگانیت کا درس اور سبق دیتا ہے نہ کہ اختلاف و محزب اور تشدد کا مگر افسوس کہ یہ سب کچھ دنیا میں رونما ہوا اور اب بھی موجود ہے اور جاری و ساری ہے گا بلکہ احادیث کے پیش نظر ہر آلے والا دن اپنے اندر نئے حوادث اور جدید فتنے اور تازہ بتازہ اختلافات و نزاعات لے کر آئے گا اور فتنوں میں کسی قسم کی کمی کی توقع بالکل عبث ہے کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ مسلمان جو جلد فتنوں سے الگ تھلگ رہ کر اپنی منزل کی طرف

رواں دواں میں سے

پکے پہنچے چرخ نیلی فام سے منزل مسکماں کی سناے جگی گرد راہ ہوں وہ کارواں تو ہے
 مذہبی اختلافات اصولاً دو قسم کے ہیں ایک عقائد و اصول کے دو سے
 اعمال و فروع کے اول قسم کے اختلافات بہر حال وہ بہر کیف مذہب و مذہب کا قائل ہیں
 علم و دیانت کے ساتھ ہوں یا لاعلمی اور نیک نیتی سے زہر کو اگر کوئی شخص زہر سمجھ کر
 کھائے تب بھی اس کا اثر مرتب ہوگا اور اگر بے خبری میں اسے کھانا یا چورن سمجھ کر
 استعمال کرے عالم اسباب میں پھر بھی اس کا اثر ضرور مرتب ہوگا اس لیے اصولی
 اور عقیدہ کے اختلاف میں علم و دیانت اور اجتہاد و قیاس کوئی چیز اس کی قباحت
 و شاعت میں کمی پیدا نہیں کرتی اور ایسے اصولی اختلافات جن میں ضروریات دین میں
 سے کسی امر کا انکار یا تاویل ہو یقیناً کفر اور قطعاً باعث ملامت و گرفت ہے ہے
 فروعی اختلافات تو ان میں خاصی تفصیل ہے جس کے لیے دفتر کے دفتر بھی ناکافی
 ہیں اس کا نہایت ہی مختصر الفاظ میں خلاصہ یہ ہے کہ اگر فروعی اختلافات ایسی ہیں
 جو اور اختلاف کرنے والا مجتہد ہو اور اس کی دیانت و عدالت اور تقویٰ و ورع مستحکم
 ہو اور اختلاف میں بھی خط نفس اور اپنی خواہش کی پیروی میں نہ ہو اور نہ تن آسانی کے
 لیے اپنے نفس کے لیے سہولت مطلوب ہو تو ایسا مجتہد خطا کی صورت میں بھی مبرا
 مغفور ہی نہیں ہوگا بلکہ صحیح احادیث کی روشنی میں مبرا بھی ہوگا اور اگر اختلاف
 کرنے والا اجتہاد و تقویٰ کی کشتی کا پانچواں سوار ہو اور اختلاف میں خط نفس اور تن
 آسانی بھی ملحوظ ہو تو اس کے قیاس و مذہب ہونے میں رتی بھر شک نہیں ہے اور جو
 احادیث و دلائل رائے اور قیاس کی مذمت میں وارد ہیں وہ سب اسی صورت
 سے وابستہ اور متعلق ہیں لاشک فیہ

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا غواص کو مطلب ہے صدق کہ گھر ہے؟
 ان فروعی اختلافات میں سے ایک مسئلہ رفع الیدین عند الرکوع وعند رفع الرأس

من الرکوع بھی ہے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک عہد سے تا ہنوز چلا آرہا ہے اور دنیائے اسلام میں کہیں اس کے ثبت اور کہیں اس کے منفی پہلو پر عمل ہو رہا ہے اگر اس اختلاف کو فرعی اختلاف کی حد تک ہی رہنے دیا جائے اور ہر فریق اپنے تحقیق و دانست کے مطابق جو پہلو اسے حق اور صحیح نظر آئے اس پر عمل کرے اور دوسرے فریق کے لیے بھی گنجائش چھوڑے تو کبھی نزاع و جدال کی نوبت ہی نہیں آتی اور نہ آئے گی مگر نہایت افسوس کے کہنا پڑتا ہے کہ زمانہ حال کے غیر مقلدین حضرات میں ایسے لوگوں کی کوئی کمی نہیں جو دیگر اختلافی مسائل کی طرح رفع یدین کے مسئلہ کو بھی حق و باطل کا معیار بنائے بیٹھے ہیں اور چند احادیث کے ظاہری الفاظ کو دیکھ کر یہ اٹل فیصلہ صادر کرتے ہیں کہ نماز صرف ہماری ہی ہے اور احناف وغیرہم حضرات کی نماز کوئی نماز نہیں اور اہل درجہ یہ ہے کہ سنت کے خلاف ہے اور اس پر ان کے بے شمار رسالے اور کتابیں اردو زبان میں طبع ہو چکی ہیں اور ان کی جماعتی رنگ میں خوب نشر و اشاعت ہوتی ہے اور عوام جو اصل حقیقت سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں ان رسائل اور کتب کو دیکھ کر غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں اگرچہ دیگر مسائل کی طرح مسئلہ ترک رفع یدین پر بھی حضرات احناف وغیرہم نے بڑی بھروسہ اور علمی کتابیں لکھی ہیں مگر ایک تو وہ بیشتر عربی اور فارسی زبان میں ہیں پھر خالص علمی اور تحقیقی انداز میں ہیں عوام الناس ان سے استفادہ نہیں کر سکتے اور نہ وہ کتابیں ان کی دسترس میں ہیں اور دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ پر بعض اکابر نے اردو میں بھی بعض کتابیں لکھی ہیں لیکن ایک تو وہ نایاب ہیں اور دوسرے ان میں بھی خاصا علمی انداز ہے جس سے عام اردو خوان حضرات آسانی سے استفادہ نہیں کر سکتے کیونکہ خالص علمی اصطلاحات سے وہ ناواقف ہوتے ہیں اس سلسلہ میں عرصہ سے اس کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی اور بعض اکابر نے اس بارے میں راقم الشیم کو خطوط بھی لکھے کہ احسن الکلام کی طرز پر مسئلہ رفع یدین

وغیرہ پر بھی رفع اور ترک کے دلائل ضبط تحریر میں آجائیں تو عوام کو اس سے بے حد فائدہ ہوگا جس طرح کہ مسئلہ خلف الامام کے بارے میں فریق ثانی کا طلسم بفضل تعالیٰ اب ٹوٹ گیا ہے اور ان کی جارحانہ کارروائی اور چیلنج بازی اب بالکل ختم ہو گئی ہے، اب تو صرف احسن الکلام کے دلائل کے دفاع پر وہ مجبور ہے اور اس میں بلاوجہ محض الفاظ کے چکر سے کیڑے نکالتا ہے مگر عقلمند خدا داد عقل کے ذریعہ خوب سمجھتے ہیں کہ اس کارروائی سے کیا ہو سکتا ہے؟

پیدا ہے فقط حلقہ ارباب حسنوں میں وہ عقل کہ پا جاتی ہے شعلے کو شہر سے راقم اشیم نے اس سلسلہ میں خاصا مواد جمع کیا ہے لیکن کثرت مشاغل اور علالت طبع کے پیش نظر تاہنوز ترتیب نہیں دی جا سکی اگر زندگی نے وفا کی تو انشاء اللہ القویٰ اس کی تکمیل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائے فاضل نوجوان۔ عالم اجل بکتر ہیں۔ ذہین و فطین۔ وسیع النظر اور کثیر المطالعہ حضرت مولانا حافظ محمد حبیب اللہ صاحب دام محمد حمڈ پوری فاضل مدرسہ نصرت العلوم گوہر النوالہ کو جنہوں نے اس مسئلہ پر قلم اٹھایا اور اس کے مثبت اور منفی پہلو کو خوب اُجاگر کیا ایسے مختصر رسالہ میں اتنے ٹھوس حوالے اور قیمتی مواد بہت کم کتابوں میں آپ کو یکجا مل سکے گا اس کتاب میں موصوف نے بعض غیر متقلدین حضرات کی تعصب کی بعض مثالیں اور حوالے بھی دیے ہیں جن سے ان حضرات کا غلو اور تعصب واضح سے واضح تر ہو جاتا ہے اور مسئلہ رفع یدین و ترک رفع الیدین کے بارے میں مسالک و مذاہب کی باحوالہ نشاندہی کی ہے اور غیر متقلدین حضرات کے دلائل کا تانا بانا بھی قارئین کرام کے سامنے رکھ دیا ہے اور طرفین کے دلائل باحوالہ اس میں درج کئے ہیں ہر منصف مزاج آدمی ان حوالوں کی روشنی میں اصل کتب کی طرف مراجعت کر کے بخوبی حقیقت کو پا سکتا ہے اور دل کی تسلی کر سکتا ہے، باقی ائمہ و قارئین کرام نے اور خصوصاً حضرات علماء عظام نے کتابوں میں پڑھے ہوں گے کہ مسئلہ رفع یدین کا درجہ فقہی طور پر کیا ہے؟ آیا فرض واجب ہے یا

سنت و مستحب؟ یا صرف جائز و مباح ہے؟ اور یہ بھی کہ اس میں طرفین کا نزاع
 مسنیت اور غیر مسنیت یا استحباب و عدم استحباب کا ہے؟ یا افضل و غیر افضل
 کا اختلاف ہے؟ یا رفع الیدین عند الركوع وعند رفع الرأس من الركوع پہلے ہوتا تھا
 اور پھر منسوخ ہو گیا ہے جیسا کہ بعض حضرات کی یہ رائے ہے؟ ان سب امور کے
 حوالے اس کتاب میں موجود ہیں فاضل ثلث نے اس کتاب میں ایک مزید بات
 کی نشاندہی کی ہے جو خصوصاً علماء کرام کی توجہ کی مستحق ہے وہ یہ ہے کہ کتب حدیث
 کی مستند کتابوں کی بعض روایتوں میں جو حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہیں۔
 واذا ركع واذا رفع رأسه من الركوع کی جزاء مذکور نہیں مثلاً صحیح ابن خزیمہ اور البدیع
 وغیرہ اور بعض میں یہ جزاء مذکور ہے رفعہما مثلاً بخاری و مسلم وغیرہ اور بعض میں
 یہ جزاء مذکور ہے لا یرفعہما مثلاً صحیح ابوداؤد و سنن حمیدی وغیرہ اور صحیح ابوعوانہ
 وغیرہ کی حدیثیں بھی غیر مقلدین حضرات کے ہاں صحیح ہیں اور کتاب میں اس کے
 حوالے دیے گئے ہیں تو اس واضح تعارض کے رفع کرنے کی ایک صورت تو یہ ہو
 سکتی ہے کہ اذا تعارضتا تقاطعا تو مناسب یہ ہے کہ دونوں فرقی اس قسم
 کی روایات سے استدلال بالکل ترک کر دیں اور ان کے علاوہ دیگر احادیث کی طرف
 مراجعت کریں اور دوسری صورت یہ ہے کہ ان میں ایک کو راجح اور دوسری کو مرجح
 قرار دیں اور علمی طور پر یہی پہلو اسلم ہے گا اب وجہ ترجیح کیا ہو؟ ظاہری طور پر ایسی
 وجہ ہونی چاہیے جو قریقین کی قدرے تسلی کا باعث ہو اور خود غیر مقلدین حضرات
 نے سجدہ کے وقت رفع الیدین کرنے اور نہ کرنے کی صحیح روایات میں ترجیح رفع
 یدین نہ کرنے کو دی ہے جیسا کہ کتاب ہی میں اس کے حوالے موجود ہیں اور ہمارے بھی
 اس پر صاف ہے تو رکوع کے وقت بھی رفع یدین کرنے اور نہ کرنے کی دونوں
 روایتوں میں کیوں نہ یہی طریق اختیار کر لیا جائے کہ نہ ہینگے لگے نہ پھٹکڑی اور
 نہ کما جائے کہ رکوع کے وقت بھی رفع یدین نہ کیا جائے تاکہ اس صحیح روایت

پر بھی عمل ہو جائے جن میں لا یدفعہما آتا ہے اور نماز کے خستوع و خضوع پر بھی کوئی زور نہ پڑے اور خود اپنی پسند کی کی ہوئی توجیہ بھی رائیگاں نہ جائے اور اقل درجہ یہ ہے کہ رفع یدین کرنے پر مطلقاً اصرار نہ کیا جائے کبھی رفع الیدین کر لیں اور کبھی چھوڑ دیں خصوصاً جب کہ اس حدیث کے مرکزی راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے دونوں پہلو رفع و ترک رفع مروی ہیں جس کے حوالے کتاب میں مذکور ہیں اور فاضل مؤلف کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ اگر لا یدفعہما کی صحیح حدیث ترک کرنے والے اور اسی طرح سجدہ کے وقت رفع یدین کی صحیح روایات پر عمل نہ کرنے والے نیز ہر اونچے اونچے میں اور ہر تکبیر کے وقت رفع الیدین کی روایات پر عمل نہ کرنے والے عامل بالحدیث ٹھٹھے خارج نہیں ہوتے تو پھر کیا وجہ ہے کہ عند الركوع وعند الرفع من الركوع رفع یدین نہ کرنے والے ہی ترک حدیث کی وعید شدید کا مورد بنتے ہیں آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ اور ان کا یہ شعر بھی بر محل ہے کہ

اہل گلشن کئیے بھی باپ گلشن بند ہے اس قدر تنگ ظرف کوئی باغبان دیکھ نہیں
 یہ کہنا تو مشکل ہے کہ اس مسئلہ پر یہ کتاب حریف آخر ہے لیکر، بلاخوف
 تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ یہ کتاب نور الصباح فی ترک رفع الیدین
 بعد الاقتران - خالص علمی - معلومات افزا - اور پر مغز حوالوں سے لبریز ہے
 جس میں اصل مسئلہ کے علاوہ اسما الرجال اور باحوالہ اکابر علماء کی علمی اغلاط کو روشنی
 الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور اہل السنۃ والجماعت کا یہ مسلک ہے کہ حضرات
 انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بغیر اصولی طور پر معصوم کوئی بھی نہیں ہاں
 اللہ تعالیٰ کی رحمت کی چادر کے نیچے آکر کوئی محفوظ ہو جائے تو معاملہ جدا ہے
 اور خطار و وہم تو انسان کا خاصہ ہے اس علمی تنقید سے اگر کوئی متعصب یا کوڑ
 مغز یہ نتیجہ اخذ کرے کہ اکابر علماء یا مسلمہ شخصیتوں کی توہین و تنقیص کی گئی ہے

تو یہ بالکل غلط ہو گا اور بھگت اللہ تعالیٰ فاضل مٹولت نے کوئی بات حوالہ کے —
 بغیر نہیں لکھی جو کچھ لکھا ہے باحوالہ لکھا ہے تاکہ اصل مأخذ دیکھا جاسکے یہ بات بھی
 ملحوظ خاطر ہے کہ اگر کتاب میں ادبی چاشنی یا لسانی چٹخارہ نظر نہ آئے تو نگاہ کو اس
 امر پر متکثر رکھنا چاہیے۔ — کہ اس کتاب میں بفضلہ تعالیٰ
 نرے حقائق ہیں اور محسوس حوالے ہیں اور فاضل مٹولت کو نہ تو اردو ادب کے کوئی خاص
 لگاؤ ہے اور نہ اس فن کے شامسوار ہیں یوں سمجھئے کہ سادہ اردو میں بلکہ اپنی ڈیروی
 بولی میں انہوں نے خواص و عوام کی علمی ضیافت میں کوئی کمی نہیں کی کتاب کی کتابت
 طباعت عمدہ ہے، اور اس گرائی کے زمانہ میں اس کی قیمت بھی زیادہ نہیں ہے
 خواص و عوام اور دینی مدارس کے طلبہ غلام سے گزارش ہے کہ ایک دفعہ اس کتاب
 کا ضرور مطالعہ کریں تاکہ مسئلہ زیر بحث کا مثبت اور منفی دونوں پہلو با دلائل اور باحوالہ
 سامنے آجائیں اور براہین کے لحاظ سے قوی پہلو ملحوظ خاطر رکھ کر عمل کے لیے کوئی
 سبیل پیدا ہو جائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل مٹولت کو جزاء خیر عطا فرمائے کہ
 انہوں نے محنت شاقہ اور عرق ریزی سے یہ قیمتی جواہر پائے یکجا کر کے ہر شائق
 علم کے سامنے رکھ دیے ہیں اللہ تعالیٰ یہ کتاب ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے
 اللہ آخرت میں ان کو سمیت ہمارے سرخرو کرے آمین ثم آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ خیر خلقہ خاتم الانبیاء والمرسلین
 وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریئہ واتباعہ الی یوم الدین آمین
 یا رب العالمین یا ارحم الراحمین

احقر الناس ابوالزہاد محمد سر فراز خطیب جامع مسجد گلگھر
 و صدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

۴ رجب ۱۳۹۹ھ
 ۳۱ مئی ۱۹۷۹ء

اشتہار واجب الاظہار

محترم عبدالرشید صاحب انصاری اپنی کتاب الرسائل کے آخر میں نور الصباح کے بارے میں گلفشانی کر رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی جھوٹا تاثر دلا رہے ہیں کہ حبیب اللہ ڈیروی نے مجھ سے اٹھارہ صد روپیہ لے لیا ہے اور صحیح جواب نہیں دیا حالانکہ یہ افترار ہے۔ تین سال سے تحریری گفتگو چلتی رہی ہے پہلے سوال کا جواب جاتا رہا، پھر عبدالرشید صاحب تسلی کے بعد تین سو روپیہ بھیجتے تھے اگر جواب صحیح نہ تھا تو آپ نے یہ رقم کیوں بھیجی ہے۔ اب انشاء اللہ ہم اصل تحریر شائع کریں گے۔

نوٹ : نور الصباح کے جو جوابات لکھے گئے ہیں ان کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ نور الصباح کے حصہ دوم میں عنقریب آ رہا ہے۔ انتظار فرمائیں۔

مقدمۃ الكتاب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام
على سيد المرسلين محمد وعلى آله و
اصحابه اجمعين رب لا تسر ولا تعسر وتمم
بالخير وبك نستعين امّا بعد -

ہر دوران اسلام آج جب کہ ہر طرف کفر و الحاد اور فسق و فجور پھیل چکا ہے اور پھیلتا جا رہا ہے اور فرق باطلہ مثلاً یہودی سرزائی رافضی پر دہری جیسائی خارجی دھرمی حق اور اہل حق کے مٹانے کے ورپے ہیں ایسے نازک حالات میں تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ آپس میں فروعی اختلافات چھوڑ کر متحد ہو کر ان فرق باطلہ کا ٹوٹ کر مقابلہ کریں۔ ہمارے بزرگانِ دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعت ہم ہمیشہ خدمت اسلام کا یہ اہم فریضہ ادا کرتے رہتے ہیں اور فروعی اختلافات میں پھنسنے سے گریز کرتے رہتے ہیں مگر جب ان کو کسی فروعی مسئلہ کے متعلق مجبور کیا جائے تو پھر وہ مجبوراً برائے اظہار حق و تحصیل ثواب تحریر اور تقریر اس کا دافی اور شافی جواب دیتے ہیں جس کا صحیح جواب دینے سے اکثر مخالف عاجز ہو جاتے ہیں اس لیے ہم فروعی مسائل میں ضرورت کی بنا پر مناسب نہیں سمجھتے کہ

افسوس ہے کہ غیر مقلدین حضرات کا ہمیشہ زیادہ زور ہی فروعی مسائل کے بارے میں رہتا ہے اور مقلدین حضرات پر طرح طرح کے فتوے وہ لگاتے ہوتے ہیں۔ مثلاً غیر مقلد عالم مولوی محمد صاحب دہلوی ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی اپنے رسالہ سراج محمدی ص ۲۹ میں ایک سوال اور اس کا جواب یوں تحریر فرماتے ہیں سوال منہج

صحیح ہے کہ جس دہلوی کا باپ خفنی ہو کہ مرا ہو وہ یہ دعا نہ پڑھے رب اغفر لی ولوالدتی جواب نمبر ۱۸ مشرکین کے لیے دعا مغفرت ناجائز ہے الخ اور دلائل محمدی ص ۲۷

حصہ دوم میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں: خیر میرا مقصد یہ تھا کہ یہ (تقید) یہودیت ہے اپنے امام کی رائے قیاس پر بھروسہ کر بیٹھنا اور دینی امور میں شخصی تقلید کو کوئی چیز سمجھنا اور آئین کی آواز سے چڑھنا۔ آہ بلفظ غیر مقلدین حضرات نے مدینہ منورہ میں ساڑھے

تیرہ سو سال گزر جانے کے بعد ایک مکان کرایہ پر لے کر ایک مدرسہ قائم کیا جس کا نام علوم القرآن والحديث رکھا گیا جس کے مدیر مولانا احمد سلفی دہلوی تھے اب غیر مقلدین

حضرات کی اس مدرسہ کی تعلیم کے بارے آراء ملاحظہ ہوں، جس میں انہوں نے اس مدرسہ کی تعلیم کو اسلام کی صحیح تعلیم اور دوسرے مدارس اسلامیہ کی تعلیم کو غیر اسلامی تعلیم

قرار دیا مولوی محمد صاحب غیر مقلد اخبار محمدی دہلی ص ۱۵ دسمبر ۱۹۲۷ء میں لکھتے ہیں مدرسہ دارالحديث واقع مدینہ طیبہ کی تعلیمات پر تبصرہ از عالیجناب حضرت عالم الالہ

محی السنۃ جامع العلوم مولانا عبدالحق صاحب امیر جماعت پٹنہ صوبہ بہار میں مدرسہ دارالحديث واقع مدینہ طیبہ کو متا کرتا تھا اس سال بفضلہ تعالیٰ اس دارالحديث کو

دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے میں نے جہاں تک یہاں کے حالات اور دارالحديث کی خدمات کو دیکھا اور غور کیا تو میں خوشی سے لکھ رہا ہوں کہ کتاب و سنت کی صحیح معنی

میں اشاعت کے لیے اے مرکز مقدس دیار رسول اقدس میں اسی قسم کی دارالحديث کی ضرورت تھی جس کے نصاب میں بیٹھ اسلام کی تعلیم ہو (الی قول) مولانا احمد دہلوی مدیر دارالحديث (الی قول) عبدالحق صاحب صادق پوری ڈاکخانہ گلزار باغ پٹنہ بہار سورخہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ

غیر مقلدین حضرات نے اس مدرسہ کے متعلق ایک روئیداد چھپوائی ہے جو کہ آٹھ صفحات کی ہے جس کا نام محمدی دہلی ہے اس کے ص ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں ہے۔ اس تحریر عالی جناب حاجی اے محمد حسین صاحب سوداگر داماد جناب عالی مولوی محمد صاحب ڈار ناظم اعلیٰ انجمن تنظیم گوجرانوالہ (الی قولہ) افسوس کا مقام ہے کہ جس سرزمین سے رشد و ہدایت کا چشمہ پھوٹا اور تمام اطراف و کناف دنیا کو سیراب کرتا ہوا پھیلا کل تک اس میں کوئی مدرسہ ایسا نہ تھا کہ جس میں ٹیچر اسلام کی صحیح تعلیم ہوتی ہو اور عامل بالحدیث جماعت کے متعلق ہوا۔ اور محمدی دہلی مدرسہ میں ہے جب کہ یہ دینی علمی قومی مدرسہ ایک ایسے عظیم الشان مقدس مرکز میں ہے جہاں دنیا بھر کی اسلامی جماعتیں جمع ہوتی ہیں جو مختلف مزاج مختلف طرق و مذاہب کے رنگ میں رنگی ہوئی ہوں تو ان کو سنت نبوی کے رنگ میں رنگنے کے لیے ایک ویسے ہی عظیم الشان دائرہ کی ضرورت ہے اور یہ اتنا بڑا دائرہ بلا ساتھ دیے قوم کے انجام نہیں پاسکتا یا لیت قومی یعلیٰ یومہ یہ ایک حقیقت ہے اور عین مقام و حال کے مناسب ہے کہ اس وقت ایسے موقع پر ایسی مقدس جگہ اور ایسے کام اور تبلیغ میں مدرسہ ہذا کا ہاتھ بٹانا اس کے کار خیر میں شمولیت حاصل کرنا گویا کہ جنگ بدر کے ثواب عظیم کی طرح نیکیوں سے مالا مال ہونا ہے اور ابتداء اسلام میں انصار مدینہ کی طرح ایک ایک کے بدلے لاکھوں در لاکھوں کے ثواب کبیر سے مشرف ہونا ہے واللہ الموفق آھ بلفظہ اور مولوی محمد صاحب دہلوی غیر مقلد لکھتے ہیں مسلمانو تمہیں یہ گھونٹ کیسے اتر گیا کہ حضورؐ کے سامنے اگر حضرت موسیٰؑ آجائیں تو ان کی پیروی کرنے والا تو گمراہ اور جہنمی اور حضورؐ کے بعد اگر حضرت ابوحنیفہؒ آجائیں تو ان کی تقلید کرنے والا گمراہ اور جہنمی نہیں تیرا اذّا قَسِمْتُ خَبْرِي : ملت محمدی ص ۱۲ مؤلفہ محمد بن ابراہیم جو ناگر ضلع دہلی مدرسہ محمدیہ عربیہ و اسلامیہ پڑھا۔ اخبار محمدی صدر دہلی ۲۰ جمادی الاخری ۱۳۵۷ھ۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ اللہ تعالیٰ تعصب سے محفوظ رکھے۔ آمین یا رب العالمین۔

قارئین کرام فاتحہ خلف الامام کے بارے ہمارے استاد محترم محقق وقت شیخ الحدیث
 ابوالزاہد مولانا محمد سرور راضی صاحب صدقہ دام مجدہم نے احسن الکلام فی ترک القراءۃ خلف
 الامام لکھ کر غیر مقلدین حضرات کو پریشانی کے عالم میں مبتلا کر دیا ہے۔ فجزاۃ اللہ تعالیٰ
 احسن الجزاء اور رفع الیدین کے بارے میں بندہ کی یہ کتاب حاضر خدمت ہے۔
 ع۔ مگر قبول افتد زہے عز و شرف۔ اور مسئلہ آئین کے بارے میں مستورہ جمع کیا جا چکا ہے
 انہار التمسین فی اخفاء التابین کے نام سے دوبارہ نشر و اشاعت بقرۃ العلوم کو جو انوارہ کی طرف سے شائع ہو چکی ہے
 مولوی نور حسین صاحب گھر جا کھی غیر مقلد کا وہ قرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین ص ۱۰۱
 ایک متعصبانہ فتوے ملاحظہ ہو | ص ۱۰۱ میں لکھتے ہیں کہ امام سبکی نے رفع الیدین
 کے متعلق (ص ۲۴) صحابہ سے روایات نقل کی ہیں اور تابعین اور تبع تابعین وائمہ مجتہدین و
 محدثین کے نام لکھ کر از روئے دلائل ثابت کیا ہے کہ رفع یدین سنت مؤکدہ ہے بلکہ
 واجب ہے اور اس کے چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے الخ بلغظہ۔ قارئین کرام یہ
 فتویٰ کئی وجوہ سے مخدوش ہے اولاً تو اس لئے کہ رفع الیدین کسی مقام میں بھی واجب
 نہیں و ثانیاً اس کے چھوڑنے سے نماز باطل نہیں ہوتی و ثالثاً اتنی روایات اگر ثابت
 ہیں تو ان روایات سے رفع الیدین عند الافتتاح مراد ہے جس کے ہم قائل ہیں۔ اگر گھر جا کھی
 صاحب کے بقول یہ رفع یدین رکوع وغیرہ کے وقت ہے اور اس کے چھوڑنے سے
 نماز باطل ہو جاتی ہے تو پھر اس کی ذو کہاں کہاں تک پہنچے گی احناف کا تو معاملہ ہی
 چھوڑ بیٹے حضرات مالکیہ حضرات تبع تابعین حضرات جہور تابعین حضرات جہور صحابہ
 اس کی زد میں آئیں گے۔ بلکہ خود سید عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی
 اس زد سے محفوظ نہ رہیں گے۔ معاذ اللہ تعالیٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
 گھر جا کھی صاحب کا یہ فتویٰ ایسا ہے جیسے کوئی متعصب ضد کی بناء پر لفظ محرم کو مجرم
 اور لفظ دُعَا کو دُعَا پڑھنے اسی موقع پر کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

ہم دُعَا کہتے ہیں وہ دُعَا پڑھتے ہیں
 ایک نقطہ نے ہمیں مجرم سے مجرم کر دیا

گھر جا کھی صاحب کی خدمت میں ہم عرض کرتے ہیں کہ سہ
ٹھو کہیں مت کھائیے چلیے سنبھل کر دیکھ کر چال سب چلتے ہیں لیکن بندہ پروردگار کے

حضرات اخلاف اور حضرات مالکیہ
رفع الیدین میں نزاع کے مقام کا تعین فرماتے ہیں کہ رفع یدین ابتداء نماز میں

سنت ہے اس کے بعد رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور سجدہ تین
کے درمیان اور پہلے تشہد سے فارغ ہونے کے بعد تیسری رکعت کی طرف گھڑے ہونے
کے وقت ترک رفع یدین سنت ہے اور غیر مقلدین حضرات وغیرہم فرماتے ہیں کہ رفع یدین
مذکورہ بالا مقامات میں بین السجدتین کے سوا سنت ہے۔ اور بعض مقامات ایسے بھی
جہاں رفع الیدین بالاتفاق مستحب ہے اور ان مقامات کی نشاندہی ایک شاعر لکھ کر لکھے۔

رفع یدین نیلہ الآبہشت جا بشنو تو لے برادر خوش طبع باذکا
عیدین واستلام قنوت است افتاح رمی الجمار و مروة و عرفات باصفا

(بحوالہ حاشیہ ہدایہ اولین قلمی)

رفع الیدین عند الافتتاح واجب نہیں علامہ کرمانی ہ شرح بخاری ص ۱۰۵ ج ۵
چہ جائیکہ دوسرے مقامات میں واجب ہو میں فرماتے ہیں

اجمعت الامة على استحباب رفع
الیدین عند تکبیرة الاحرام و اختلفوا
فیما سواها۔ الزیلف

علامہ نووی المتوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ص ۱۶۵ ج ۱ میں رفع یدین کو مستحب قرار دیتے
ہیں نیز فرماتے ہیں۔

واجبوا علی انہ لا یجب شیئ
من الرفع۔ محمد بن حضرات کا اس بات پر اجماع ہے کہ
رفع الیدین کسی مقام میں بھی واجب نہیں۔

علامہ شوکانی غیر مقلد نیل الاوطار ص ۵۳ ج ۲ طبع مصر میں فرماتے ہیں کہ علامہ نووی

اس اجماع کے نقل کرنے میں منفر و نہیں بلکہ دوسرے محدثین نے بھی اس اجماع کو نقل کیا ہے جن میں ابن حزم بھی ہیں آہ مختصاً۔ علامہ ابن حزم ظاہری المتوفی ۵۶۰ھ عظمیٰ ص ۲۳۵ د ۵۸۷ میں رفع الیدین عند الركوع وغیرہ کو مستحب قرار دیتے ہیں نہ کہ واجب علامہ ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ فتاویٰ ص ۲۶۷ ج ۲ میں رفع الیدین کے اختلاف کو افضل اور غیر افضل پر محمول کہتے ہیں اور ان کے شاگرد علامہ ابن قیم المتوفی ۷۵۱ھ زاد المعاد ص ۷۷ ج ۱ میں اس اختلاف کو مباح کے درجہ میں شمار کرتے ہیں مہر مال رفع الیدین بعد الافتتاح کے وجوب کا قول کسی محدث نے نہیں کیا۔

رفع الیدین کے چھوٹ جانے یا چھوٹ دینے سے نماز کا
اعادہ لازم نہیں حضرت عطاء بن ابی رباحؒ کا فتویٰ ملاحظہ ہو
میں ہے۔

عبد الرزاق عن ابن جریج قال قلت
لعطاء ارایت ان نسیت ان اکبر
بیعتی فی بعض ذلک اعود للصلاة قال لا
ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاءؒ
سے پوچھا کہ بعض مقامات میں اگر میں رفع یدین کرنا
بھول جاؤں تو اعادہ نماز کروں آپ نے فرمایا کہ نہیں۔
بدائع الفوائد ص ۹ ج ۳ لابن قیم
حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا فتویٰ ملاحظہ ہو
طبع مصر میں ہے۔

ابوداؤد قلت لاحمد افتتح الصلاة
ثم یرفع یدیه الی عید قال لا
حجتہ ان النبی صلی اللہ علیہ و
سلم لم یعلمہ للاعدائی آہ بنظم
حضرت امام ابوداؤد رحمہ کی سنن صحیح ستہ میں
شمار کی جاتی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت
امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا کہ ایک آدمی نماز شروع
کرتا ہے اور رفع یدین نہیں کرتا تو کیا وہ نماز کا
اعادہ کرے تو آپ نے فرمایا کہ ذکرے اس کی حجت
اور دلیل یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
اعرابی (نماز خراب کرنے والے) کو رفع یدین کی

تعلیم نہیں دی اگر رفع یدین واجب ہوتا تو
آپ ضرور تعلیم دیتے کیونکہ آپ مقام تعلیم میں تھے،
جس شخص نے رفع یدین ان تمام مقامات میں
چھوڑ دیا ہو جہاں اسے کما گیکہ ہے عمدہ آیا سہوا

حضرت امام شافعیؒ کا فتویٰ ملاحظہ ہو

فرضی نماز ہو یا نافلہ تو اس کی نماز درست ہے نہ اعادہ صلوٰۃ کی ضرورت ہے نہ سجدہ
سہو کی البتہ میں اس ترک رفع یدین کو ناپسند کرتا ہوں آہد ملخصاً کتاب الاثم ص ۱۱۹ و ص ۱۲۰
ص ۱۱۹ طبع مصر۔ سوال: عند الافتتاح رفع یدین کو بعض حضرات واجب کہتے ہیں
تو اجماع ثابت نہ ہوا۔ جواب: علامہ شوکانیؒ نیل الاوطار ص ۱۸۳ میں فرماتے ہیں کہ جن
حضرات نے عدم وجوب رفع یدین عند الافتتاح کے بارے اجماع نقل کیا ہے وہ اجماع
ان کے زمانہ میں تھا جواب: علامہ ابن عبد البر مالکی المتوفی ۴۶۳ھ فرماتے ہیں۔

وطل من نقل عنه الوجوب لا کہ ہر وہ شخص جس سے وجوب رفع یدین منقول
یبطال الصلوٰۃ بترکہ الا فی روایت: نہ اس کے نزدیک رفع یدین کے چھوڑ دینے
عن الاوزاعی والحمیدی وهو شذوٰۃ سے نماز باطل نہیں ہوتی مگر انداعی اور حمیدی
وخطائہ۔ بحوالہ نیل الفرقین ص ۱۲۰۔ کی ایک روایت میں ان کا یہ قول شاذ اور خطا ہے

غیر مقلدین حضرات کا ایک
دھوکہ اور خلط مبعوث

جاتی ہے اس سلسلہ میں وہ بعض محدثین حضرات کا نام بھی لیتے ہیں۔ جواب یہ بالکل
زاد دھوکہ ہے کیونکہ جن حضرات سے رفع یدین کے وجوب اور بطلان صلوٰۃ کا قول منقول
ہے وہ عند الافتتاح ہے فقط اور یہ قول بھی شاذ و خطا ہے۔ نیز حضرات احناف کے
نزدیک رفع یدین عند الافتتاح سنۃ مؤکدہ ہے اور وہ اس پر مکمل پابندی سے عمل کرتے
ہیں علامہ شوکانیؒ غیر مقلد نیل الاوطار ص ۱۸۳ میں فرماتے ہیں۔

وحکی النووی ایضاً عن داؤد ایجابہ علامہ نوویؒ نے بھی داؤد ظاہری سے رفع یدین واجب

عند تکبیرۃ الاحرام وال قولہ قال لحافظ
وممن قال بالوجوب ایضاً الاوزاعی و
الحمیدی شیخ البضری وابن خزيمة
من اصحابنا آہ بلنظہ۔

افول عند تکبیرۃ الاحرام نقل کیا ہے (الی قولہ) اور
مافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ وجوب کا قول اوزاعی
رحمہ اللہ کا ہے جو امام بخاریؒ کے ساتھ ہیں اور
ابن خزيمةؒ کا بھی ہے جو کہ ہمارے اصحاب میں سے ہیں۔

علامہ ابن حزمؒ ظاہری غیر مقلد محلی ص ۱۰۲ میں فرماتے ہیں۔
وقد روی ایجاب رفع الیدین فی الاحرام
للصلوة فرضاً عن الاوزاعی وهو قول
بعض من تقدم من اصحابنا آہ

رفع یدین عند الاحرام نماز کے لیے امام اوزاعیؒ سے
اس کا فرض ہونا روایت کیا گیا ہے اور ہمارے
بعض اصحاب قدام کا قول بھی یہی ہے۔

اس طرح علامہ ابن حزمؒ نے اپنا مسلک اس حوالے سے ایک ورق پہلے رفع الیدین
عند الاحرام کے فرض و واجب ہونے کا بیان کیا ہے۔

علامہ امیر بیانیؒ غیر مقلد سبل السلام ص ۱۰۱ طبع فاروقی دہلی و طبع مصر ص ۲۵۱ میں
فرماتے ہیں۔

قال الموجبون قد ثبت الرفع عند
تکبیرۃ الاحرام هذا الثبوت بالنظہ
یعنی جب تکبیر تحریر کے وقت رفع یدین کا اتنا ثبوت
ہے (کہ پچاس صحابہؓ روایت کرنے والے ہیں) تو اس
مقام میں رفع یدین کے بارے بعض نے وجوب کا قول کیا ہے لیکن جمہور اس کے خلاف ہیں اور وہ اس
کو سنت کہتے ہیں۔ (محملہ)

قارئین کرام غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں نے صاف لکھ دیا ہے کہ وجوب کا محجوط
اگر بعض حضرات کہے تو وہ صرف عند الافتتاح ہے نہ کہ اس کے بعد۔

غیر مقلدین حضرات کا ایک دھوکہ
غیر مقلدین حضرات یہ دعویٰ بھی کرتے سہتے ہیں
کہ رفع الیدین عند اگر کو ع پچاس صحابہؓ مروی
ہے حالانکہ یہ بھی ان کی غلطی اور خوش فہمی ہے چنانچہ علامہ شوکانیؒ غیر مقلد نیل الاوطار
ص ۱۸۴ میں لکھتے ہیں۔

وجمع العراقی عدد من روی رفع الیدین
فی ابتداء الصلوة فبلغوا خمسين
صحابيًا منهم العشرة المشهود
لهم بالجنة آه بلفظ
اور علامہ عراقی نے ابتداء نماز میں رفع یدین کہنے
والوں کی تعداد کا شمار کیا ہے جو پچاس صحابہ تک
پہنچتی ہے جن میں حضرات عشرہ مبشرہ
بھی ہیں۔

اور علامہ زبیری نے نصب الرایہ ص ۱۸۱ ج ۱ میں اور علامہ شمس الحق صاحب غیر مقلد
نے تعلیق المغنی ص ۱۱۱ ج ۱ میں ان پچاس صحابہ میں سے بعض کا ذکر کیا ہے اور انکے اسماء گرامی شمار کئے
ہیں جن میں حضرت عبداللہ بن مسعود بھی ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رفع الیدین
عند الافتتاح مراد ہے۔ علامہ امیر یحییٰ بن خلیفہ مقلد سبل السلام ص ۱۱۱ ج ۱ طبع فاروقی دہلی و ص ۱۱۱
مصر ج ۱ ص ۲۵ میں فرماتے ہیں۔

انه روی رفع الیدین فی اول الصلوة
خسون صحابيًا منهم العشرة المشهود
لهم بالجنة وروی البيهقي عن الحاكم
قال لا تعلم سنة اتفق علی روايتها
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
الخلفاء الاربعة ثم العشرة المشهود
لهم بالجنة فمن بعدهم من
الصحابية مع تفرقهم فی البلاد
السابعة غير هذه السنة قال
البيهقي هو كما قال استاذنا ابو عبد الله
قال المرجيون قد ثبت الرفع عند
تكبيرة الاحرام هذا الثبوت الى ان
قال وقال غير هو انه سنة من
ابتداء نماز میں رفع یدین کی روایت کرنے والے
پچاس صحابہ ہیں جن میں حضرات عشرہ مبشرہ
بھی ہیں اور امام بیہقی نے امام حاکم سے روایت
کی ہے کہ ہم ایسی کوئی سنت نہیں جانتے جس
کو جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبات
کہنے پر حضرات خلفاء راشدین پھر عشرہ مبشرہ
پھر ان کے بعد والے صحابہ باوجود ورود و راز شرو
میں بکھرنے کے متفق ہوں بغیر عند الافتتاح رفع
یدین کی سنت کے امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ
بات ایسے ہی ہے جیسے کہ ہمارے استاد ابو عبد اللہ
حاکم نے فرمائی ہے اور جو لوگ رفع یدین کو واجب
کہتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب تکبیر تحریر کے
وقت رفع یدین کا اتنا مضبوط ثبوت ہے کہ

سنن الصلوٰۃ وعلیہ الحجۃ ہورام
 انہو بلفظہ
 پھر اس مقام میں واجب ہونا چاہیے لیکن
 جمہور اس کے خلاف ہیں وہ فرماتے ہیں کہ یہ نماز کی

سننوں میں سے ہے الخ

حضرات :- غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں کی عبارت سے کسی باتیں واضح طور
 پر ثابت ہوئی ہیں۔ (۱) پچاس صحابہ روایت کرنے والے رفع الیدین عند افتتاح الصلوٰۃ کے
 میں نہ کہ اس کے علاوہ کے۔ (۲) امام حاکم اور امام بیہقی جس رفع الیدین کے بارے حضرات
 عشرہ مبشرہ اور دیگر صحابہ کرام کا اتفاق نقل کرتے ہیں وہ یہی ابتداء نماز میں رفع ہت نہ کہ کوئی
 اور (۳) رفع الیدین کے وجوب اور عدم وجوب کا اختلاف بھی اسی رفع الیدین کے بارے
 ہے جو عند افتتاح الصلوٰۃ ہے امید ہے غیر مقلدین حضرات اب کسی کو دھوکہ نہیں دیں
 گے کیونکہ یہ

دل کے پھپھورے جل اٹھے عین کے داغ سے اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چیلنے سے
 غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں کا ترک (۱) علامہ ابن حزم ظاہری غیر مقلد اپنی
 رفع الیدین کے بارے فیصلہ ملاحظہ ہو۔ کتاب محلی ص ۵۵ ج ۲ میں حضرت ابن
 مسعود کی روایت ترک رفع الیدین کے بارے فرماتے ہیں۔

انّ هذا الخبر صحيح
 کہ بے شک یہ حدیث صحیح ہے۔

اور علامہ صاحب محلی ص ۲۳۵ ج ۳ میں فرماتے ہیں کہ رفع الیدین اور ترک رفع الیدین
 دونوں سنت ہیں کیونکہ دونوں طرف حدیثیں صحیح ہیں الخ ملخصاً (۲) علامہ احمد محمد شاہ کریم
 غیر مقلد حاشیہ محلی ص ۲۶۹ میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود کی حدیث وہو
 حدیث صحیح اور علامہ صاحب ہی شرح ترمذی ص ۲۶ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔

وهذا الحديث صحيحه ابن حزم
 فی المحلی وغیرہ من الحفاظ وهو
 اس حدیث کو ابن حزم نے محلی میں اور دوسرے
 حفاظ حدیث نے صحیح کہا ہے اور یہ حدیث
 صحیح ہے اور بعض لوگوں نے اس حدیث میں

لیس بعثہ الخ بلفظ میں علتیں بیان کی ہیں وہ کوئی علت نہیں۔

(۳) مولانا عطاء اللہ صاحب غیر مقلد تعلیقات سلفیہ ص ۱۲۳ ج ۱ طبع لاہور میں لکھتے ہیں۔

قوله ثم لم يعد قد تكلم ناس

فی ثبوت هذا الحديث والقوى

انه ثابت من رواية عبد الله بن

مسعود (التي قول) ان الحديث ثابت

آھ بلفظ

صاحب ہی تعلیقات ص ۱۲۳ ج ۱ میں لکھتے ہیں کہ

رفع الیدین اور ترک رفع الیدین دونوں سنت

میں اور ص ۱۲۶ میں فرماتے ہیں کہ دونوں ثابت ہیں۔

(۴) مولانا محمد خلیل ہراس غیر مقلد حاشیہ محل ابن حزم ص ۲۹۲ ج ۲ میں حضرت ابن

مسعود کی حدیث کے بارے فرماتے ہیں وہو حدیث صحیح (۵) علامہ احمد محمد

شاکر غیر مقلد کے دو شاگرد جو غیر مقلد ہیں شرح السنہ بقوی ص ۲۴ ج ۳ طبع مصر کی تعلیقات

میں علامہ شعیب الارناؤط اور علامہ محمد زبیر الشاولیش لکھتے ہیں وصححه غیر

ولحد من الحفاظ وما قالوه فی تعلیہ لیس بعثہ آھ بلفظ یہ بھی حضرت

ابن مسعود کی حدیث کے بارے ہے اور اس کا ترجمہ گزر چکا ہے (۶) جناب مرزا حیرت

دہلوی صاحب غیر مقلد حیات طیبہ ص ۴۵ میں لکھتے ہیں کہ مولانا شہید نے یہ ثابت کر

دیا ہے کہ اگر کوئی شخص رفع یدین نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اگر کرے تو ٹوڑا ہے

کیونکہ طریقین کے دلائل اس مسئلہ میں قوی ہیں اس سے زیادہ فیصلہ کرنے والا اور کون

منصبت نزع ہو سکتا ہے الخ بلفظ (تبیین) حضرت شاہ اسماعیل شہید نے ابتدا میں

رفع یدین کے بارے ایک رسالہ تنویر العینین لکھا تھا اور خود بھی اسے ثواب جان کر

عمل کرتے تھے مگر آخری عمر میں رفع یدین کرنا چھوڑ دیا تھا اور ترک رفع یدین پر عمل کرتے

تھے پنانچہ مولانا حافظ حکیم عبد الشکور صاحب سرزاپور می فرماتے ہیں۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ تمام اصل عربی کتاب

ان کے نہیں میرا یہ خیال کسی گناہ روایت دلی حکایت پر نہیں بلکہ مولانا کا درست علی جوہر کی کی معنی شمولیت

۳۶ وہ ہایت یقین کیساتھ ذخیرہ کراست ۲۲۴ میں مولوی خلیفہ الرحمن کے پانچویں سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ تنویر العینیں جو کتاب ہے سو اس میں مولانا محمد اسماعیل مرحوم کے لکھے ہوئے چند دقیق رفع یدین کی ترجیح میں (ہیں) اور بعد اسکے مولانا مرحوم نے اپنے مرشد حضرت سید احمد قدس سرہ کے سمجھانے سے اپنے قول سے رجوع کیا۔ یعنی رفع یدین کو ٹیکو چھوڑ دیا اور لاندہب (غیر مقلد) لوگوں نے تنویر العینیں میں اپنی طرف سے بہت سی باتیں زیادہ کر کے لکھیں اور حضرت سید صاحب کے خلیفہ لوگوں کا عمل تنویر العینیں پر نہیں بلکہ ان لوگوں نے اسکا رد لکھا ہے (التحقیق الجدید علی تصنیف الشیخ مطبع مجیدی کانپور ص ۱۴ تا ص ۱۵ یک جنوری ۱۳۹۲ء) (نوٹ: حضرت مولانا کرامت علی صاحب جو نپور دہلی حضرت سید احمد شمس بریلوی کے خلیفہ تھے اس لئے ان کی یہ شہادت بہت وزن رکھتی ہے۔

مذہبِ احناف کی وضاحت و تفصیل | ہمارے حضرات فقہاء احناف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رفع یدین رکوع وغیرہ

کے وقت سنتہ نہیں بلکہ ترک رفع یدین سنت ہے لیکن اس میں اختلاف ہے۔ کہ رفع الیدین بعد الافتتاح کا کوئی ثبوت بھی ہے یا نہیں تو بعض حضرات عدم ثبوت کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر رفع الیدین بعد الافتتاح ثابت ہوتا تو حضرات غفارا راشدینؓ اور عشرہ مبشرہؓ اور دیگر صحابہؓ جو پچاس بتائے گئے ہیں ہرگز ترک رفع الیدین پر عمل نہ کرتے اور تابعینؓ کی کثیر جماعت بھی ترک رفع یدین پر عمل نہ کرتی چنانچہ حضرت عبداللہؓ زہیرؓ کے صاحبزادے حضرت عبادؓ اور حضرت امام ابوہریرہؓ مغلہؓ التابعی الجلیل رفع یدین بعد الافتتاح سے سختی کے ساتھ منع کرتے تھے اور علامہ امیر کاتب القانیؒ نے رفع الیدین کے بطلان پر رسالہ لکھا ہے اور حضرت مولانا حسین علی مرحوم المتوفی ۱۳۶۳ھ تحریر احادیث ص ۳۹ میں فرماتے ہیں۔

ان الحنفیۃ یسوا بقائلین بنسخ الرفع	احناف حضرات نسخ رفع الیدین کے قائل
بل ہم منکرون ثبوت الرفع عن	نہیں بلکہ ثبوت رفع الیدین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اہم بنظم	

اور تحریرات حدیث ص ۴۱ میں فرماتے ہیں۔

فلم یصح فی رفع الیدین شیء الخ کہ رفع الیدین میں کوئی حدیث بھی صحیح ثابت نہیں۔ اور بعض حضرات نسخ رفع الیدین کے قائل ہیں چنانچہ امام طحاویؒ علا علی قاریؒ حافظ ابن ہمامؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ رفع الیدین کا ثبوت تھا مگر بعد کو منسوخ ہوا کیونکہ جن حضرات صحابہؓ سے رفع الیدین کی روایات آتی ہیں انہیں سے پھر ترک رفع الیدین کی روایات بھی مروی ہیں اور عمل بھی ترک رفع الیدین کا ہے مثلاً حضرت عبداللہ بن عمرؓ و حضرت علیؓ و حضرت ابو ہریرہؓ و حضرت ابن عباسؓ وغیرہم نیز بعض حدیثوں کو غیر مقلدین حضرات خود منسوخ مانتے ہیں جیسے رفع الیدین بن السجدین تو جو دلائل وہ اس رفع الیدین بن السجدین کی منسوخیت کے قائم کرتے ہیں وہی دلائل رفع الیدین عند الركوع وغیرہ کی منسوخیت کے احاث حضرات کی طرف سے کھجلیں۔ کا قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ اور بعض حضرات راجح و مرجوح کا قول کرتے ہیں کہ چونکہ رفع الیدین اور ترک دونوں مروی ہیں مگر ترک حالت نماز کے زیادہ مناسب ہے اس لیے ترک رفع الیدین راجح اور افضل ہے اور چونکہ رفع الیدین عند الافتتاح قوی دلائل سے ثابت ہے حتیٰ کہ پچاس صحابہؓ اس کے راوی ہیں۔ جیسا کہ علامہ شوکانیؒ اور علامہ امیر بانیؒ کے حوالہ سے یہ بیان ہو چکا ہے لہذا وہ محل نزاع سے خارج ہے۔ علامہ سید محمد نور شاہ صاحب فیض الباری ص ۲۹۶ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔

جواز اقتداء الحسنی بالشافعی فی مسائل رفع الیدین والتامین آد ملخصاً کہ شافعی مسلک والے امام کے پیچھے جو نمازیں رفع الیدین اور آمین بالجہر کرتے ہو حنفی کی نماز جائز ہے۔ اور حضرت امام شافعیؒ جب حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی قبر کی زیارت کے لیے پہنچے تو وہاں نمازوں میں رفع الیدین چھوڑ دیا تھا کسی نے امام شافعیؒ سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا۔

استحياء من صاحب هذا القبر اس قبر والے سے حیا آتی ہے۔

حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ تکمیل الاذعان ص ۱۵۷ میں اس واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں مشعر بعد التاكيد کہ یہ واقعہ اس بات کا مشعر ہے

کہ رفع الیدین عند الركوع وغیرہ امام شافعیؒ کے ہاں منکذ نہ تھا، مؤلف کتاب ہذا کے ہاں راجح اور مرجوح کا مسلک پسندیدہ ہے اور اسی کے مطابق دلائل قائم کئے جائیں گے اللہ تعالیٰ تعصب اور تعسف سے محفوظ فرماوے آمین وہو الموفق والمعین۔

وہ فرماتے ہیں کہ حضرات احناف کے غیر مقلدین حضرات کا ایک دھوکہ | بعض بزرگ جو رفع یدین اور آمین کے قائلین کے پیچھے نماز جائز قرار دیتے ہیں اس سے مذہب اہل حدیث کی حقانیت اور ان کے دلائل کی مضبوطی ثابت ہوتی ہے نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غیر مقلدین حضرات کے پیچھے نماز بلا کراحت جائز ہے۔

جواب ۱۔ حضرت مولانا سید محمد نور شاہ صاحبؒ کے حوالہ سے ابھی گزرا ہے کہ اس سے شافعی مسلک والے مقلد مراد ہیں نہ کہ غیر مقلدین حضرات۔ جواب ۲۔ جو غیر مقلدین حضرات ائمہ اربعہ کے مقلدین کو مشرک اور کافر کہتے ہیں ایسے متعصبین کے پیچھے نماز ہرگز جائز نہیں ہے۔ کیونکہ صحیح حدیث کے مطابق مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے اور کافر کی اقتدار میں نماز درست نہیں ہے۔ جواب ۳۔ یہ مسائل فروعی ہیں ان میں کسی کے دلائل کمزور ہونے کے باوجود اس کے پیچھے نماز جائز ہے جس کی واضح دلیل امت کا تعامل ہے۔

الباب الاول

حضرات صحابہ کرامؓ تو بے شمار ہیں جیسا کہ امام ترمذیؒ
ترک رفع الیدین کے قائلین کے حوالے سے آئے گا اور جن سے بائند ترک رفع الیدین
 کے عمل کا ذکر ہے اُن کے آثار مرفوعات کے بعد ذکر کے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اور
 مرفوعات میں بھی ان کا تذکرہ ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے
 اور اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت قرار دیتے تھے اور رفع الیدین کرنے والے
 کو منع فرماتے تھے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لسان المیزان ص ۳۲۲ میں لکھتے ہیں۔

وقال قتیبہ سمعت ابا مقاتل
 يقول صليت الى جنب ابي حنيفة
 فكنت ارفع يدي فلما سئل قال يا ابا
 مقاتل لعنك من اصحاب المذاهب
 التي بلغك
 قتیبہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو مقاتل سے کہتے
 ہوئے سنا کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کے پہلو
 میں نماز پڑھی اور میں رفع یدین کرتا رہا جب
 امام ابو حنیفہؒ نے سلام پھیرا تو کہہ کر اے ابو مقاتل
 شاید کہ تو بھی پٹکھوں والوں سے ہے۔

امام شافعیؒ کے استاد حضرت امام محمدؒ بھی
ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے چنانچہ امام محمدؒ موطا ص ۹ میں فرماتے ہیں
 کہ ابتداء نماز میں رفع الیدین کرے۔

ثم لا يرفع في شئ من الصلوة
وفي ذلك آثار كثيرة

پھر نماز کے کسی حصہ میں بھی رفع یدین نہ کرے
اور اس ترک رفع یدین کے لئے آثار صحابہ اور
تابعین بہت ہیں۔

حضرت امام شافعی کے اُستاد حضرت امام دیکھ
بھی ترک رفع یدین کرتے تھے

بخاری میں حضرت امام دیکھ سے کافی روایات لی ہیں یہ بالاتفاق ثقہ فی الحدیث ہیں
مولانا عبد الرحمن صاحب مبارکپوری غیر مقلد امام دیکھ کو ان الفاظ میں یاد کرتے ہیں۔

احد الائمة الاعلام ثقته حافظ عابد من كبار التاسعة تحفته الاحمدی ص ۱۲۴ و ص ۱۳۱۔

حضرت امام احمد بن حنبل کے اُستاد حضرت امام
ابو یوسف بھی ترک رفع یدین پر عمل کرتے تھے

ص ۲۸۶ طبع رجمیہ دیوبند میں لکھتے ہیں۔

وروی عن احمد بن حنبل كان

يقول ما وقع عليه اجتماع ابي حنيفة

وابي يوسف ومحمد لا يسمع خلفه في

ابن حنيفة اقيسم و ابا يوسف

عليهم بالآثار ومحمد عليهم

بالعربية آه بلفظ

حضرت امام احمد بن حنبل سے روایت کی گئی

ہے وہ فرماتے تھے کہ جس سُنَد پر امام ابو حنیفہ

یا امام ابو یوسف اور امام محمد متفق ہو جائیں تو

اس کے خلاف کوئی بات نہ شنی جائے کیونکہ

امام ابو حنیفہ قیاس کے زیادہ ماہر ہیں اور امام ابو

یوسف روایت حدیث کے زیادہ عالم ہیں اور

امام محمد عربی زبان کے زیادہ عالم ہیں اور ترک

رفع یدین پر یہ سب حضرات کھلا اللہ تعالیٰ متفق ہیں۔

(فوائد بحیث مولانا عبدالحی کھنوی) حافظ ابن حجر

نے تہذیب التہذیب میں اُن کی توثیق

امام ابراہیم بن یوسف المالکی بھی

رفع یدین نہ کرتے تھے

امام نسائی وغیرہ سے نقل کی ہے۔ بحوالہ بسط الیدین ص ۴۶۔

حضرت امام حسن بن صالح بن حنی | بحوالہ التعلیق المہجدہ ص ۹۱ : امام حسنؑ تھے ہیں حضرت
بھی ترک رفع یدین کرتے تھے | امام احمد بن حنبلؑ اور ملک الحافظ امام یحییٰ بن معینؑ

اور امام ابو حاتمؑ اور امام ابو زرعةؑ وغیرہم انکو ثقہ ثبت حجتہ قرار دیتے ہیں تذکرۃ الحفاظ
ص ۲۰۶ و تنذیب التہذیب ص ۲۸۵ حافظ ابن حجرؒ تقریب میں فرماتے ہیں صدوقؑ

محدث اسحق بن ابی اسرائیل بھی | سنن دارقطنی ص ۱۱۱ حضرت امام شافعیؒ اور محدث
ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے | اسحق بن ابی اسرائیلؒ ایک ہی سال میں پیدا ہوئے

ہیں یعنی ان کا سن ولادت ایک ہے اور محدث اسحقؒ کی وفات ۲۴۶ ھ میں ہوئی
ہے اور وہ ثقہ ہیں (میزان الاعتدال)

حضرت امام حسن بن زیادؒ اور حضرت | انوار المحمود شرح ابی داؤد ص ۲۵۸ ج ۱
امام زفرؒ بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے

حضرت امام مغیرہؒ بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے | حافظ ابن حجرؒ تقریب ص ۲۵۲
میں فرماتے ہیں مغیرہ بن شبل الکوفی ثقہؑ اور حضرت امام مغیرہؒ حضرت امام ابو اسیمؒ

نخعیؒ کے شاگرد ہیں اور انہوں نے ترک رفع الیدین اپنے استاد سے سیکھا ہے دیکھئے
ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ و ص ۱۶۰ -

حضرت امام طحاویؒ المتوفی ۳۲۱ ھ اپنی کتاب | فقہاء کا ترک رفع الیدین پر اجماع
شرح معانی الآثار ص ۱۱۲ طبع رحیمیہ دیوبند

میں فرماتے ہیں -

ولقد حدثني ابن أبي داود قال حدثنا | حضرت امام ابو بکر بن عیاشؒ فرماتے ہیں کہ میں
احمد بن یونس قال حدثنا ابو بکر | نے کسی فقیہ کو بھی تکبیرہ اولیٰ کے سوا رفع الیدین
بن عیاش قال ما رأيت فقيها قط | کرنا نہیں دیکھا۔

يفعله يرفع يديه في غير التكبيرة

الاولی آہ بلفظہ

اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں اس کے پہلے راوی امام طحاویؒ کے استاد ابن ابی داؤدؒ
 ابراہیم بن ابی داؤد الاسدیؒ ابو اسحاق بڑسٹیؒ ہیں۔ ان کی وفات ۲۷۲ھ میں ہوئی یا قوت
 جمویؒ کہتے ہیں کہ وہ ثقہ اور حافظ تھے امام سمعانیؒ ان کو ثقہ اور من حفاظ الحدیث کہتے ہیں۔
 ابن حجرؒ ان کو من الحفاظ المکثرین کہتے ہیں (مصلح الامانی الاجار ص ۱۶) اور دوسرے راوی
 احمد بن یونسؒ یہ امام بخاریؒ کے استاد ہیں اور صحیح بخاری کے مرکزی راوی ہیں مثلاً دیکھئے
 بخاری ص ۲۳۲ و ص ۲۶۳ و ص ۲۷۴ و ص ۲۷۵ و ص ۲۷۶ و ص ۲۷۷ و ص ۲۷۸ و ص ۲۷۹ اور
 قیسرے راوی خود حضرت ابو بکر بن عیاشؒ ہیں جن کی وفات ۱۹۳ھ میں ہوئی اور وہ
 صحیح بخاری کے راوی ہیں ان کی توثیق حضرت عبداللہ بن عمرؒ کے اثر میں بیان ہوگی
 انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس کی پہلی دلیل۔
 امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔

اہل کوفہ کا ترک رفع الیدین پر اجماع

اور اسی ترک رفع الیدین کے قائل تو بے شمار
 صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بے شمار
 تابعینؒ ہیں اور امام سفیان ثوریؒ اور تمام
 اہل کوفہ کا سکتہ بھی یہی ہے۔

وبہ یقول غیر واحد من اهل
 العلم من اصحاب النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم والتابعین وهو
 قول سفیان واهل الکوفۃ۔

آہ سنن ترمذی ص ۲۵ ج ۱

سوال ۶۔ امام ترمذیؒ نے جو اہل الکوفہ فرمایا ہے اس میں نہ تو انہوں نے جمع کا لفظ
 کہا ہے نہ بعض کا بلکہ اس اہل الکوفہ سے صرف امام ابو حنیفہؒ مراد ہیں۔
 جواب :- مولانا عبد الرحمن صاحب مبارکپوریؒ غیر مقلد مقدمہ تحفۃ الاخوی ص ۲۰۹
 میں لکھتے ہیں۔

یہ (مبارکپوری) کہتا ہوں کہ صحیح بات یہ ہے
 کہ امام ترمذیؒ کی مراد اہل الکوفہ سے ہر وہ

قلت الصحیح ان الترمذی اراد اہل
 الکوفۃ من علان فیہا من اہل

العلم كالامام ابی حنیفۃ والفقہاء
وغیرہم واراد یبعض اہل الکوفۃ
بعضہم ولم یرد باہل الکوفۃ
او ببعض اہل الکوفۃ الامام
ابی حنیفۃ وحدها آھ بلغلم

اہل علم ہے جو اس میں رہتا ہو جیسے امام ابو حنیفۃ
اور سفیان ثوریؒ اور سفیان بن عیینہؒ وغیرہم اور
اور بعض اہل الکوفۃ سے مراد بعض اہل
علم ہیں اور اہل الکوفۃ اور بعض
اہل الکوفۃ سے امام ترمذیؒ کی مراد صرف
امام ابو حنیفۃ ہی نہیں ہے۔

اس کی دوسری دلیل :- مولانا عبدالحی مکنویؒ التعلیق المجدد ص ۹۱ میں لکھتے ہیں۔
وهو قول ابی حنیفۃ و وافقه فی
عدم الرفع الا مئة الثوری والمسن
بن حسی وسائر فقہاء الکوفۃ قديماً
وحدیثاً۔ الخ
ترک رفع الیدین پہلی مرتبہ کے سوا حضرت امام
ابو حنیفۃ کا فرمان ہے اور آپ کی موافقت
ترک رفع الیدین میں حضرت سفیان ثوریؒ اور
حضرت حسن بن محیؒ اور تمام فقہاء کوفہ متقدمین اور
متأخرین نے کی ہے۔

اور الزوار المحمود شرح ابی داؤد ص ۲۵۸ میں ہے۔
وسائر فقہاء الکوفۃ والعراق قديماً
وحدیثاً۔
کہ تمام فقہاء کوفہ و عراق متقدمین اور متأخرین
نے ترک رفع الیدین اختیار کیا ہے۔

قارئین کرام امام ابو حنیفۃؒ سے متقدمین فقہاء تو صحابہؓ اور تابعین کبارؓ ہی ہیں معلوم
ہوا کہ حضرات صحابہؓ کے دور میں اہل کوفہ کا ترک رفع الیدین پر اجماع و اتفاق تھا
والحمد لله على ذلك

اس کی تیسری دلیل :- حافظ ابن رشد مالکیؒ المتوفی ۵۹۵ھ بدایۃ المجتہد ص ۸۷ طبع سر
میں لکھتے ہیں۔

فذهب اهل الکوفۃ ابو حنیفۃ
وسفیان الثوری وسائر فقہائہم
اہل کوفہ حضرت امام ابو حنیفۃؒ و حضرت سفیان
ثوریؒ اور تمام فقہاء اس بات کی طرف گئے

الی انه لا یرفع المصلی ید یمه
الذ عند تکبیرة الاحرام الخ
ہیں کہ نمازی تکبیرہ احرام کے بعد رفع الیدین
نہ کرے۔

اسکی چوتھی دلیل: امام محمد بن نصر مروزی المتوفی ۲۹۴ھ فرماتے ہیں۔

لا نعلم مصرا من الا مصادر تروا با
جمعهم رفع الیدین عند الخفض
الرفع الا اهل الکوفۃ الخ
تمام شہروں میں سے کسی شہر کے متعلق ہمیں علم
نہیں کہ ان کے سہنے والوں نے اجماعاً سر جھکاتے
اور سر اٹھاتے وقت رفع الیدین چھوڑ دیا ہو مگر

بحوالہ تعلیقات سلفیہ ص ۱۳۱ لولوی عطاء اللہ صاحب
غیر مقلد والتعلیق الممجد ص ۹۱ (بحوالہ استاد کار لابن عبد البر)
اہل کوفہ ذکر وہ سب ترک رفع الیدین کہتے ہیں

وشرح احیاء العلوم بحوالہ نیل الفرقین ص ۶۱

قارئین کرام امام محمد بن نصر مروزی کی عبارت سے ثابت ہوا کہ اہل کوفہ ترک
رفع الیدین پر متفق ہیں کوئی کوفی بھی رفع الیدین کرنے والا نہیں لیکن دوسرے شہروں
میں سب کا اتفاق ترک رفع الیدین پر نہیں بعض رفع الیدین کرنے والے بھی موجود ہیں۔
حافظ ابن حجر کی ایک عبارت میں فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ۱۸۲ ج ۲
نہیں بڑی غلطیاں ملاحظہ ہوں طبع مصر میں ہے۔

وقال محمد بن نصر المروزی اجمع
علماء الا مصادر علی مشروعیۃ ذالک
الا اهل الکوفۃ وقال ابن عبد البر
لم یر واحد عن مالک ترک الرفع
فینہما لا ابن القاسم والذی نلخذ
به الرفع لحديث ابن عمر
آھ بلفظہ
اور محمد بن نصر مروزی نے کہا ہے کہ تمام شہروں
کے علماء کا رفع الیدین پر اجماع ہے مگر اہل کوفہ
کہ ان میں ترک رفع الیدین کرنے والے بھی بعض
موجود ہیں اور ابن عبد البر نے کہا ہے کہ امام
مالک سے ترک رفع الیدین عند الركوع و بعد
الركوع کسی نے بھی روایت نہیں کیا مگر ابن القاسم
نے اور ہم جس پر عمل کرتے ہیں وہ رفع الیدین
ہے بوجہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے۔

غلطی اقل :- محمد بن نصر مروزی کی عبارت کو حافظ ابن حجرؒ نے بالکل الٹا بیان کیا ہے چنانچہ اس ترجمہ میں اور اوپر محمد بن نصر مروزی کی صحیح عبارت میں معمولی سی نظر کرنے سے آپ نے معلوم کر لیا ہوگا مگر بعض غیر مقلدین حضرات نے اس غلط عبارت کو اپنی تصنیفات میں لکھ مارا یا تو ان کے قلت تدبر و علم کی نشانی ہے یا تعصب کی چنانچہ علامہ قاضی شوکانیؒ نے الدراری المضمیۃ میں (بحوالہ نیل الفرقین ص ۶۶) اور موتوی نور حسین صاحب گھر جاکھی نے قرۃ العینین ص ۶ میں پیش کیا ہے۔

دوسری غلطی :- حافظ ابن حجرؒ نے علامہ ابن عبد البر مالکیؒ کا مذہب رفع الیدین بیان کیا ہے حالانکہ وہ تمہید شرح مؤطا مالک میں فرماتے ہیں کہ میں رفع الیدین نہیں کرتا بحوالہ الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی ص ۱۳۶ ج ۱ طبع حیدرآباد دکن :-

حافظ ابن حجرؒ کی اس غلطی کا اصل سبب | علامہ ابن عبد البر مالکیؒ نے محمد بن عبد اللہ ابن عبد الحکمؒ کا قول پیش کیا ہے کہ میں رفع الیدین کرتا ہوں حافظ ابن حجرؒ نے سمجھا کہ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ میں رفع الیدین کرتا ہوں حالانکہ یہ ابن عبد الحکمؒ کا قول ہے چنانچہ علامہ زرقانیؒ نے شرح مؤطا ص ۱۴۳ میں اور علامہ شوکانیؒ غیر مقلد نے نیل الاوطار ص ۶۹ ج ۲ میں ابن عبد الحکمؒ کا قول پیش کیا ہے اور شرح تقریب ص ۲۵۴ میں (بحوالہ معارف السنن ص ۴۵۵ ج ۲) بھی ابن عبد الحکمؒ کا قول پیش کیا گیا ہے :-

تیسری غلطی :- کہ ابن عبد البرؒ نے فرمایا کہ امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین ابن القاسمؒ کے سوا کسی ایک نے بھی روایت نہیں کیا یہ بھی حافظ ابن حجرؒ کی غلطی ہے کیونکہ یہ قول بھی ابن عبد الحکمؒ کا ہے نہ کہ ابن عبد البرؒ کا دیکھئے شرح ترمذی علامہ محمد شاہؒ وغیرہ

حافظ ابن حجرؒ کی ایک عبارت میں ایک اور غلطی | حافظ ابن حجرؒ فتح الباری ص ۱۴۲ میں لکھتے ہیں :-

لما رآه مالکاً دليلاً على تركه | کہ میں نے مالکیہ حضرات کے ہاں ترک رفع الیدین

رفع الیدین الروایت ابن القاسمؒ کرنے کی کوئی دلیل نہیں پائی مگر ابن القاسمؒ مالکیؒ کی روایت (جو انہوں نے امام مالکؒ سے رفع الیدین چھوڑنے کی بیان کی ہے)

حافظ ابن حجرؒ کا مقصد یہ ہے کہ امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین ابن القاسمؒ کے سوا اور شاگرد نقل نہیں کرتے مالکیہ کی غلطی ہے کہ صرف ابن القاسمؒ کی روایت کی بناء پر رفع الیدین انہوں نے چھوڑ دیا ہے لیکن حافظ ابن حجرؒ کی یہ بات غلط ہے اور کئی وجوہ سے اس کا جواب دیا جاسکتا ہے الجواب الاول حضرت امام مالکؒ کا مذہب ترک رفع الیدین ہے تو پھر مالکیہ کیسے ترک رفع الیدین پر عمل نہ کریں چنانچہ علامہ ماروقیؒ جو ہر النقی ص ۱۳۶ میں لکھتے ہیں۔

وفی شرح مسلم للقرطبی وهو مشہور مذہب مالک۔
کہ علامہ قرطبیؒ شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ ترک رفع الیدین امام مالکؒ کا مشہور مذہب ہے۔

اور علامہ محمد صدیق نجیب آبادیؒ شرح البدایہ ص ۲۵۸ میں لکھتے ہیں:

وهو المشہور من مذہب مالک کہ امام مالکؒ کا مذہب ترک رفع الیدین مشہور ہے اور علامہ ابن رشد مالکیؒ ہدایۃ المجتہد ص ۸۶ میں فرماتے ہیں وهو مذہب مالکؒ

الجواب الثانی:۔ حضرت امام مالکؒ کے طریق سے صحیح حدیث ترک الیدین کی مروی ہیں جیسا کہ انکا تذکرہ باب ثانی میں دلائل کی بحث میں انشاء اللہ تعالیٰ ہو گا جن کی بناء پر امام مالکؒ نے رفع الیدین چھوڑا ہے اور آپ کی اقتدار میں مالکیہ حضرات نے رفع الیدین چھوڑا ہے حافظ ابن حجرؒ کا مالکیہ پر ناراض ہونا اچھا نہیں ہے۔

الجواب الثالث:۔ ابن قاسمؒ امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین کی روایت میں منفرد نہیں بلکہ امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین اور تلامذہ بھی روایت کرتے ہیں امام ابن وہبؒ بھی امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین روایت کرتے ہیں دیکھیے مالکیہ کی بڑی معتبر کتاب مدونہ کبری ص ۱۶ امام شافعیؒ بھی امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین روایت کرتے ہیں مابقی الاغیار

شرح معانی الآثار للعلامة بدر الدین عینیؒ (بحوالہ نیل الفرقیدین ص ۵۲) بصرفہ کی ایک جماعت نے امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین روایت کیا ہے چنانچہ قاضی ابوبکر ابن العربی المالکیؒ المتوفی ۵۴۳ھ عارضۃ الاحموی شرح الترمذی ص ۵۸۴ طبع مصر از ہر میں فرماتے ہیں۔

الثانی انه یرفع فی تکبیرۃ الاحرام
قالہ مالک فی مشہور روایۃ البصریین
والبوحنیفۃ الخ

دوسرا مذہب یہ ہے کہ رفع الیدین صرف تکبیر تحریر میں کیا جائے امام مالکؒ نے بصریین کی مشہور روایت میں یہی کہا ہے اور امام ابوحنیفہؒ بھی اسکی قائل ہیں۔

اور علامہ ابن وقیف العید المالکی الشافعی المتوفی ۴۰۲ھ احکام الاحکام ص ۲۲ طبع مصر

میں فرماتے ہیں۔

والبوحنیفۃ لایرعی الرفع فی غیر
الافتتاح وهو المشہور عند
اصحاب مالک والمعمول بہ
عند المتأخرین منهم آھ بلفظ

امام ابوحنیفہؒ افتتاح کے سوا رفع الیدین کے قائل نہیں اور امام مالکؒ کے اصحاب معتقدین میں بھی یہی مشہور ہے اور متأخرین کا تو یہ معمول ہو چکا ہے۔

تاریخین کرام ان عبارات سے ثابت ہوا کہ ترک رفع الیدین امام مالکؒ سے روایت کرنے میں ابن القاسم متفرد نہیں بلکہ دوسرے بھی اُن کے ہمنا ہیں۔

نه تنها من درین میخانه مستم جنید و شبلی و عطار شد مست

الجواب الرابع ہذا اگر بالفرض والتسلیم ابن القاسمؒ ترک رفع الیدین کی روایت کرنے میں امام مالکؒ سے متفرد بھی ہوں تب بھی مالکیہ اور غیر مالکیہ کے ہاں ان کی بات کافی وزنی ہے چنانچہ علامہ نوویؒ شرح مسلم ص ۱۲۸ میں اور علامہ کرمانیؒ شرح بخاری ص ۱۰۱ میں اور علامہ ابی شریح مسلم ص ۱۴۴ میں ابن قاسمؒ کی روایت ترک رفع الیدین عن مالک کے بارے فرماتے ہیں۔ وهو اشہد الروایات عن مالک کہ تمام روایات سے زیادہ مشہور روایت ہے امام مالکؒ سے حضرت علامہ حافظ ابن حجرؒ خود تحریر فرماتے ہیں۔

اعتماد ہم فی الاحکام والفتویٰ مالکیہ کے ہاں اعتماد اور دار و مدار احکام اور فتاویٰ

علی ما رواہ ابن القاسم عن مالک
سواء وافق ما فی الموطا ام لا وقد
جمع بعض المغاربة کتابا فیما
خالف فیہ الممالکیۃ نصوص
الموطا حال رفع عند الکویح والاعتدال
آھ بلغظم (تعمیل المنفعة ص ۴ طبع
دارۃ المعارف حیدرآباد دکن)

میں اس روایت پر ہوتا ہے جو ابن القاسم امام
مالک سے روایت کریں چاہے وہ روایت
موطا امام مالک کے موافق ہو یا نہ ہو حالانکہ بعض
اہل مغرب نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں انہوں
نے بتایا ہے کہ مالکیہ نے موطا مالک کی بعض نصوص
کی مخالفت کی ہے مثلاً رفع الیدین عند الکرکع
اور اعتدال میں۔

یہ عجیب بات ہے کہ حافظ ابن حجر اعترض بھی خود کرتے ہیں اور جواب بھی خود
دیتے ہیں۔

الجواب الخامس :- امام مالک نے ترک رفع الیدین پر عمل اس لیے کیا کہ آپ کے زمانہ
میں اہل مدینہ منورہ کا ترک رفع الیدین پر اجماع تھا اور آپ کا یہ اصول ہے کہ اہل مدینہ منورہ
غلط کام پر مجتمع نہیں ہو سکتے چنانچہ علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی "فتح الملمم ص ۲۲ میں
لکھتے ہیں کہ ابن رشد مالکی نے ہدایتہ المجمعہ میں لکھا ہے۔

ان مالکاً رجح ترک الرفع لموافقة
عمل اهل المدينة آھ بلغظم امام مالک نے ترک رفع الیدین کو اس لیے ترجیح دی
تاکہ عمل اہل مدینہ منورہ کے موافق ہو جائے۔

اور حافظ ابن قیم بدائع الفوائد ص ۳۲ ج ۴ میں لکھتے ہیں۔

من اصول مالک اتباع عمل المدينة
وان خالف الحديث الامام مالک کے اصول میں سے ہے کہ اتباع عمل اہل مدینہ
منورہ کیا جائے اگرچہ حدیث کے خلاف بھی ہو جائے

قارئین کرام ان عبارات سے کسی باتیں ثابت ہوئیں (۱) امام مالک ہمیشہ ترک
رفع الیدین پر عمل کرتے تھے (۲) اہل مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا کا امام مالک کے زمانہ
میں ترک رفع الیدین پر اجماع تھا (۳) اہل مدینہ منورہ کسی غلطی پر متفق نہیں ہو سکتے بحمد اللہ
امام مالک کا عمل اہل مدینہ منورہ کے بھی موافق ہو گیا اور احادیث نبویہ پر بھی عمل ہو گیا ہو

ترک رفع الیدین میں صریح ہیں۔ ع۔ پسند اپنی اپنی مزاج اپنا اپنا

الجواب السادس ۱۔ علامہ ذرقانی مالکیؒ نے شرح مؤطا ص ۳۳۱ میں امام اصیلیؒ سے نقل کیا ہے کہ نافعؒ رفع الیدین کی روایت کو ابن عمرؓ تک موقوف بیان کرتے ہیں اور سالمؒ مرفوع بیان کرتے ہیں اور یہ حدیث اُن چار حدیثوں میں سے ایک ہے جن میں نافعؒ اور سالمؒ کا اختلاف مشہور ہے جب سالمؒ اور نافعؒ نے اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں جھگڑا کیا تو امام مالکؒ نے اس حدیث کو چھوڑ کر ترک رفع الیدین کی روایات پر عمل کیا کیونکہ اصل حکم یہی ہے کہ نماز کو افعال سے بچایا جائے الخ مخصراً۔ بہر حال ان دلائل سے ثابت ہوا کہ امام مالکؒ ترک رفع الیدین کرتے تھے اور آپ کی اقتدار میں مالکیہ حضرات بھی اس پر عمل کرتے ہیں لہذا حافظ ابن حجرؒ کا اعتراض غلط ثابت ہوا۔ حضرت علامہ عبد الرحمن الجزائریؒ الفقه علی المذاہب الاربعہ ص ۲۵۷ میں لکھتے ہیں۔

المالکیۃ قالوا رفع الیدین حذوا والنسبیین عند مالکیہ حضرات نے فرمایا ہے کہ رفع الیدین کا حذو تکبیرۃ الاحرام مندوب و فیہا کے برابر تکبیر تحریمہ کے وقت مستحب ہے اور عدا ذالک مکروہ آہ اس کے علاوہ مکروہ ہے۔

اور علامہ ابوالبرکات محمد بن احمد الدردیۃ المالکی الشرح الصغیر علی اقرب المسالک الی مذہب الامام المالک ص ۲۲۳ و ص ۲۲۴ میں فرماتے ہیں۔

وندب رفع الیدین (الی) مع الاحرام مستحب ہے رفع الیدین احرام کے وقت یعنی اسی عندہ لا عند رکوع ولا دفع صرف تکبیر تحریمہ کے وقت نہ رکوع کے وقت منہ ولا عند قیام من الشنیتین مستحب ہے اور نہ رکوع سے سر اٹھانے کے وقت اور نہ دو رکعتوں سے اٹھنے کے وقت وندبہ الشافعی آہ اور امام شافعیؒ نے ان مقامات میں مستحب قرار دیا ہے۔

نماز میں کرام۔ یہ ہے حضرات مالکیہ کا مسلک جس کو انہوں نے اپنی کتابوں میں صحت

طور پر بیان کر دیا ہے کہ رفع یدین تکبیر تحریم کے سوا کمرہ ہے

ملاحظہ ہو سنن ترمذی ص ۲۵ ج ۱

وجہ رفع الیدین بخاری ص ۲۳

حضرت سفیان ثوریؒ بھی ترک رفع الیدین کرتے تھے

طبع لاہور

_____ اور مولانا میر محمد ابراہیمؒ سیالکوٹی غیر مقلد تاریخ اہل حدیث ص ۲۷ میں الملل والنحل ص ۲۷ ج ۱ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ مجتہدین امت دو گروہوں میں بند ہیں یسرا کوئی گروہ شائبہ نہیں کیا جاتا اصحاب رائے اور اصحاب حدیث حضرات امام مالکؒ اور ان کے اصحاب اور سفیان ثوریؒ اور ان کے اصحاب اصحاب حدیث میں شمار ہیں الا لمخصا۔ اور حضرت سفیان ثوریؒ کے مذہب کو قبول کرنے والے بھی بے شمار لوگ ہیں علامہ سمعانیؒ کتاب الانساب ورق ۲۹۹ میں السفیانی کی شرحی قائم کرتے ہیں پھر اس کے تحت لکھتے ہیں۔

هذه النسبة لجماعة على مذهب

سفیان الثوری و هم عدد کثیرون

لا یحصون الخ

سفیانی یہ نسبت اس جماعت کے لیے ہے جو

حضرت سفیان ثوریؒ کے مذہب پر چنے والے

اور ان کی تعداد شمار سے باہر ہے۔

بقول مولانا میر صاحب سیالکوٹی غیر مقلد حضرت امام مالکؒ اور مالکیہ اور حضرت

سفیان ثوریؒ اور سفیانیہ سب حضرات اہل حدیث ہیں۔ اور بحمد اللہ سب حضرات ترک رفع الیدین کرتے ہیں۔

اور رفع الیدین

حضرت ابراہیم نخعیؒ جلیل القدر تابعی بھی ترک رفع الیدین کرتے تھے

کرتے تھے چنانچہ امام ابو بکر بن ابی شیبہؒ را ستاد امام بخاریؒ اپنے مصنف ص ۱۵۹ میں لکھتے ہیں۔

ان دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ

حدیث حصین اور حدیث مغیرہ فرماتے ہیں کہ

حد شامیہ قال اخبرنا حصین و

مغیرة عن ابراهیم انه كان یقول

امام ترمذیؒ اور مولانا عبد الرحمن صاحب مبارکپوریؒ غیر مقلد فرماتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمن بن ابی یسلیٰ نے ایک سو بیسٹل صحابہ کرام کی ملاقات کا شرف پایا ہے سنن ترمذی ص ۱۸۳ و تحفۃ الاحوذی ص ۱۴۱۔ اور علامہ نوویؒ شرح مسلم ص ۱۱۱ و ص ۱۱۲ میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمنؓ من اجل التابعین تھے اور عبد اللہ بن حارثؓ نے فرمایا کہ مجھے علم نہیں کہ عورتوں نے (اپنے دور میں) عبد الرحمن جیسا کوئی اور جنا ہو (یعنی بقول ان کے یہ اپنی نظیر آپ تھے) اور عبد الملک بن عمیرؓ نے فرمایا کہ میں نے عبد الرحمنؓ بن ابی یسلیٰ کو ایک جماعت میں حدیثیں سناتے ہوئے دیکھا جس میں حضرات صحابہ کرام بھی موجود تھے ان میں براء بن عازب بھی تھے یہ سب حضرات حدیثیں سن رہے تھے۔ اور خاموش تھے اور مولانا عبد الرحمن صاحب مبارکپوریؒ فرماتے ہیں

سمیع اباء و خلفاء کثیراً من الصحابة
 الخ تحفۃ الاحوذی ص ۲۳۸ ج ۲ ابویسلی صحابیؓ سے اور دیگر بہت سے صحابہؓ سے
 سماع کیا ہے۔

قارئین کرام! اتنا بڑا تابعی ترک رفع الیدین پر عمل تب کر سکتا ہے کہ حضرات صحابہؓ میں یہی رائج ہو۔

وہ نیل الاوطار ص ۲۴۵ ج ۱ میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمنؓ بن ابی یسلیٰ قاضی شوکانیؒ غیر مقلد کی ایک سخت غلطی
 نے حضرت علیؓ سے نہیں سنا لیکن علامہ شوکانیؒ کی یہ سخت غلطی ہے کیونکہ وہ خود فرماتے ہیں سَمِعْتُ عَلِيًّا وَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ وَاسِطَةَ عَلِيٍّ وَ دِيكُنْهُ فَمُخْتَلَفٌ كُتُبُ حَدِيثِ
 بخاری ص ۲۳۲ و ص ۵۲۵ و مسلم ص ۴۲۴ و ابوداؤد ص ۴۱۶ و مسند حمیدی ص ۲۴۲ و مسند احمد
 ص ۹۵ و ص ۸۴ و ص ۱۱۱ و ص ۱۱۸ و ص ۱۲۲ و ص ۱۳۶۔ اور امام ترمذیؒ سنن ترمذی ص ۱۲۹
 ص ۱۸۳ میں فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کی وفات سے چھ سال پہلے پیدا ہوا ہے
 اور حضرت عمرؓ کو دیکھا اور ان سے روایت بھی کی ہے اور صحیح مسلم ص ۲۴۲ میں ہے کہ

کہ حضرت عبدالرحمنؓ نے حضرت عمرؓ سے روایت کو یاد رکھا ہے اور حضرت علیؓ کے ساتھ ہے ہیں۔ اور سند احمد ص ۲۸ میں ہے کہ حضرت عبدالرحمنؓ نے فرمایا کہ میں حضرت عمرؓ کے پاس تھا جب ایک شخص نے سوال کے چاند کی گواہی دی۔ علامہ احمد محمد شاہؒ غیر مقلد شرح ترمذی ص ۱۹۵ طبع مصر میں فرماتے ہیں۔ کہ شوکانیؒ کی یہ خطا ہے کیونکہ حضرت علیؓ کی وفات کے وقت عبدالرحمنؓ کی عمر ۲۳ سال تھی تو پھر انہوں نے حضرت علیؓ سے کیوں نہیں سنا؟ الخ ملخصاً۔

حضرت امام شعبیؒ بھی ترک رفع الیدین کرتے تھے | امام بخاریؒ کے اُستاد حافظ ابو بکر بن ابی شیبہؒ اپنے مصنف ص ۱۵۹ میں لکھتے ہیں

عن اشعث عن الشعبي انه كان	حضرت امام شعبیؒ پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرتے
يرفع يديه في اول التكبيرة ثم	پھر اس کے بعد نہ کرتے تھے۔
لا يرفعهما۔	

صاحب مشکوٰۃ احوال ص ۱۶ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام شعبیؒ نے پانچ سو حضرات صحابہؓ سے ملاقات کی ہے اور مولانا عبدالرحمن صاحب مبارکپوریؒ غیر مقلد تحفۃ الاحوزی ص ۱۸۹ میں فرماتے ہیں کہ امام شعبیؒ کا نام عامر بن شراحیل ہے اور یہ کوئی ہیں۔ ثقہ، مشہور، فقیہ، فاضل اور انہوں نے خود کہا ہے کہ میں نے پانچ سو صحابہؓ کو دیکھا ہے اور تحفۃ الاحوزی ص ۲۲۵ میں فرماتے ہیں کہ امام شعبیؒ مشہور فقیہ ہیں امام کھول کا کہنا ہے کہ میں نے شعبیؒ سے زیادہ فقیہ کوئی نہیں دیکھا وہ ثقہ اور فاضل ہیں (المستوفی ۱۰۳ھ) اور نواب صدیق حسن خانؒ نزل الابواب ص ۲۶۵ میں لکھتے ہیں کہ شعبیؒ تابعی کبیر ہیں حجاج بن یوسف نے ظاہراً شہید کیا تھا اور امام نوویؒ شرح مسلم ص ۱۴ میں لکھتے ہیں کہ امام شعبیؒ حضرت عمرؓ کی خلافت کے چھ سال گزر جانے کے بعد پیدا ہوئے ہیں عظیم القدر اور جلیل الامام تھے۔ تفسیر حدیث فقہ مغازی عبادت سب کے جامع تھے اور حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ خدا کی قسم شعبیؒ کثیر العلم عظیم العلم اور قدیم السلم من الاسلام بکان تھے۔ اور مجمع بخاری ص ۱۰۶ د

مسند احمد ص ۸۴ میں ہے کہ حضرت امام شعبیؒ فرماتے ہیں۔

قاعدت ابن عمرؓ قریباً من سنتین میں حضرت ابن عمرؓ کے پاس دو سال یا دو تیس سال بیٹھا
او سنتیہ و نصیبت رہا (یعنی پڑھتا رہا)

اور سنن الکبریٰ بیہقی ص ۲۲۳ و مسند احمد ص ۱۵۷ میں ہے کہ میں پورے دو سال حضرت
ابن عمرؓ کی مجلس میں رہا قارئین کرام معلوم ہوا کہ ترک رفع الیدین حضرات صحابہؓ کا معمول تھا
جس کے باعث حضرت امام شعبیؒ نے بھی اس پر عمل کیا۔ ہے۔

حضرت قیس بن ابی حازمؒ التابعی | امام بخاریؒ کے اسناد حافظ ابو بکر بن ابی شیبہؒ
بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے | مصنف ص ۱۶۰ میں لکھتے ہیں۔

حدثنا يحيى بن سعيد عن اسماعيل | حضرت قیسؒ نماز کی ابتدا میں رفع الیدین کرتے
قال كان قيس يرفع يديه اول | اس کے بعد نہ کرتے تھے
ما يدخل في الصلوة ثم لا يرفعهما

حضرت امام مسلمؒ نے صحیح مسلم ص ۲۱۲ میں لکھا ہے کہ حضرت قیسؒ نے حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلامؐ کا زمانہ پایا ہے اور تاریخ بغداد ص ۵۲ طبع مصر میں ہے کہ جاہلیت کا زمانہ پایا ہے
اور جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کرنے کے لیے آئے مگر
آپؐ کو شپا سکے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفات پا چکے تھے۔ امام نوویؒ
شرح مسلم ص ۹ میں لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ تابعین
میں ابو عثمانؒ ہندیؒ اور قیس بن ابی حازمؒ سے بڑھ کر کسی کی شان ہو۔ مولانا عبدالرحمن صاحب
مبارکپوریؒ تحفۃ الاحوزی ص ۳۶ میں لکھتے ہیں قیس بن ابی حازم البجلي الكوفي
ثقة من الثمانية

علامہ سید محمد النور صاحبؒ کا منکر ترین کرفع یدین کی وجہ | فیض الباری ص ۲۳۲ میں لکھتے
ہیں (جس کا خلاصہ یہ ہے) کہ

حضرت قیسؒ افضل التابعین ہیں اور بقول بعض ان کے سوا کسی تابعی نے بھی حضرات عشرہ

بشرط کو نہیں دیکھا اور ان کا مذہب بھی ترک رفع الیدین ہے اگر ترک رفع الیدین بالکل محرم ہوتا اور اس کا کوئی ثبوت نہ ہوتا تو یہ بڑی ہستی جس نے اُچھٹے صحابہؓ کو دیکھا ہے ہرگز ترک رفع الیدین کو پسند نہ کرتی حالانکہ حق یہی ہے اور اس کا مثلاً قیامت تک ممکن نہیں گرجے منکرین ایڑھی چوٹی کا زور دگائیں کیونکہ یہ سنت نبوی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک زندہ ہے گی والا

حضرت اسود بن یزید الباعی اور حضرت علقمہؓ | حضرت امام بخاریؒ کے استاد و حافظ ابو بکر
التابعی دونوں ترک رفع الیدین کہتے تھے بن ابی شیبہ مصنف ص ۱۶ میں لکھتے ہیں۔
عن جابر عن الاسود وعلقمة انهما كانا يرفعان ايديهما اذا افتتھا کے وقت رفع الیدین کرتے تھے پھر اس کے
ثلا لا يعودان . بعد رفع الیدین کے لیے نہ لوٹتے تھے ۔

مقدمہ نصب الرایہ ص ۳۱ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ بعض چیزوں کو میں نہیں جانتا تھا مگر علقمہؓ جانتا ہے اور علقمہؓ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ص ۴۵ میں لکھتے ہیں کہ قابوسؒ نے اپنے والد کو کہا کہ کیا بات ہے کہ آپ علقمہ بن قیسؓ سے احادیث نبویہؐ پوچھتے ہیں اور خود صحابہ کرامؓ سے کیوں دریافت نہیں کر لیتے باپ نے جواباً کہا کہ اسی طے صحابہ کرامؓ بھی علقمہؓ سے مسائل پوچھتے ہیں کیونکہ اس کی حضرت عائشہؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت زیدؓ کے پاس آمد و رفت رہتی تھی جس کی وجہ سے علقمہؓ نے تمام شہروں کے صحابہؓ کا علم حاصل کر لیا ہے الخ اور حضرت اسودؓ بھی بہت بڑے تابعی ہیں۔ حضرت علقمہؓ کی طرح انہوں نے بھی حضرت عائشہؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت علیؓ سے سماعت اور روایت حدیث کی ہے اور تاریخ بغداد ص ۲۹۸ و اکمال ص ۳۵ میں ہے کہ امام شعبیؒ فرماتے ہیں ۔

ان كان اهل بيت خلقوا للجنة
فهم هؤلاء الاسود وعلقمة و
اگر کوئی گھرانہ (صحابہ کے بعد) جنت کے لیے
پیدا کیا گیا ہے تو وہ یہ لوگ ہیں اسود، علقمہؓ

اور مسروقؒ

مسروق آہ

حضرت مسروقؒ بھی بہت جلیل القدر تابعی ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے ہیں اور ترک رفع الیدین کرتے ہیں کیونکہ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کے تمام اصحاب رفع الیدین نہ کرتے تھے جس کا بیان آ رہا ہے۔

لطیفہ :- غیر مقلدین حضرات فرماتے ہیں کہ ترک رفع الیدین پر عمل کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور حضرت اسود و علقمہ و مسروقؒ ترک رفع الیدین کرتے تھے تو بقول غیر مقلدین حضرات ان کی نماز بھی باطل ہوئی (معاذ اللہ تعالیٰ) اور بقول امام شعبیؒ کے جنت کے گھرانے یہی لوگ ہیں پھر غیر مقلدین کا قول کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ غیر مقلدین حضرات کو ہدایت دے (آمین)

حضرت خثیمہؒ التابعی بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے | امام بخاریؒ کے استاد حافظ ابو بکر بن ابی شیبہؒ اپنے مصنف ص ۱۶۰ میں لکھتے ہیں۔

عن الحجاج عن طلحة عن خثيمة
وابراهيم قال كان لا يرفعان
ايديهم الا بعد الصلوة آہ

حضرت خثیمہؒ اور حضرت ابراہیمؒ غنی دونوں
رفع الیدین نہ کرتے تھے مگر ابتداء نماز میں حضرت
ابراہیمؒ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے

حضرت خثیمہؒ جلیل القدر تابعی ہیں اور آپ کا شمار بھی اصحاب علیؓ اور ابن مسعودؓ میں
ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ تقریب التہذیب میں آپ کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔

حضرت ابواسحاق سبیعیؒ التابعی بھی | امام بخاریؒ کے استاد حافظ ابو بکر بن ابی شیبہؒ
مصنف ص ۱۶۰ میں لکھتے ہیں کہ عبدالملک

بن اشرؒ فرماتے ہیں میں نے شعبیؒ اور ابراہیمؒ اور ابواسحاقؒ کو دیکھا کہ وہ رفع الیدین نہ
کرتے تھے مگر اقلح صلوٰۃ کے وقت علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ص ۱۸۱ میں لکھتے ہیں کہ
نہ ابواسحاقؒ نے حضرت علیؓ کو دیکھا ہے اور جمعۃ المبارک کا خطبہ بھی ان کی زبان

مبارک سے سن رہے ہیں اور حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ جمعۃ المبارک کی نماز بھی آپ کے پیچھے ادا کی ہے امام نووی شرح مسلم ص ۹ میں لکھتے ہیں کہ البراسحاق سیدی ہمدانی کوئی بڑے تابعی ہیں۔ امام عجلانی نے فرمایا کہ البراسحاق نے اڑتیس صحابہ سے سنا ہے (لیکن) علی بن المدینی (استاد امام بخاری) فرماتے ہیں کہ البراسحاق نے ستر یا اسی سے حضرات صحابہ سے روایت کی ہے کہ البراسحاق کے علاوہ (اس زمانے میں) اور کسی تابعی نے ان سے روایت نہیں کی قارئین کرام اگر حضرات صحابہ میں رفع الیدین کا عمل ہوتا تو حضرت البراسحاق ہرگز ترک رفع الیدین نہ کرتے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے لڑکے حضرت عبادؓ کا فتویٰ ملاحظہ ہو | بسط الیدین میں ہے۔

وفي المواهب اللطيفة واخرجه
البیهقي في خلافياته عن الحاكم
بسندہ الى حفص بن غياث عن
محمد بن ابی یحیٰ قال صلیت
الی جنب عباد بن عبد اللہ بن الزبیر
فجعلت ارفع یدي فی كل رفع و
وضع قال یا ابن اخی رأيتك ترفع فی
كل رفع وتخضع وان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم كان اذا افتتح
الصلوة رفع یدیه فی اول صلوة
ثم لم یرفعہما فی شئ حتی یفرغ
آھ

محمد بن ابی یحییٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبادؓ کے پہلو میں نماز پڑھی اور میں ہر اونچ نیچ میں رفع الیدین کرتا رہا حضرت عبادؓ نے فرمایا اے میرے بھتیجے تو ہر اونچ نیچ میں رفع الیدین کرتے ہو حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ابتداء نماز میں ہی رفع الیدین کرتے تھے اس کے بعد نماز میں کہیں بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔ آھ

حضرت عبادؓ بہت بڑے تابعی ہیں خصوصاً حضرت عائشہؓ سے روایات ملتے ہیں جیسے کہ صحاح ستہ وغیرہ میں ان کی روایات موجود ہیں اور اس فتویٰ کو رفع الیدین کی

سند جید ہے اور حضرت عباد کی مرسل حدیث باب ثانی میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ وہاں اس کی مکمل بحث ہوگی۔

حضرت علیؓ کے اصحاب اور حضرت عبداللہؓ | امام بخاریؒ کے استاد حافظ ابو بکر بن مسعود کے اصحاب کا ترک رفع الیدین پر عمل تھا | ابی شیبہ مصنف ص ۱۵۹ میں لکھتے ہیں۔

عن ابی اسحاق قال کان اصحاب
عبداللہ واصحاب علی لا یرفعون
ایہم الا فی افتتاح الصلوۃ
قال ویکن ثولا یجودون آھ
حضرت ابواسحق تابعی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ
اور حضرت علیؓ کے ساتھی (عام ہے کہ صحابہ ہوں یا
تابعین) رفع الیدین افتتاح صلوۃ کے سوا ذکر کرتے تھے
حضرت امام دیکھ فرماتے ہیں کہ پھر نماز میں رفع الیدین
کے لیے نہ لڑتے تھے۔

قارئین کرام اس اثر کی سند بھی صحیح ہے علامہ مارینیؒ الجوہر النقی ص ۱۲۶ میں لکھتے ہیں
وهذا ایضاً سند صحیح جلیل اور ص ۱۲۶ میں لکھتے ہیں یہ سند صحیح عن اصحاب
علی و عبداللہ و ناسیک یہہ۔

ناظرین کرام حضرت علیؓ کے شاگرد اور حضرت عبداللہؓ کے شاگرد اللہ تعالیٰ ہی
بہتر جانتا ہے کہ ان کی تعداد کتنی تھی؟ ویسے بعض کے اسماؤ مقدمہ نصب الراية ص ۲۱۳
میں مذکور ہیں جو کہ بڑے علماء اور حفاظ حدیث تھے۔

اور وہ حضرت عمرؓ کے حکم سے تعمیر کیا گیا۔ نووی
کوفہ کا شہر دین اور علم کا مرکز تھا | شرح المسلم ص ۱۸۵ و مقدمہ نصبت الراية وغیرہ

اور جب کوفہ کے لیے معلم دین کی ضرورت پڑی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کوفہ کے
لیے میں ابن مسعودؓ کو روانہ کر رہا ہوں قسم بخدا میں اپنی ذات پر ابن مسعودؓ کو ترجیح دیتا
ہوں طبقات ابن سعد ص ۶ اور جب حضرت علیؓ کو فہ تشریف لائے اور حضرت
ابن مسعودؓ کی تعلیم اور متعلمین کو دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھے۔

اصحاب عبداللہ شرح هذه القیۃ حضرت عبداللہؓ کے شاگرد تو اسی بستی

کے چراغ ہیں۔

طبقات ابن سعد ص ۶۷

حضرت علیؑ نے پھر کوفہ میں دین کی اشاعت کی تو وہ نور علی نور ہو گیا یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہؓ و حضرت علیؑ کو ترک رفع الیدین کرتے دیکھ کر تمام لوگوں نے ترک رفع الیدین پر عمل کیا اور اسے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت صحابہؓ سمجھا اور حضرت امام ابوحنیفہؒ جو بعد میں آئے انہوں نے ترک رفع الیدین کی وجہ پوچھی تو اس وقت کے محدثین نے بسند سند حضرت علیؑ و عبداللہؓ سے مرفوع روایات بیان کیں جس کے باعث امام ابوحنیفہؒ نے بھی اس پر عمل کیا اور حضرت امام ابوحنیفہؒ اس ترک رفع الیدین میں تنہا اور اکیلے نہیں ہیں بے شمار دیگر حضرات بھی اس مسئلہ میں ان کے ساتھ ہیں جن میں سے بعض حضرات کے نام اوپر بیان ہو چکے ہیں۔

جنید و شبلی و عطاء رحمہم

نہ تنہا من دریں مسیخاۃ تم

الباب الثانی

ترک رفع الیدین کے بعض دلائل کا بیان | دلیل سے مستخرج صحیح ابو عوانہ ص ۹۰ طبع حیدر آباد دکن میں ہے۔

حدثنا عبد الله بن ايوب المخرومي وسعدان بن نصر وشعيب بن عمرو في آخرين قالوا حدثنا سفیان بن عيينة عن الزهري عن سالم عن ابيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع يديه حتى يحاذي بهما و قال بعضهم حذو منكبيه واذا اراد ان يسبغ وبعد ما يرفع رأسه من الركوع لا يرفعهما وقال بعضهم ولا يرفع بين السجدين والمعنى واحد آه بلفظ

حدث ابو عوانہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبد اللہ بن ایوب مخرومی اور سعدان بن نصر اور شعیب بن عمرو قیونل نے حدیث بیان کی اور انہوں نے فرمایا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے حدیث بیان کی انہوں نے زہری سے اور انہوں نے سالم سے اور وہ اپنے باپ ابن عمر سے روایت کی اور حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے کنوحوں کے برابر اور جب ارادہ کرتے کہ رکوع کریں اور رکوع سے سرائٹھنے کے بعد تو آپ رفع یدین نہ کرتے اور بعض راویوں نے کہا ہے کہ آپ سجدتین میں بھی رفع یدین نہ کرتے مطلب سب راویوں کی روایت کا ایک ہے

مستخرج صحیح البوعوانہ کا تعارف | اس کتاب کے مصنف محدث البوعوانہ ۲

یعقوب بن اسحق اسفرائینی المتوفی ۳۱۶ھ میں ان کی کتاب ہذا بھی عند المحدثین صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی طرح صحیح ہے علامہ ذہبیؒ نے ذکر الحفظ ص ۲۶ میں اس کتاب کو الصحیح المسند کہتے ہیں اور ص ۲۷ میں لکھتے ہیں کہ البوعوانہ الحافظ الشیخ الکبیر ہیں اور علامہ تاج الدین سبکیؒ نے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص ۳۲۱ تا ص ۳۲۲ میں ان کے فضائل و مناقب بیان کئے ہیں اور کنز العمال ص ۳ میں ہے کہ البوعوانہ کی تمام حدیثیں صحیح ہیں اور امام سیوطیؒ تدریب الراوی ص ۵۵ میں صحیح البوعوانہ کو صحیح کتابوں میں شمار کرتے ہیں اور مولانا عبد الرحمن صاحب بابر کپڑی غیر مقلد تحقیق الکلام ص ۱۱۸ میں لکھتے ہیں کہ اور حافظ البوعوانہؒ کی سند کا بھی صحیح ہونا ظاہر ہے کیونکہ انہوں نے اپنے صحیح میں صحت کا التزام کیا ہے حافظ عبد اللہ صاحب رد پڑی غیر مقلد اپنی کتاب رفع یدین اور آمین کے ص ۲۲ میں لکھتے ہیں برخلاف ان کتابوں کے جن میں صحت کی شرط ہے ان اکیلی اکیلی کو صحیح کہتے ہیں جیسے صحیح بخاری صحیح مسلم صحیح ابن حبان۔ صحیح البوعوانہ، صحیح ابوالسکن وغیرہ وغیرہ اور اس طرح صحیح ابن خزیمہ ہے چنانچہ علامہ زیلعیؒ کی عبارت میں ابھی گزر رہا ہے ان بزرگوں کا اپنی کتابوں میں کسی حدیث کو لانا اور سکوت کرنا یہی صحیح کہنا ہے ورنہ صحت کی شرط کا فائدہ کیا الّا۔

اور رد پڑی صاحب اسی رسالہ کے ص ۱۲۳ میں لکھتے ہیں اور جن مصنفین نے اپنی کتب میں صحت کی شرط کی ہے ان کی کتابوں میں کسی حدیث کا ہونا صحت کے لیے کافی ہے جیسے کتاب ابن خزیمہ اور ایسے ہی کسی حدیث کا ان کتابوں میں ہونا جو بخاری مسلم پر بطور تخریج لکھی گئی ہیں صحت کے لیے کافی ہے۔ جیسے کتاب ابی عوانہ الاسفرائینی اور کتاب ابی بکر اسماعیلی اور کتاب ابی بکر برقانی وغیرہ یہ محدثین بخاری مسلم کی احادیث کو اپنی اسانید سے روایت کرتے ہیں جن میں بخاری مسلم کا واسطہ نہیں ہونا اور ان کا مقصد بخاری مسلم کی احادیث میں کمی بیشی کو بیان کرنا ہے مثلاً بخاری مسلم میں کوئی حذف ہے

اس کو پورا کر دیا یا کوئی زیادتی بخاری مسلم سے رہ گئی جس سے مطلب حدیث کی وضاحت ہوتی ہو اس کو ذکر کر دیا الخ بلغظہ۔

قارئین کرام صحیح ابو عوانہ کی جب تمام حدیثیں محدثین کے ہاں صحیح ہیں تو یہ ترک رفع ین کی حدیث صحیح ہونے کے ساتھ صریح بھی ہے۔

جناب روپڑی صاحب کی عبارت سے کسی باتیں ثابت ہوئیں (۱) صحیح ابو عوانہ ان کتابوں میں شمار ہے جن کی تمام حدیثیں صحیح ہیں (۲) صحیح ابو عوانہ کی سند بھی بخاری مسلم والی ہوتی ہے بس فرق اتنا ہوتا ہے کہ بخاری مسلم درمیان میں واسطہ نہیں ہوتا بلکہ وہ خود اپنی سند سے حدیث بیان کرتے ہیں (۳) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بعض حدیثیں ایسی بھی ہیں جن میں الفاظ کی کمی بیشی ہے اور بعض الفاظ (مخدوفات) ان میں مذکور نہیں ہیں جس کی وجہ سے مطلب حدیث کی وضاحت نہیں ہوتی (۴) اور ان محرمین حضرات کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس کمی بیشی اور مخدوف کو ذکر کر دیا جائے تاکہ مطلب حدیث واضح ہو جائے۔ قارئین کرام آپ حضرات نے جب یہ باتیں ذہن نشین کر لیں تو اب ہم آپ سے اس روایت میں جو حضرت ابن عمرؓ سے رفع الیدین میں پیش کی جاتی ہے عرض کرتے ہیں کہ بخاری وغیرہ میں جزاء یرفعہا ہے اور ابو عوانہ وغیرہ میں لا یرفعہا ہے اور ابو داؤد ج ۱ مشکا میں روایت یوں ہے۔

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَحَازِيَ مَتْنَبَهُ وَإِذَا ارَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ، مِنْ الرُّكُوعِ (الخ) وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ يَاسًا إِذَا شَرَطَتْهُ دُورٌ هِيَ بِهَا إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ وَأُورَاسُ اسْ كِي جَزَاءُ رَفَعِ يَدَيْهِ مَذْكُورٌ هِيَ وَأُورَاسُ ارَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ هِيَ وَأُورَاسُ كِي جَزَاءُ مَذْكُورٌ نَحْنُ هِيَ بَعْضُ حَضَرَاتٍ نَعْنُ اسْ حَدِيثُ كُو رَفَعِ الْيَدَيْنِ كَعْبَابُ مِي انْ الْفَافِ كَعْبَابُ لَافْ يُوْنِ رَفَعِ يَدَيْنِ ثَابِتُ كِيَا (جيسے امام ابو داؤد نے کہ دوسرے اذاکا بندریو واؤ عطف

ہے پہلے اذان پڑھ اور اس کی جزاء رفع یدین سے ہے تو اس کی جزاء بھی رفع یدین سے ہے بعض حضرات نے بذریعہ عطف یہ جزاء سمجھ کر اپنی طرف سے جزاء کے الفاظ بھی ذکر کر دیے۔ چنانچہ بعض حضرات نے جزاء رفع یدین سے ذکر کر دی اور بعض حضرات نے واذا اراد ان یرکع فعل مثل ذالک ذکر کر دیا اور بعض حضرات نے واذا اراد ان یرکع فعل مثل ذالک ذکر کر دیا حالانکہ جزاء اس طرح ہے جس طرح کہ صحیح البخاری میں ہے واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع رأسه من الركوع فلا یرفعهما اس جزاء محذوف کے ذکر کرنے سے مطلب حدیث کی پوری وضاحت ہو گئی کہ یہ حدیث ترک رفع الیدین میں واضح ہے اسے رفع الیدین میں حتمی طور پر پیش کرنا صحیح نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ کی طرح امام بخاری کے استاد امام حمیدی نے بھی اپنے مسند حمیدی میں جزاء محذوف کا ذکر کیا ہے جیسے کہ دلیل ۷۲ کے تحت اس کا ذکر آ رہا ہے اور حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی غیر مقلد کا زیادتی اور محذوف کے بارے ایک حوالہ بھی ملاحظہ کریں۔ وہ اپنی کتاب رفع الیدین اور آمین کے ص ۱۲۹ میں لکھتے ہیں اس طرح وہ روایتیں بھی صحیح ہیں جو مستخرجات علی الصحیحین میں پائی جاتی ہیں جیسے کوئی زیادتی یا تتمہ کسی محذوف کا آھ بلغفہ۔

نیز اس حدیث (ترک رفع الیدین) کی سند تمام سندوں سے زیادہ صحیح ہے چنانچہ حافظ عبد اللہ روپڑی غیر مقلد رفع الیدین اور آمین کے ص ۶۴ میں لکھتے ہیں۔ دوم زہری سالم ابن عمر اصح الاسانید ہے یعنی سب سندوں سے زیادہ صحیح ہے ملاحظہ ہو شرح منجہ اور رسالہ امیر علی حنفی التذییب للتقریب ملخص تقریب التذییب ص ۵ الخ بلغفہ۔

روپڑی صاحب کے فرمان کے مطابق جب یہ سب باتیں صحیح ہیں تو حضرت ابن عمر سے حتمی طور پر رفع الیدین کی روایت کا بالکل خاتمہ ہو گیا اور روپڑی صاحب کا یہ کنا جو اسنوں نے رفع الیدین اور آمین کے ص ۶۵ میں لکھا ہے کہ محدثین نے قطع نظر اس سے کہ کسی کی فقہیت کی کتنی پیشی میں بحث کریں اور رفع الیدین کے متعلق روایات کی اتنی بھر مار کر دی کہ عبد اللہ بن عمرؓ کی حدیث قریب قریب تو اتر تک پہنچا دی۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری ص ۵۰۱ میں لکھا ہے کہ پچاس صحابہ نے اس کو روایت کیا ہے (جن میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں) آھ بلفظہ بالکل غلط ہے
 اولاً تو اس لیے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب یہ دفعہ ہا ہی کی روایت ہی نہیں بلکہ لا یرفعہما کی بھی صحیح سند سے مروی ہے اور ان کا حمل بھی بعض اوقات ترک رفع یدین تھا تو مولانا روپڑی صاحب کا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے رفع یدین کی روایت کو متواتر کہنا اور ان کی دوسری روایت لا یرفعہما کا ذکر تک نہ کرنا انصاف بعید ہے چونکہ مولانا روپڑی پہلے ہی سے تعصب کا ثکار ہو کر یہ ٹھکان لی ہے کہ رفع یدین ہی ثابت ہے نہ کہ ترک رفع یدین تو اس لیے ان سے پہلے یہ غلطیاں سرزد ہوئی ہیں بقول شخصے

خشت اول چوں نہ معماری کج تا ثریا میسر و نہ ہو کج

د ثانیاً روپڑی صاحب کا پچاس صحابہ سے رفع الیدین ثابت کرنا دھوکہ ہے اور مقدمہ میں غیر متعلقین حضرات کا ایک اور دھوکہ کے عنوان کے تحت علامہ شوکانیؒ اور علامہ امیر بھٹائیؒ سے یہ بات گزر چکی ہے کہ ابتدائے نماز کے وقت رفع الیدین جو متفق علیہ ہے اس کے پچاس صحابہؓ راوی ہیں اور عند الركوع وغیرہ رفع الیدین کے نہ تو پچاس صحابہؓ راوی ہیں نہ عشرہ مبشرہ۔ حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی کو ہم ان کی ہی عبارت یاد دلاتے ہیں وہ رفع یدین اور ایمن کے صوٹ میں لکھتے ہیں اپنے مذہب کی پاسبانی کوئی بڑی چیز نہیں مگر تعصب کرنا اور دیانت داری کے خلاف قدم اٹھانا یہ مذہبی پاسبانی نہیں بلکہ خواہش نفسانی کی پاسبانی ہے آھ بلفظہ مگر روپڑی صاحب تمہیں عادت ہے بھول جانے کی۔ ع۔ دیگر ارا انصیحت، خود رافضیت۔

حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی سے ہم عرض کرتے ہیں کہ
 آثار سحر کے پیدا ہیں اب رات کا بار ٹوٹ چکا ظلمت کے بھیا نک ٹاتھوں سے توڑ کا درج چھوٹ چکا
 دلیل ۲: مستخرج صحیح ابوعوانہ ص ۱۹۱ میں ہے۔

حدثنا الصائغ بمكة قال حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے
 حدثنا الحمیدی قال حدثنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا

سفيان عن الزهري قال أخبرني سالم
عن أبيه قال رأيت رسول الله صلى
الله عليه وسلم مثله آه

اور پہلی حدیث کی طرح بیان فرمایا۔
آہ

پہلی حدیث میں رفع الیدین عند الافتتاح تھا اور اس کے بعد ترک رفع الیدین تھا
اس حدیث میں بھی ویسے ہی ہے امام ابو عوانہ کے استاد الصائغ کا ذکر صحیح ابو عوانہ ص ۹۵
ص ۱۳۳ و ص ۲۲۶ میں بھی اس طرح ہیں لیکن صحیح ابو عوانہ ص ۹۵ و ص ۱۳۳ و ص ۲۲۶ میں ان کا
پر نام محمد بن اسماعیل الصائغ ذکر کیا گیا ہے (المتوفی ۲۷۶ھ) اور وہ ثقہ ہیں اور الصائغ
کے بعد حمیدی کا ذکر آتا ہے جو امام بخاری کے استاد ہیں جن کا نام عبد اللہ بن زبیر ہے جو
زبردست ثقہ ہیں اور حدیث کی کتاب مسند حمیدی کے مصنف ہیں اور یہ حدیث امام
ابو عوانہ نے امام حمیدی کے طریق سے ذکر کی ہے اور امام حمیدی نے یہ حدیث ترک رفع
الیدین کی اپنے مسند حمیدی میں بھی اسی سند کے ساتھ ذکر کی ہے چنانچہ حدیث ملاحظہ ہو۔

حدثنا الحميدي قال حدثنا سفيان قال حدثنا الزهري قال
أخبرني سالم بن عبد الله عن أبيه قال رأيت رسول الله صلى الله
عليه وسلم إذا افتتح الصلاة رفع يديه حذو منكبيه وإذا اراد أن
يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع فلا يرفع ولا بين السجدة
مسند حمیدی قلمی ص ۹۷ جو خانقاہ سراجیہ کے کتب خانے میں موجود ہے اور اب مسند حمیدی
چھپ بھی چکی ہے اور اس میں بھی یہ حدیث موجود ہے دیکھیے مسند حمیدی ص ۲
حدیث ص ۶۱۴ اور یہ حدیث بھی حضرت ابن عمر رضی عنہما سے ترک رفع الیدین کی واضح دلیل
ہے اور پہلی حدیث کے متن کی طرح اس کا متن ہے اور اسی کی سند کی طرح سند ہے
(تبیین) مسند حمیدی کے مطبوعہ نسخہ میں حدثنا سفيان کا جملہ چھوٹ گیا ہے حضرت مولانا
حبیب الرحمن الاعظمی دامت برکاتہم مشفق و محشی مسند حمیدی سے جب رابطہ قائم کیا گیا تو
انہوں نے جواب دیا کہ اس کی صحیح سند یوں ہے حدثنا الحميدي قال حدثنا

سفیان قال حدثنا الزهري الا مسند حمیدی کے نسخہ مکتبہ مظاہریہ اور اس کے مہندو
مخطوطات میں بھی یوں ہی ہے مطبوعہ نسخوں میں حروف جوڑنے والے کی غلطی سے قال حدثنا سفیان
چھوٹ گیا ہے تصحیح اغلاط میں اس کو دینا چاہیے تھا مگر سزا رہ گیا۔ والسلام صریحاً عن الزهري عن حميد بن عمار
پیشان ثور۔ مؤرخ ۱۵ اگست ۱۹۵۵ء۔ اور مولانا کا یہ گرامی نامہ ہمارے پاس محفوظ ہے۔
قارین کرام! حضرت امام بخاریؒ وغیرہ نے حضرت ابن عمرؓ سے رفع یدین کی روایت
میں اذا شرطیہ کی جزاء دفعہ ما کذا لکے بغیر نقل کی ہے اور ان کے استاد محترم امام حمیدیؒ نے جبکہ قول کو امام بخاریؒ بطور
مندی پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو بخاری ج ۱ ص ۹۳ و ج ۲ ص ۸۴ (اپنے منہ ج ۲ ص ۲۶۷ میں اور امام ابو عوانہؒ نے صحیح ابو عوانہ میں
جزاء لہ میں فقہاء روایت کی ہے اور صحیح ابو عوانہ وغیرہ کی احادیث بھی صحیح ہیں کیونکہ ان کی
کتاب بھی حدیث کی صحیح کتابوں میں شمار ہوتی ہے کماثر قراب یا تو دونوں روایتوں سے استدلال
ترک کر دیا جائے جیسا کہ ادا تعارضاً قاطعاً کا قاعدہ ہے اور یا ایک کو دوسری پر ترجیح دی جائے
اور وجہ ترجیح یہ ہے کہ چونکہ نماز میں خشوع و خضوع اور سکون مطلوب ہے اور حضرت ابن عمرؓ سے فعل بھی ترک
رفع یدین ثابت ہے لہذا رفع یدین کی روایت ہی کو ترجیح ہوگی اور دوسری جزاء کو بعض روایات کی غلطی اور وہم
پر عمل کیا جائیگا مولوی محمد صاحب غیر مقلد جو ناگزیر بھی عقیدہ محمدی ص ۱۷۰ ذوالحجہ ۱۳۵۲ھ میں لکھتے ہیں کہ انہیں جس سے
احکام شرع میں غلطی اور خطا نہ ہوئی ہو پھر خبر کے الخ ہم جناب حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی
اور ان کی جماعت سے درخواست کرتے ہیں کہ جب صحیح ابو عوانہ کی تمام حدیثیں صحیح ہیں تو ابو عوانہؒ نے اپنے
مستخرج صحیح ابو عوانہ میں دو حدیثیں ایسی پیش کی ہیں جو صحیح ہونے کے ساتھ رفع الیدین
نہ کرنے میں صریح بھی ہیں کیا آپ حضرات رفع الیدین چھوڑیں گے؟ یہ درخواست ہم نے
اس بناء پر کی ہے کہ حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی اپنے رسالہ رفع یدین اور آئین کے ص ۱۵۲
میں فرماتے ہیں کہ ہم تو ایسے موقع پر ایک اصول جانتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ کے متعلق
صریح حدیث آجائے تو اس کو معمول بہ بنالیں اور اس کے مقابلے میں کسی کی نہ سنیں اھ بلفظ
اور اسی رسالہ کے ص ۳۶ میں لکھتے ہیں ہمیں تو ہماری حدیث تمہاری حدیث یہ تقسیم کا افتاء
ہی مکر وہ معلوم دیتا ہے کیونکہ صحیح سب کی ہے اور ضعیف کسی کی بھی نہیں کیونکہ مسلمان کی
شان ہی اذا صلح الحديث فهو مذهبنا ہوتی چاہیے جس کے یہ معنی ہیں۔

مستور کھینچ وہ نقشہ کہ جس میں یاد دہانی ہو اور حکم پر غمخیز ہو اور ہر گز دل جھکا کی ہو۔ ^۱ آہ ملاحظہ

ہم نے حافظ صاحب کا یہ زبانی جمع خراج سن لیا ہے بس اس پر عمل کرینی درخواست کرتے ہیں

بہتے ہو و فادار دف کر کے دکھاؤ کہنے کی دف اور ہے کرنے کی دف اور

غیر مقلدین حضرات کے عالم مولوی محمد صاحب | دوستو میرے خیال سے تو میں
دہلوی کا فرمان ملاحظہ ہو | نے مختصر ان تینوں مسئلوں کو بالکل

صاف کر دیا ہے اب اتنا اور بھی سن لیجئے کہ کوئی حدیث ان کے خلاف نہیں اگر کوئی صاحب

دعی ہوں تو ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر وہ رفع الیدین نہ کرنے کی یا منسوخ ہونے

کی ایک حدیث بھی لائیں جو صریح صحیح اور مرفوع ہو جس پر کسی قسم کی جرح نہ ہو تو ہم حلفیہ

اقرار کرتے ہیں کہ انہیں ایک سو روپیہ انعام دیں گے اور تحریری اقرار کریں گے کہ رفع الیدین منسوخ

ہے آہ ملاحظہ دلائل محمدی ص ۹ حصہ اول ماہ شوال المکرم ۱۲۵۵ھ بمطابق مولوی محمد صاحب

غیر مقلد ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی۔

قارئین کرام۔ مولوی محمد صاحب غیر مقلد نے جن شرائط کے ساتھ ترک رفع الیدین میں

حدیث کا مطالبہ کیا تھا تو ایک کے بجائے دو حدیثیں پیش ہو چکی ہیں (۱) جو صریح بھی ہیں

(۲) اور صحیح بھی ہیں کیونکہ صحیح ابو عوانہ کی تمام حدیثیں آپ کے ہاں صحیح ہیں (۳) مرفوع بھی

ہیں (۴) کسی قسم کی جرح بھی موجود نہیں۔ اب غیر مقلدین حضرات سے التماس ہے

کہ رفع الیدین کو چھوڑ دیں اور انعام بھی ادا کریں اور حلفیہ طور پر ایک تحریری اقرار

نامہ بھی اپنی اخباروں میں شائع کریں اگر مطالبہ پورا ہو جانے کے بعد بھی آپ اس پر عمل

نہیں کریں گے تو لوگ سمجھ جائیں گے کہ ۔

جھوٹ کہنے سے جن کو عار نہیں ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں

دلیل ۲۔ مالکیہ حضرات کی معتبر کتاب حدیث مدونہ کبریٰ ج ۱ میں ہے۔

عن ابن وہب وابن القاسم عن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہے کہ جناب

مالک عن ابن شہاب عن سالم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع الیدین

عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه حذو منكبيه اذا افتتح الصلوة بحواله معارف السنن ص ۳۹۶
اپنے کانڈھوں کے برابر اس وقت کرتے تھے جب نماز شروع کرتے تھے۔
مولانا محمد یوسف بنوری۔

یہ حدیث ترک رفع یدین کے دلائل میں مالکیہ حضرات نے پیش کی ہے اور ابن وہبؒ اور ابن القاسمؒ دونوں حضرت امام مالکؒ کے شاگرد اپنے استاد امام مالکؒ سے یہ روایت کرتے ہیں اس سے امام مالکؒ کے مذہب ترک رفع الیدین کا مزید ثبوت مل گیا ہے۔ سوال اس حدیث میں ترک رفع الیدین عند الركوع وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ جواب جزا کا ان یرفع مقدم ہے اور شرط اذا افتتح الصلوة مؤخر ہے اور ضابطہ مشہور ہے التقدیم ماحقہ التأخیر یفید المحصر تو عند الافتتاح رفع یدین کا حصر ہو گیا کہ البعد رفع الیدین نہیں ہے اور حافظ ابن حجرؒ کا حمله مالکیوں اور ابن القاسمؒ پر غلط ثابت ہوا (لطیفہ) حافظ ابن حجرؒ الشافعی (المتوفی ۸۵۲ھ) اور علامہ بدر الدین عینیؒ (المتوفی ۸۵۵ھ) صنفی معاصر تھے ان کا آپس میں خوب مقابلہ اور مناظرہ ہوتا رہتا تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ابن حجرؒ عینیؒ کی مسجد میں تشریف لائے مسجد کا منار دیکھ کر فرمایا قَدْ وَقَعْتُ عَلَى الْعَيْنِ اس کے دو معنی ہیں (۱) اس منار کو نظر لگ جانے کے باعث خرابی پیش آئی (۲) عینیؒ اس منار پر گرے ہیں اور منار خراب ہو گیا ہے۔

علامہ عینیؒ نے فوراً جواب دیا۔ لَا لِأَبْلِ خَرَبَتِ الْعَجُوزِ نہیں بلکہ پتھر خراب ہو گیا ہے اس کے بھی دو معنی ہیں (۱) منار کا پتھر خراب ہو گیا ہے۔ (۲) ابن حجرؒ کا باپ حجر خراب ہو گیا ہے ابن حجرؒ یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے۔

دلیل ۴ :- نصب الراية ص ۱۱۳ میں بحوالہ خلافيات یہی حدیث نقل کی گئی ہے۔

عن عبد الله بن عون الخزاز ثنا مالك عن الزهري
حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین اس وقت کرتے جبہ

كَانَ يَرْفَعُ يَدَهُ إِذَا افْتَتَحَ الْمَلَقَةَ لَعَلَّ لَا يَمُودُ شروع کرتے پھر رفع الیدین کہنے کے لیے نہ اُٹھتے تھے۔

قارئین کرام یہ حدیث بھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ہے اور پہلی تین حدیثوں کی طرح ترک رفع الیدین میں واضح ہے اور سند کے لحاظ سے تو واضح الاسانید ہے جیسا کہ حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی غیر مقلد کے حوالہ سے گزر چکا ہے اور اس حدیث کے راوی بھی امام مالکؒ ہیں لیکن مدونہ کبریٰ میں امام مالکؒ کے شاگرد ابن دہبؒ اور ابن القاسمؒ تھے جو نہایت ہی ثقہ تھے اور یہاں شاگرد عبداللہ بن عون الخزاز ہیں جو زبردست ثقہ ہیں اور انکی توثیق پر سب حضرات محدثین متفق ہیں دیکھئے تقریب ۲۱۰ طبع دہلی و تہذیب التہذیب ص ۲۹۹ تا ص ۳۰۵ اور اس حدیث کی سند اور متن کے الفاظ اس سے پہلی حدیث کے ساتھ ملتے جلتے ہیں البتہ اس حدیث میں ثم لا یعود کا جملہ زیادہ ہے جو اس حصر کی تاکید ہے جو جزاء کے مقدم کرنے کے باعث حاصل ہوئی ہے اگر یہ جملہ نہ بھی ہوتا پہلی حدیث کی طرح تب بھی رفع الیدین عند الافتتاح پر ہی بند تھا۔

اعتراف :- امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ امام حاکمؒ نے فرمایا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے کیونکہ ہم نے امام مالکؒ سے رفع الیدین کی روایت بیان کی ہے اور حافظ ابن حجرؒ تخلص الجبر میں فرماتے ہیں مقلوب موضوع۔

الجواب :- امام حاکمؒ کی یہ سخت غلطی ہے اور اس کے کسی جواب ہیں جواب ۱۔ جب اس حدیث کی سند صحیح ہے تو پھر موضوع کیسے؟ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں۔

الْوَسْطُ مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَلَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ
اسناد حدیث دین میں سے ہے اگر سند نہ ہوتی تو جس کے خیال میں جو بات آجاتی وہی کہہ دیتا۔

مقدمہ مسلم ۲۲ و سنن ترمذی ص ۲۳۶

اور جب سند ہوگی تو کسی کو غلط بات کرنے کی جرأت نہ ہوگی جیسے کہ امام حاکمؒ نے غلطی کی ہے جواب نمبر ۲ امام حاکمؒ کثیر الغلط ہیں مستدک میں انہوں نے کافی غلطیاں کی ہیں

بعض دفعہ ضعیف بلکہ موضوع حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین کہہ دیتے ہیں۔ علامہ ذہبیؒ نے اس لیے تلخیص المستدرک لکھ کر ان اغلاط کو ظاہر کیا ہے فجزاء اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ بعض دفعہ علامہ ذہبیؒ اغلاط بیان کرتے کرتے تھک جاتے ہیں اور غصہ میں آکر امام حاکمؒ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ تجھے اے مؤلف حیا نہیں آتی ایسی غلط باتیں کرتے ہو چنانچہ قاضی شوکانیؒ غیر مقلد الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ ص ۴۹۶ میں ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں۔

قال الحاكم هذا حديث صحيح	امام حاکمؒ نے ایک حدیث کے بارے کہا ہے کہ
الاسناد وقال الذهبي افما استحي	یہ حدیث صحیح الاسناد ہے علامہ ذہبیؒ نے فرمایا
الحاكم من الله يُصَحِّحُ مثل هذا	کیا حاکم کو اللہ تعالیٰ سے حیا نہیں آتی ایسی موضوع
وقال في تلخيص المستدرک هذا	حدیث کی تصحیح کرتا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے تلخیص
موضوع قبح الله من وضعه و	المستدرک میں کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے
ما كنت احسب ان الجهم بل الحاكم	اللہ تعالیٰ وضع کرنے والے کو ذلیل و خوار کہے
يبلغ الى ان يُصَحِّحُ مثل هذا	مجھے یہ گمان نہ تھا کہ حاکم ایسی جہالت تک پہنچ
وهو مما افتراه يزيد بن يزيد	جائے گا کہ ایسی موضوع حدیث کی تصحیح کرے گا حالانکہ
البیوی آھ بلفظ	یہ حدیث یزید بن یزید بلوی کا افتراء ہے۔

اور علامہ زبیدیؒ نصب الرایہ ص ۳۵۱ میں لکھتے ہیں۔ کہ علامہ ذہبیؒ نے کہا	اما استحي الحاكم يورد في
کیا حاکم کو حیا نہیں آتی کہ ایسی موضوع حدیث	کتابہ مثل هذا الحديث الموضوع
کو اپنی کتاب میں ذکر کرتا ہے میں (ذہبیؒ)	فانا اسشهد بالله والله انه
خدا تعالیٰ کی قسم اٹھا کر گواہی دیتا ہوں کہ	لكذب آھ
یہ جھوٹ ہے۔	

اور علامہ ذہبیؒ تلخیص مستدرک مع المستدرک ص ۹۰ و ۱۲۹ میں امام حاکمؒ کو اسی قسم کے الفاظ استعمال کر کے سخت سست کہا ہے اگر امام حاکمؒ ایسی موضوع حدیثوں

کو صحیح کہنے میں غلطی کر سکتے ہیں تو یقیناً جانیے کہ صحیح حدیث کو موضوع کہنے کی غلطی بھی کر سکتے ہیں۔ اس میں حیرت کی کون سی بات ہے؟
لطیفہ :- پیٹنا ایک راوی ہے جو کہ محدثین کے ہاں رافضی اور کذاب ہے امام حاکم فرماتے ہیں

قد ادرك النبي صلى الله عليه وسلم وسمع منه والله اعلم
مستدرک حاکم ص ۱۶۰ -
میتاد نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا بھی ہے واللہ اعلم۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں۔

قلت ما قال هذا بشر سوى الحكم
وانما ذاتا تابعي ساقط وقال البو حاتم
كذاب يكذب وقال ابن معين
ليس بثقة (إلى) انما استحييت
ايها المؤلف ان تورد هذه الا
خلوقات من اقوال الطريقة فيما
يستدرک علی الشیخین۔

تفہیم المستدرک ص ۱۶۰ ج ۲
لا تاتے ہو۔

اور حافظ ابن حجر تقریب ص ۲۵۹ طبع دہلی میں لکھتے ہیں

ميتا منك وري بالرفض و
كذب البو حاتم من الثالثة
وهو الحاكم فجعله صحبة
والله اعلم۔

میتا متروک الحمد بیش ہے اور رفض کی تہمت سے شتم ہے اور البو حاتم نے اسے کذاب قرار دیا ہے اور امام حاکم ایسے وہم میں پڑے کہ اس کی صحابیت ثابت کر ڈالی۔ واللہ اعلم

قاریین کرام اگر امام حاکم ترک رفع الیدین کی صحیح حدیث کو موضوع کہتے ہیں تو

اس میں حیرت نہیں ہے۔

جواب ۳۔ امام حاکمؒ کا اس حدیث کو اس بناء پر موضوع کہہ دینا کہ انہوں نے امام مالکؒ سے رفع الیدین روایت کیا ہے صحیح نہیں کیونکہ اگر مالکیہ حضرات یہی طریقہ اختیار کر کے امام حاکمؒ کی رفع الیدین عن مالک روایت کو موضوع کہہ دیں اس بناء پر کہ انہوں نے جیسے ابن وہبؒ مالکی اور ابن القاسمؒ مالکی نے مدونہ کبریٰ میں اور عبد اللہ بن عون الخزاز نے خلافیات بہتقی میں امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین کی روایت کی ہے تو امام حاکم اس کا کیا جواب دیں گے۔ ان الظن لا یغنی عن الحق شیئاً

جواب ۴۔ امام مالکؒ سے ترک رفع الیدین کی ایک روایت تو یہی ہے جو زیر بحث ہے دوسری اس سے پہلے مدونہ کبریٰ کے حوالہ سے گزر چکی ہے تیسری موطا امام محمد کے حوالہ سے آرہی ہے کیا ان سب کو موضوع سمجھا جائے گا بہتر تو یہ ہے کہ ان سب کو موضوع کہنے سے اس روایت کو ہی موضوع قرار دیا جائے جو امام حاکم نے امام مالکؒ سے رفع الیدین کے متعلق بیان کی ہے۔

جواب ۵۔ امام مالکؒ کا مذہب ترک رفع الیدین ہے جیسا کہ باب اول میں اس کا ٹھوس حوالوں سے ثبوت پیش کیا گیا ہے امام حاکم ہی بتائیں کہ انہوں نے کس حدیث کی بناء پر ترک رفع الیدین کا مذہب اختیار کیا ہے کیا امام مالکؒ اعدادیث نبویہ کے زیادہ ماہر تھے یا (امام حاکمؒ) آپ زیادہ ماہر ہیں اس لیے علامہ سید محمد انورؒ صامب فرماتے ہیں کہ

هذا حکم من الحاكم لا یکنی
حاکم کا یہ حکم ناکافی اور غسیب تسلیم نکتہ ہے

ولایشفی۔ نیل الفرقین ص ۱۲۷

باقی رہا حافظ ابن حجرؒ کا اس حدیث کو مقلوب موضوع کہنا تو یہ بھی کئی وجوہ سے غلط ہے

اولاً تو اس لیے کہ مذہب صحیح ہے تو پھر یہ موضوع کیسے وثائناً حضرت ابن عمرؓ سے رفع الیدین کی روایت ہی ثابت نہیں جیسے کہ دلیل کے تحت گوارا تو پھر اس ترک رفع الیدین کی روایت کو مقلوب کہنا

کیسے صحیح ہوا؟ واثق امام مالک سے ترک رفع الیدین کی صرف یہی روایت نہیں بلکہ روایات بھی ہیں و رابعا مستخرج صحیح ابو عوانہ اور مسند حمیدی کے حوالہ سے ترک رفع الیدین کی روایات حضرت ابن عمرؓ سے گزر چکی ہیں جو اس روایت کی تصحیح کا مزید ثبوت فراہم کرتی ہیں و خامسا امام شافعیؒ کی مدح میں تو حافظ ابن حجرؒ موضوع حدیث بیان کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور پھر سکوت کر جاتے ہیں۔ بحوالہ مقدمہ نصب الرایۃؒ پتہ نہیں اس صحیح حدیث کو وہ موضوع کیوں کہتے ہیں شاید کہ ان کے امام کے مذہب کے خلاف ہے؟ اور حافظ ابن حجرؒ نے تلمیذ الحیرۃ ص ۱۸۱ و درایہ ص ۱۵۵ میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت بیان کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر تک رفع الیدین کرتے رہے حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کو ذکر کر کے اس پر حرمکوت لگائی ہے (بحوالہ رفع یدین و آئین) حالانکہ یہ حدیث موضوع ہے جیسا کہ اپنے مقام پر اس کی بحث آرہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ معلوم نہیں کہ حافظ ابن حجرؒ کے پاس حدیث پر لکھنے کا کون سا آلہ ہے شاید کہ یہی ہو کہ جو حدیث موضوع ان کے امام کی مدح میں ہو اور ان کے مذہب کی تائید کرتی ہو تو وہاں بیان کر نیکی بعد خاموشی اختیار کر لیتے ہیں اور جو حدیث ان کے مذہب کے خلاف ہو اس پر کوئی نہ کوئی جرح کر ڈالتے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری اور ان کی لغزشوں کو معاف فرما دے آمین۔ حافظ ابن حجرؒ کی یہ پانچویں غلطی ثابت ہوئی کیونکہ چار پہلے باب میں ذکر ہو چکی ہیں۔

(لطیفہ) حافظ ابن حجرؒ تہذیب التہذیب ص ۱۹۸ میں لکھتے ہیں کہ حجاج بن ارطاة کی ایک روایت بطور متابعت کے صحیح بخاری کتاب الصق میں موجود ہے حالانکہ صحیح بخاری ص ۲۴۳ میں وہ متابع حجاج بن حجاج اسلمی باصلی ہے اور بقول علامہ ذہبیؒ کے امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں کہیں بھی اس کی روایت متابعت ذکر نہیں کی البتہ امام مسلمؒ نے متابعت پیش کی ہے چنانچہ الفاظ اس طرح ہیں لم یخرج له البخاری وقد رآہ مسلم بآخذ تذکرۃ الحفاظ ص ۱۵۵ :-

شیخ محمد عابد سندھی محدث مدینہ منورہ زاد تھا | وہ مواہب لطیفہ شرح مسند ابی اللہ شرفا و کرامتہ کا فیصلہ ملاحظہ ہو حنیفہ میں لکھتے ہیں۔

قلت تضعیف الحديث لا يثبت
بمجرد الحكم وإنما يثبت بياناً
وجوه الطعن فيه وحديث ابن
عمر الذي رواه البيهقي في خلافيات
رجالہ رجال الصحيح فما روى له
ضَعُفًا بعد ذلك اللهم إلا أن
يكون الراوي عن مالك مطعوناً
لكن الأصل عدم فهذا الحديث
عندي صحيح لا محالة آه
بحوالہ معارف السنن ص ۴۹۸

میں (عابد سندھی) کہتا ہوں کہ حدیث کا ضعیف
ہونا محض کسی کے حکم لگانے سے ہی ثابت نہیں
ہوتا بلکہ اسباب جرح کے بیان کرنے سے ہوتا
ہے اور یہ حدیث در ترک رفع یدین کی جو امام
بیہقی نے خلافیات میں حضرت ابن عمرؓ سے
روایت کی ہے اس کے رجال صحیح و بخاری
مسلم کے ہیں پس اس حدیث کا ضعف مجھے
نظر نہیں آتا مگر یہ کہ امام مالکؒ سے روای مجروح
ہو لیکن ایسا بھی نہیں پس یہ حدیث میرے
نزدیک بالیقین صحیح ہے۔

علامہ احمد محمد شاہ غیر مقلدہ مقدمہ شرح ترمذی | شیخ محمد عابد سندھی کا تعارف

العالم العظيم الشيخ محمد عابد السندی مُحَدِّثُ الْمَدِينَةِ الْمُنَوَّرَةِ فِي
الْقُرْنِ الْمَاضِيّ اور مقدمہ شرح ترمذی ص ۱۷۱ میں لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ حافظ سید
عبدالحی کتانیؒ نے اپنی کتاب فہرس الفہارس مطبوعہ فاس ۱۳۴۶ھ میں ان کی تعریف
ان الفاظ سے کی ہے۔ شیخ شیوخنا متحدث المجاز ومسندہ عالم

الحنفية به الشيخ محمد عابد بن احمد بن علي السندی الانصار
المدنی الحنفی المتوفی بالمدينة المنورة ۱۲۵۷ھ الغرض حضرت ابن عمرؓ
کی مذکورہ بالا چاروں احادیث اصح الاسانید ہیں۔

دلیل ۵۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ترفع الایدی فی سبعة مواطن
عند افتتاح الصلوة واستقبال
البيت والصف والمروة والموقفين
والجمعتين (بحوال النصب للاریہ ص ۲۹۱)
رفع الیدین سات مقامات میں کیا جائے۔
ابتداء نماز کے وقت، بیت اللہ کی زیارت
کے وقت، صفا اور مروہ پہاڑی پر قیام کے وقت
دو قاف عرفہ اور مزدلفہ کے وقت، رمی الجمار کے وقت۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ رفع الیدین صرف افتتاح صلوٰۃ کے وقت ہے
نماز کے اندر رکوع سجود اور قیام الی الثانیہ کے وقت نہیں اور ہمارا مدعی بھی اتنا ہی ہے
اس روایت پر کسی داخلی اور خارجی اعتراضات کئے گئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے
کہ اس کی سند میں محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ راوی ہے جو قوی نہیں ہے۔

جواب :- بلاشبہ اس راوی پر بعض محدثین کرام نے جرح کی ہے لیکن اس کو ثقت
کئے دئے بھی موجود ہیں امام دارقطنی فرماتے ہیں ثقتہ فی حفظہ شئی۔ (الدرقطنی
ص ۲۶) یعنی وہ ثقہ تھے البتہ ان کے حافظہ میں کچھ خرابی تھی علامہ ابن قیم حنبلی بدائع الفوائد
ص ۱۲۳ میں انکی ایک حدیث کے بارے میں محدثین کرام سے فیصلہ یوں نقل کرتے ہیں
قَالُوا هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ ان کی مزید توثیق حضرت برادر بن عازب کی حدیث
ترک رفع الیدین میں بیان کی جائے گی بہر حال یہ حدیث بقول ابن قیم صحیح ہے اور
قابل احتجاج۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت ابن عمرؓ پر موقوف ہے
مرفوع نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اصول حدیث کے لحاظ سے اس کا مرفوع ہونا
ہی مستمم ہے اگر موقوف بھی ہو تو حکماً مرفوع ہے کیونکہ اس میں قیاس کا کیا دخل ہو سکتا
ہے؟ اگر یہ روایت موقوف بھی ہو تب بھی ہمارا استدلال صحیح ہے کما لا یخفی۔

دلیل ۶ :- حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن
رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات میں

حين تفتح الصلاة وحين يدخل مسجد الحرام فينظر الى البيت وحين يقوم على الصفا وحين يقوم على المروة وحين يقف مع الناس عشية عرفة وجميع والمقامين حين يمرح الحجة - مع طبراني (بحواله نزل الابار ص ۴۴) اور یہ روایت نصب الدیہ ص ۳۹ میں ہیں بھی موجود ہے۔

جب نماز شروع کی جائے اور جب مسجد حرام میں داخل ہوئے ہوئے بیت اللہ پر نظر پڑے اور جب صفا اور مروة پہاڑی پر کھڑا ہو اور عرفہ میں بعد از زوال جب لوگوں کے ساتھ وقوف کرے اور مزدلفہ میں وقوف کے وقت اور غزوات کی رمی کرتے وقت۔

غیر مقلدین حضرات کے رئیس المحققین نواب صدیق حسن خاں فرماتے ہیں۔
 من حدیث ابن عباس بسند جید نزل الابار ص ۴۴ اور علائمہ عزیزی السراج المنیر ص ۲۸۵
 شرح جامع الصغیر میں فرماتے ہیں حدیث صحیح (بحوالہ نیل الفرقدین ص ۱۱۸)۔

قارئین کرام یہ حدیث صحیح ہے اور ترک رفع الیدین میں صریح بھی ہے اور اس میں منع بھی ہے کہ ان مقامات کے سوا نماز میں رفع الیدین نہ کیا جائے اب اگر کوئی رفع الیدین عند الركوع والسجود وعند القيام الی الثالثة کرے گا تو وہ ان احادیث کے پیش نظر ضرور نافرمانی کی زد میں آئے گا اللہ تعالیٰ ہمیں سنت نبوی کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین اور غیر مقلدین حضرات کا یہ عذر لنگ بھی ختم ہو گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض اوقات رفع الیدین عند الركوع وغیرہ کر چھوڑا ہے۔ برائے جواز اور آپ نے رفع الیدین عند الركوع وغیرہ سے منع نہیں فرمایا غیر مقلدین حضرات اس حدیث میں دیکھ لیں کہ یہاں منع کیا گیا ہے اور حدیث بھی صحیح ہے خود ان کے نواب صاحب فرماتے ہیں کہ سند اس کی جید یعنی کھتری ہے امید کیے غیر مقلدین حضرات اپنے وعدے کے مطابق رفع الیدین چھوڑ دیں گے۔

کانٹوں میں گرنے ہوا اٹھنا ٹھوڑا لکھا بہت سمجھنا

اعتراض :- اگر رفع الیدین ان سات مقامات میں نہ ہو تو پھر حضرات احناف رفع الیدین قنوت اور عیدین میں کیوں کرتے ہیں ؟

جواب :- رفع الیدین قنوت اور عیدین میں حضرات احناف اس لیے کرتے ہیں کہ ان دو مقاموں میں ترک یا منع کی کوئی صریح اور صحیح روایت نہیں ہے بخلاف رکوع و سجود وغیرہ کے کہ ان مقامات میں ترک رفع الیدین کی صحیح اور صریح روایات موجود ہیں مثلاً مستخرج صحیح ابوالعوانہ میں دو حدیثیں ہیں منذ حمیدی میں ایک خلاقیات یہی ہیں ایک یہ سب روایات ابن عمرؓ سے ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے چار حدیثیں اور حضرت براء بن عازبؓ سے دو اور حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیرؓ کی مرسل حدیثیں دو اور حضرت جابر بن سمرہؓ سے ایک وغیرہ یہ سب احادیث ترک رفع الیدین عند الركوع وغیرہ میں صریح ہیں اور قنوت اور عیدین میں ایک بھی صحیح حدیث ایسی نہیں جس میں صراحتاً ترک رفع الیدین بیان کیا گیا ہو اس تشریح کے بعد اب خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ جہاں ترک رفع الیدین روایات میں ذکر کیا گیا ہے تو اس ترک کا تعلق بھی ان ممنوع مقامات کے ساتھ ہوگا (جیسے رفع الیدین عند الركوع والسجود وغیرہ) اور جس مقام میں رفع الیدین چھوڑنے کا ذکر کسی حدیث میں صراحتاً نہیں آیا (جسے قنوت و عیدین) تو اس لا ترفع الیدین کی حدیث میں منع و ترک کا تعلق اُس کے ساتھ نہیں ہوگا یہی وجہ ہے کہ اس حدیث میں نماز کے بارے عند افتتاح الصلوۃ کی قید لگائی گئی ہے اگر رفع الیدین نماز میں عند الركوع وغیرہ بھی ہوتا تو پھر عبارت اس طرح ہوتی لا ترفع الیدین الا فی سبع مواطن فی مواضع الصلوۃ الخ۔ امام ابن وقیف العیثی اپنی کتاب الامام میں وتر وغیرہ میں رفع الیدین کے متواتر اخبار سے ثبوت کا دعویٰ کرتے چنانچہ وہ فرماتے ہیں :-

وقد تواترت الاخبار بالرفع ان مقامات کے علاوہ بھی متواتر اخبار سے

فی غیرہا کثیراً منها الاستسقاء
ودعاء النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ورفعہ علیہ السلام
یدیدہ فی الدعاء فی الصلوات وعرہ
بہ ورفع الیدین فی القنوت فی
صلوة الصبح والوتر

(بحوالہ نصاب الرئیہ ج ۱ ص ۲۹۱)

اس سے معلوم ہوا کہ وتر میں قنوت کے وقت ہاتھ اٹھانے کا ثبوت بقول امام
ابن دقیق العید متواتر احادیث و اخبار سے ہے علاوہ انہیں حضرت ابن عباس رضی
حدیث (جس میں لا ترفع الیدین الحدیث وارد ہے) کا مطلب یہ ہے کہ ان مقامات
میں ہاتھ اٹھانا سنت مؤکدہ ہے بخلاف دیگر مقامات کے کہ ان میں رفع یدین مستحب ہے۔
چنانچہ البحر الرائق میں ہے۔

ان المراد لا یرفع یدیدہ علی
وجہ السنۃ المؤکدۃ الا فی ہذہ
المواضع ویس مرادہ النفی مطلقاً
لان رفع الیدین وقت الدعاء
(والقنوت وغیرہما) مستحب
کما علیہ المسلمون فی سائر البلاد
وهكذا ذکرہ العینی فی شرح الہدایۃ
آہ (نبیل المجمود ج ۲ ص ۲۸۰ و علاء السنن ج ۲ ص ۲۸۰)

یعنی مراد یہ ہے کہ سنت مؤکدہ سمجھ کر ہاتھ اپنی
مقامات میں اٹھائے جائیں اور اس سے مطلقاً
رفع یدین کی نفی مراد نہیں ہے۔ کیونکہ دعا کے
وقت (اور اسی طرح قنوت وغیرہ میں)
ہاتھ اٹھانا مستحب ہے جیسا کہ تمام ممالک
میں اس پر مسلمانوں کا عمل ہے علامہ عینی رحمہ
نے شرح بہایہ میں ایسا ہی ذکر کیا ہے۔

الغرض قنوت وغیرہ میں رفع یدین تعامل اور توارث سے بھی ثابت ہے
لہذا اصول حدیث کے اس قاعدہ کے مطابق عدد زائد کی نفی نہیں کرتا قنوت وغیرہ

ہیں ہاتھ اٹھانا حدیث سبع مواطن کے خلاف نہیں اگر رکوع کو جاتے ہوئے اور اس طرح رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور بین السجدتین وغیرہ متنازع فیہا مقامات میں نہی کی صریح اور صحیح حدیثیں موجود نہ ہوتیں تو بلاشبہ ان میں بھی رفع یدین کیا جاسکتا تھا اور یہ بھی مستحب ہوتا۔ مگر ان مقامات میں نہی کی صحیح اور صریح روایات آپ باحوالہ پڑھ چکے ہیں اس لیے ان مقامات پر رفع یدین کرنا بہر حال نہی کی زد میں ہے۔

الفاظ کے بیچوں میں اُچھتے نہیں دانا غواص کو مطلب ہے حدیث کے گہر سے؟

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا تفسیر عباسی ص ۲۶۷ پ ۱۸ قرآن مجید کی آیت

ایک تفسیری فتویٰ بھی ملاحظہ ہو الذین هم في صلواتهم خاشعون کی تفسیر یوں فرماتے ہیں۔

مخبتون متواضعون لا يلنفتون عاجزی و انکساری کرنے والے جو دابیں اور

يعني ولا شمالك ولا يرفعون بائیں نہیں دیکھتے اور نہ وہ نماز میں رفع یدین

ایديهم في الصلوة کرتے ہیں۔

قارئین کرام حضرت ابن عباسؓ کا یہ فتویٰ ان کی مرفوع روایت کے عین موافق ہے جس میں رفع الیدین سے منع کیا گیا ہے۔

دلیل ۷: موطا محمد ص ۹ میں ہے

اخبرنا مالك اخبرني نعيم المجر امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے امام مالکؒ نے

والجعفر القاري ان ابا هريرةؓ حدیث بیان فرمائی اور امام مالکؒ فرماتے ہیں

كان يصلي بهم فكبر كلنا خفض کہ ہمیں نعيم المجرؓ اور ابو جعفر القاریؓ نے خبر دی ہے

ورفع قال ابو جعفر القاري وكان کہ حضرت ابو ہریرہؓ ان کو نماز پڑھاتے تھے پس ہر

يرفع يديه حين يكبر ويفتح اور غلج میں تکبیر کہتے تھے ابو جعفر قاریؓ فرماتے

الصلاة۔ میں لیکن رفع الیدین اس وقت کرتے جب پہلی

تکبیر کہتے ہوئے نماز شروع کرتے۔

قارئین کرام! اس روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ کے دو شاگرد ہیں اور دونوں حضرت ابو ہریرہؓ کی نماز دیکھ کر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ ہر اونچ اور نیچ میں تکبیر کہتے تھے اور چونکہ رفع الیدین اول تکبیر کے ساتھ ہوتا ہے اس لیے ان میں ایک راوی حضرت ابو جعفر قاریؒ فرماتے ہیں کہ رفع الیدین تکبیر کی طرح ہر اونچ اور نیچ میں نہیں ہوتا بلکہ عند الافتتاح ہی ہوتا تھا۔ یہ روایت بھی ترک رفع الیدین میں صریح ہے اور یہ روایت بھی امام مالکؒ کے طریق سے ہے اور موقوف ہے لیکن مولانا عبدالحیٰ التعلیق المحمد میں علامہ ابن عبد البرؒ مالکی کی کتاب استذکار کے حوالہ سے اور علامہ عینیؒ مبانئ الاخبار میں علامہ ابن عبد البرؒ کی کتاب تمہید شرح مؤطا کے حوالہ سے یہ روایت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ وقف کا شبہ ہی زائل ہو جاتا ہے اور روایت مرفوع ہو جاتی ہے چنانچہ روایت یہ ہے

ان ابا هريرة كان يرفع يديه
اذا افتتح الصلوة ويكبر في كل
خفض ورفع ويقول اني اشبهكم
بصلوة رسول الله صلى الله عليه
وسلم آم

بے شک حضرت ابو ہریرہؓ رفع الیدین اس وقت کرتے جب نماز شروع کرتے اور ہر اونچ نیچ میں تکبیر کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری نماز بہ نسبت تمہاری نماز کے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے زیادہ مشابہ ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ اب روایت مرفوع ہو گئی ہے اور ترک رفع الیدین کا ثبوت بھی ہو گیا ہے (فائدہ) امام مالکؒ سے مؤلف کبریٰ کے حوالہ سے روایت اور خلائیات یہ بھی کے حوالے سے روایت اور یہ روایت ان سب میں جزاء مقدم ہے یعنی کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوة ان روایات کا باہمی اتفاق امام حاکمؒ اور حافظ ابن حجرؒ کی جرح کی تغلیط کرتا ہے۔ جو اسنوں نے خلائیات یہ بھی کی حدیث پر کی تھی۔

حافظ عبد اللہ صاحب غیر مقلد رفع یدین اور آمین کے ص ۸۳ میں لکھتے ہیں کہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں صراحت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے اخیر میں فرمایا کہ میں نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ ہوں اس سے صاف واضح ہے کہ نعیم المجر نے جو کچھ بیان کیا ہے ابو ہریرہؓ کی اسی نماز کو دیکھ کر بیان کیا ہے بلغظہ فارین کر آم ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ کی نماز میں تکبیر تو ہر اونچ اور نیچ میں ہوتی تھی مگر رفع الیدین صرف عند الافتتاح ہوتا تھا۔ اب غیر مقلدین حضرات کی مرضی کہ وہ اپنی نمازوں میں ترک رفع الیدین کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ بنائیں یا مخالفت؟

ومن مذهبہ حب النبی وفعلہ والناس فیما یحشفون مذاہبہ
 دلیل ۸ :- ابو داؤد ص ۱۱ ترمذی ص ۲۳ مسند احمد ص ۲۵ و ص ۵۰ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل فی الصلوۃ رفع یدیه مداً
 جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو خوب ہاتھ اٹھا کر رفع یدین کرتے ۔

امام ابو داؤد نے اس حدیث کو ترک رفع یدین کے باب میں ذکر کیا ہے اگر رفع الیدین اس کے بعد رکوع وغیرہ کے وقت بھی ہوتا تو اسے بھی ضرور بیان کیا جاتا مگر اس کا بیان نہیں ہوا اور اس سے پہلی حدیث سے یہ صاف ثابت ہوا ہے کہ تکبیر تو ہر اونچ اور نیچ میں ہوتی تھی مگر رفع الیدین صرف عند الافتتاح ہی ہوتا تھا۔ قاضی شوکانیؒ غیر مقلد نیل الاوطار ص ۶۵ میں لکھتے ہیں ۔ لا مطعن فی اسنادہ کہ اس حدیث کی سند میں کسی قسم کا طعن نہیں ہے ۔

دلیل ۹ :- مسند احمد ص ۲۳ و مجمع الزوائد ص ۱۳ میں ایک طویل حدیث آتی ہے ۔

عبد الرحمن بن غنم ان ابامالک
 حضرت عبد الرحمن بن غنمؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابومالک اشعریؓ نے اپنی قوم کو جمع کر کے فرمایا

الاشعريين اجتمعوا واجمعوا نساكم
وابنائكم اعلمكم صلوة النبي
صلى الله عليه وسلم صلى لنا
بالمدينة (الى) فصف الرجال في
ادنى الصف وصف الولدان
خلقهم وصف النساء خلف
الولدان ثم اقام الصلوة فتقدم
فرجع يديه فكبر فقرا بغائنة
الكتاب وسورة يترهما ثم
كبر فركع فقال سبحان الله وبحمده
ثلاث مرات ثم قال سمع الله
لمن حمده واستوى قائما ثم
كبر وخرساجدا ثم كبر فرفع
رأسه ثم كبر فوجد ثم كبر
فانهض قائما فكان تكبيرا في
اول ركعة ست تكبيرات وكبر
حين قام الركعة الثانية فلما
قضى صلوته اقبل الى قدمه
بوجهه فقال احفظوا تكبيرى و
تعلموا ركوعى وسجودى فانهما صلوة
رسول الله صلى الله عليه وسلم التى
كان يصلى لنا كذا الساعة من النهار

(المحدث)

لئے اشعری قوم جمع ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور
پٹنے بچوں کو بھی جمع کر دنا کہ تمہیں میں جناب
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کی تعلیم
دوں جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
جہیں مدینہ منورہ میں پڑھایا کرتے تھے (الذی)
پس مردوں نے صف باندھی نزدیک ترین صف میں اور
اور بچوں نے صف باندھی انکے پیچھے اور عورتوں نے صف باندھی بچوں
کے پیچھے پھر کسی نے نماز کیلئے اذان کی پس آپ نماز پڑھنے
کیلئے آگے ہو گئے پھر رفع یدیں کیا اور تکبیر کی پھر فاتحہ الکرآن
اور اس کے بعد سورۃ دونوں خاموشی سے
پڑھا پھر تکبیر کی اور رکوع کیا اور سبحان اللہ
وبحمدہ تین بار کہا پھر سمع اللہ لمن حمده کہہ کر
سیدھے کھڑے ہو گئے پھر تکبیر کہہ کر سجدہ
میں گرے پھر تکبیر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھایا
پھر تکبیر کہہ کر پھر سجدہ کیا۔ پھر تکبیر کہہ کر کھڑے
ہو گئے پس آپ کی تکبیریں پہلی رکعت میں
چھ ہو گئیں جب دوسری رکعت کے لیے
کھڑے ہوئے تو تکبیر کی پس جس وقت نماز
پڑھائی تو قوم کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ میری
تکبیروں کو یاد کرو اور میرے رکوع و سجدہ کو سیکھ لو
کیونکہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
وہ نماز ہے جس میں دن کے اس حصہ میں پڑھایا جکتے تھے

قاری بن کرام اس حدیث میں تجسیر تو ہر منہج اور منہج میں تھی مگر ساری نماز میں رفع الیدین صرف پہلی تجسیر کے ساتھ تھا اور حضرت ابو مالک اشعریؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدینہ والی نماز یہی ہے اب غیر مقلدین حضرات کی مرضی کہ وہ آنحضرتؐ کی مدینہ منورہ والی نماز کو مطابق عمل کریں یا مخالف؟ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمیں یا رب دکھائے تو مدینہ کیسی رہتی ہے جہاں دن رات اے مولیٰ تیری محبت برسی ہے۔
دلیل ذرا۔ صحیح مسلم ص ۱۸۱ و سنن نسائی ص ۱۶۶ و سنن ابوداؤد ص ۱۴۳ و نصب الرایہ ص ۲۹۳ میں روایت ہے واللفظ لمسلم۔

عن تميم بن طرفة عن جابر
بن مسرة قال خرج علينا رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال
مالي اداكم رافعي ايديكم كانها
اذا ناب خيل شمس اسكنوني
الصلوة

الحديث تميم بن طرفة فرماتے ہیں کہ حضرت
جابر بن مسرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر سے نکل کر ہمارے پاس
تشریف لے آئے اور فرمایا کہ مجھے کیا ہو رہا ہے
کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھ رہا ہوں جیسے
ست گھنٹوں کی دُھیں اٹھی ہوئی ہوتی ہیں نماز میں کھڑے

حضرت ملا علی قاری (جن کو نواب صدیقی حسن خان غیر مقلد الشیخ اور العلامہ
کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں نزل الابرار ص ۱۴۵) شرح نقایہ ص ۸۶ میں لکھتے ہیں ۔
رواہ مسلم و یفید النسج کہ اس روایت کو امام مسلم نے روایت کیا ہے اور
یہ نسخ رفع الیدین میں مفید ہے ۔

قاری بن کرام اس روایت میں صراحت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم رفع الیدین کرنے والوں پر ناراض ہوئے اور انہیں سکون کا حکم دیا معلوم
ہوا کہ رفع الیدین سکون کے خلاف ہے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث گزر
چکی ہے جس میں آپؐ رفع یدین کرنے سے منع فرمایا ہے اور حضرت ابن عباسؓ کی
اپنی تفسیر کے مطابق رفع الیدین خشوع نماز کے مخالفت ہے ۔

اعترض :- امام بخاریؒ اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اشارہ عند السلام کے متعلق ہے نہ رفع الیدین کے متعلق اگر کوئی آدمی اس حدیث سے رفع الیدین کا منع کرنا سمجھے تو اس کا علم میں کوئی حصہ نہیں اور حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی غیر مقلد فرماتے ہیں کہ احناف حضرات قنوت اور عیدین میں بھی رفع یدین چھوڑ دیں تاکہ اسکنوا فی الصلوٰۃ پر عمل ہو سکے۔

الجواب هو الموفق للصواب | حضرت جابر بن سمرہؓ سے کئی روایات مرویہ ہیں الگ الگ مسائل کے متعلق

اور ان سے روایت کرنے والے راوی بھی مختلف ہیں سلام کے وقت ہاتھ اٹھانے اور اشارہ سے منع کرنے والی روایت کے راوی اس طرح ہیں۔ مسعر عن عبید اللہ بن القبطیۃ عن جابر بن سمرہؓ۔ لیکن دوسری روایات کے یہ راوی نہیں بلکہ وہ اور ہیں مثلاً دیکھیے (۱) مسیب بن رافع عن تیمم بن طرفۃ عن جابر بن سمرہؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه خرج علی اصحابہ فقال مالی اراکم عزیزین وہم قعود (مسند احمد ص ۹۳) اور ایک روایت میں ہے ونحن حلق متفردون (مسند احمد ص ۱۰۱) اور ایک روایت میں ہے۔ وہم حلق فقال مالی اراکم عزیزین (مسند احمد ص ۱۰۱) یعنی اس وقت حضرات صحابہ کرامؓ گروہ درگروہ بن کر بیٹھے تھے اور نماز میں مشغول نہ تھے۔

(۲) مسیب بن رافع عن تیمم بن طرفۃ عن جابر بن سمرہؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه خرج علی اصحابہ فقال مالی اراکم عزیزین وہم قعود (مسند احمد ص ۹۳) اور ایک روایت میں ہے۔ وہم حلق فقال مالی اراکم عزیزین (مسند احمد ص ۱۰۱) اور ایک روایت میں ہے۔ وہم حلق فقال مالی اراکم عزیزین (مسند احمد ص ۱۰۱) یعنی اس وقت حضرات صحابہ کرامؓ گروہ درگروہ بن کر بیٹھے تھے اور نماز میں مشغول نہ تھے۔

جناب حضرت مسیب بن رافعؓ تیمم بن طرفہؓ سے اور وہ حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ لوگ باز نہیں آتے جو نماز میں اپنی نگاہیں گمان کی طرف اٹھاتے ہیں یا انکی آنکھیں واپس نہ آتیں گی۔

(۳) مسیب بن رافع عن تیمم بن طرفۃ عن جابر بن سمرہؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه خرج علی اصحابہ فقال مالی اراکم عزیزین وہم قعود (مسند احمد ص ۹۳) اور ایک روایت میں ہے۔ وہم حلق فقال مالی اراکم عزیزین (مسند احمد ص ۱۰۱) اور ایک روایت میں ہے۔ وہم حلق فقال مالی اراکم عزیزین (مسند احمد ص ۱۰۱) یعنی اس وقت حضرات صحابہ کرامؓ گروہ درگروہ بن کر بیٹھے تھے اور نماز میں مشغول نہ تھے۔

(۳) مسیب بن رافع عن تمیم بن
طرفہ عن جابر بن سمرة عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم خرج علینا
فقال ألا تصفون كما تصف الملائكة
عند ربها الحديث

(منہ احمد ص ۱۰۶ و ص ۱۰۷)

(۴) مسیب بن رافع عن تمیم بن
طرفہ عن جابر بن سمرة عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه
دخل المسجد فابصر قوما قد
رفعوا ايديهم فقال قد دفعوها
عانها اذا تاب الخيل الشمس اسكنا
في الصلوة

(منہ احمد ص ۱۰۶ و ص ۱۰۷)

قارئین کرام رفع الیدین سے منع کی حدیث کے راوی حضرت جابر بن عبد اللہ کے شاگرد تمیم
بن طرفہ ہیں اور پھر ان کے شاگرد مسیب بن رافع ہیں اور سلام کے وقت ہاتھوں سے
اشارہ کی منع کی حدیث کے راوی حضرت جابر بن عبد اللہ بن القبطیہ اور پھر ان کے
شاگرد مسعر ہیں کتنا فرق ہے ۔

بہن تفاوت راہ است از کجا تا کجا

یہ دو حدیثیں ایک کیسے ہو گئیں یہ تو سنہ کافرق ہے اب متن حدیث کافرق
دیکھئے (۱) رفع الیدین سے منع کی حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں ۔ خرج علینا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم یا اِنَّه دخل المسجد فی بصر قوماً جس کا مطلب یہ ہے کہ
 حضرات صحابہ کرام جماعت کے بغیر اپنی نماز سنن یا نوافل ادا کر رہے تھے اور اشارہ
 سے منع کی حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں صلینا وراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم (مسند احمد ص ۱۰۶) کثراً اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 (مسند احمد ص ۱۰۶) جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام بناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے پیچھے نماز باجماعت ادا کر رہے تھے۔ (۲) رفع یدین سے منع کی حدیث میں
 رافعی ایدیکم یا قد رفعوا ایدیہم کے الفاظ ہیں جو رفع الیدین میں واضح
 ہیں اور اشارہ سے منع کی حدیث میں تشیرون بایدیکم یا تؤمون بایدیکم۔
 یا یرمون بایدیدہم کے الفاظ ہیں جو اشارہ میں واضح ہیں (۳) رفع یدین سے منع
 کی حدیث میں سلام کا کوئی ذکر نہیں ہے اور اشارہ سے منع کی حدیث میں سلام کا
 ذکر اور پھر اس کا طریقہ مذکور ہے۔ (۴) رفع یدین سے منع کی حدیث میں اسکنوا
 فی الصلوۃ کے الفاظ ہیں اور اشارہ سے منع کی حدیث میں یہ الفاظ نادرہ ان
 دلائل سے معلوم ہوا کہ مذکور حدیثوں کو ایک بنا کر اشارہ کے منع پر چسپاں کرنا تحقیقت
 کے بالکل خلاف ہے۔ یہ حضرت امام بخاریؒ اور حافظ ابن حجرؒ وغیرہ کی محض سینہ
 زوری تھی جو کہ دلائل سے غلط ثابت ہوئی۔ باقی رہا جناب حافظ عبد اللہ صاحب
 رد پرمی غیر مقلد کا اعتراض کہ پھر قنوت و عیدین میں بھی رفع الیدین نہ کیا جائے تو اس
 کا جواب یہ ہے کہ قنوت و عیدین میں رفع الیدین نہ کرنے کی کوئی صریح روایت
 موجود نہیں بخلاف رکوع سجود وغیرہ کے کہ ان مقامات میں رفع الیدین نہ کرنے کی
 صریح روایات موجود ہیں کما مرّ فلہذا آپ ان حدیثوں کی زد سے نہ بچ سکیں گے۔
 حق بات جانتے ہیں مگر ماننے نہیں خدا ہے جناب شیخ تقدس مآب میں
 دلیل را:۔ نصب الرایہ ص ۱۰۶ میں خلافت بیعتی کے حوالہ سے یہ حدیث نقل

اخبرنا ابو عبد الله الحافظ عن ابی
 العباس محمد بن یعقوب عن
 محمد بن اسمعق عن الحسن بن
 الربیع عن حفص بن غیاث عن
 محمد بن ابی یحیی عن عباد بن
 الذبیر ان رسول الله صلی الله علیه
 وسلم کان اذا افتتح الصلوة
 رفع یدیه فی اقل الصلوة ثم
 یدفعهما فی شئی حتی ینفخ
 آھ

حافظ ابن حجر درایہ میں فرماتے ہیں اس کی سند دیکھی جائے۔ علامہ سید محمد النور شاہ
 صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے حافظ صاحب کے حکم کی تعمیل کی ہے اور اس کی سند
 دیکھی ہے جو صحیح ہے مولانا عبد الرحمن صاحب مبارکپوریؒ غیر مقلد اسی قسم کی ایک سند
 کے بارے فرماتے ہیں رواتہ ثقات تحفۃ الاحوذی ص ۲۲۳ و ص ۲۲۵ اور علامہ جلال الدین
 السیوطی الشافعی فض الوعاء (جو سبل السلام کے آخر میں ملحق ہے) عبا میں اسی قسم کی
 سند کے بارے فرماتے ہیں رجالہ ثقات۔ اس حدیث کے رِوَاۃ کی تفصیل سے توثیق ملاحظہ
 ہو۔ پہلے راوی امام بیہقیؒ ہیں دوسرے امام حاکمؒ ہیں تیسرے ابوالعباس محمد بن یعقوبؒ
 جیسے متعلق علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ص ۳۶ میں لکھتے ہیں الامام الثقتہ محدث المشرق چوتھے
 راوی محمد بن اسمعقؒ ہیں اور یہ محمد بن اسمعق الصغانی ہے کافی بیہقی ص ۵۸ جو کہ ثقہ ہیں تقریب
 ص ۴۳ ہے اور پانچویں راوی حسن بن الزبیعؒ ہیں حافظ ابن حجرؒ تقریب ص ۵۸ میں
 فرماتے ہیں ابی بلی ثقہ چھٹے راوی حفص بن غیاثؒ ہیں جوزہ دست ثقہ ہیں اور صحیح بخاری
 کے رجال میں سے ہیں دیکھیے تہذیب التہذیب ص ۱۶۱ و ص ۱۶۲ اور ساتویں راوی

محمد بن ابی یحییٰ ہیں محمد بن ابی یحییٰ سمعان الاسلمی المدنی نقیۃ صدوق میرزاں الاعتدال ص ۱۴۸
 و تقریب ص ۲۶۹ علامہ ہشیمی فرماتے ہیں اسی قسم کی سند کے بارے کہ رجالہ ثقہ است مجمع الزوائد
 ص ۱۶۹۔ اور وہ حضرت عباد کے شاگرد ہیں جنہیں حضرت عباد نے رفع الیدین سے
 منع کیا تھا۔ اٹھویں راوی خود حضرت عباد ہیں جو حضرت عبداللہ بن زبیر کے لڑکے
 ہیں اور تابعی ہیں اور حضرت عائشہؓ کے شاگرد ہیں اور ان سے انہوں نے کافی روایات
 لی ہیں مثلاً دیکھیے صحیح بخاری ص ۲۵۹ و ص ۶۳۹ و ص ۸۴۶ و ص ۱۰۰۶ و سلم ص ۲۵۵ و سنن ابوداؤد
 ص ۲۲۵ و ص ۲۲۶ و ص ۳۵۲ و سنن ۵۸۱ و سنن ترمذی ص ۱۸۵ و طحاوی ص ۱۰۵ و مصنف
 ابن ابی شیبہ ص ۲۰۲ و مسند احمد ص ۱۸۵ وغیرہ۔
 آخر ارض حضرت عباد تابعی ہیں اور یہ روایت مُرْسَل ہے اور عند البعض مُرْسَل
 حجت نہیں ہے۔

جواب: علامہ نوویؒ شرح مسلم کے مقدمہ ص ۱ میں لکھتے ہیں

ومذهب مالك وأبي حنيفة
 واحمد واكثر الفقهاء انه
 يحتج به ومذهب الشافعي انه
 اذا انضم الى امرسل ما يعصده
 احسب به آه بلفظ
 امام مالك امام ابو حنيفة امام احمد اور اکثر
 فقہاء مرسل حدیث کے ساتھ احتجاج کرتے
 ہیں امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر مرسل حدیث
 کی کسی اور حدیث سے تائید ہو جائے تو پھر
 قابل احتجاج ہے۔

اور علامہ زبیریؒ فرماتے ہیں۔

والمرسل اذا وجد له ما يوافقه
 فهو حجة بالاتفاق (نصبہ ص ۲۵۳)
 مرسل حدیث کے اگر موافق کوئی روایت پائی
 جائے تو پھر وہ بالاتفاق حجت ہے۔

قاضی شوکانیؒ غیر مقلد خیل الاوطار ص ۴۲ میں حافظ ابن حجرؒ سے نقل کرتے
 ہیں کہ مرسل حدیث جس کی سند صحیح ہو جب اس ضمنوں کی حدیثوں سے مل جائے
 تو ان حدیثوں میں مزید قوت آجاتی ہے۔

قارئین کرام اس مرسل حدیث کے موافق ایک روایت کے بجائے کئی روایات ہیں جیسے کہ آپ حضرات کو معلوم ہیں تو اس کے حجت ہونے میں کسی کا بھی کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا سب کے ہاں حجت ہے (فائدہ) حضرت عباد کا بہت سے صحابہ کرام سے سماع ہے اور حضرت عائشہؓ سے تو کافی روایات بیان کی ہیں جیسا کہ گذرا انہوں نے کسی صحابیؓ کا نام لیے بغیر کہہ دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین نہیں کرتے تھے اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے بے شمار صحابہؓ سے ترک رفع الیدین کی روایتیں معلوم کیں تو اب وہ کس کس صحابی کا نام لیتے اس لیے انہوں نے کسی کا نام لیے بغیر کہہ دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں رفع الیدین نہ کرتے تھے اور ان کا ترک رفع الیدین کا فتویٰ باب اول میں گزر چکا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کان قاضی مکة زمن ابيه وخليفته اذا حج ثلثة من الثالثة تقریب التذنیب۔

دلیل ۱۲، سنن نسائی ص ۱۵۸ طبع رحیمہ دیوبند میں ہے۔ باب ترک ذالک یعنی رفع الیدین چھوڑنے کا باب پھر اس کے تحت فرماتے ہیں۔

اخیرنا مسوید بن نصر حد ثنا	امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ میں مسوید بن نصرؒ نے
عبد اللہ بن المبارک عن سفیان	خبر دی اور انہوں نے فرمایا کہ ہم سے عبد اللہ بن
عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن	المبارکؒ نے حدیث بیان فرمائی وہ سفیان ثوریؒ
بن الہ سود عن علقمة عن عبد اللہ	سے اور وہ عاصم بن کلیب سے اور وہ عبد الرحمن
قال الا اخرجکم بصلوة رسول	بن اسودؒ سے اور وہ علقمہؒ سے اور وہ حضرت
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال	عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت
فقام فرفع یدیه اول مرة ثم	عبد اللہؒ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں جناب رسول اللہ
لم يعد۔	صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی خبر نہ دوں تو حضرت
	عبد اللہؒ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے پس رفع یدین کیا اور

دفعہ پھر اس کا اعادہ نہ کیا۔

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ امام نسائی عینی سچائی شخصیت ہیں اور ان کے استاد سید بن نصر کے متعلق محدث عید العظیم منذری الترغیب والترہیب ص ۲۲۸ میں اور حافظ ابن حجر تہذیب ص ۲۱۷ طبع دہلی میں فرماتے ہیں ثقہ حضرت عبد اللہ بن المبارک بالاتفاق ثقہ ہیں مولانا عبد الرحمن صاحب مبارک پوری غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص ۱۲۸ ج ۲ طبع دہلی میں ان کے متعلق یوں تحریر فرماتے ہیں۔ عبد اللہ بن المبارک المسوزی احد الثمّة الاعلام وشيوخ الاسلام قال ابن عیینة ابن المبارک عالم المشرق والمغرب وما بينهما وقال شعبة ما قدم علينا مثله ثقہ ثبت فقیہ عالم جواد جمعت فیہ خصال الخیرات سنۃ ۱۸۱
احدی وثمانین ومائة اھ بلفظ باقی رواۃ کی توثیق اس حدیث کے بعد والی حدیث میں بیان ہوگی اور یہ حدیث صحیح ہے جو ترک رفع الیدین میں صریح ہے علامہ محمد امجدی مدنی اپنے رسالہ کشف الرین عن مسئلۃ رفع الیدین میں فرماتے ہیں ان اسناد انسانی علی شرط الشیخین بخوارہا شطاری ص ۱۱۱ و ہامش نووی ص ۱۶۸ اور آثار السنن نبوی ص ۱۳۳ و نیل الفرقین ص ۶۴ و فتح الملہم شرح المسلم ص ۱۳۱ میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اعراضاً۔ ۱۔ نصب الرایہ ص ۱۱۱ میں (نفیاً عن جزم رفع الیدین للبخاری) ہے کہ امام ابو حنیفہ نے عبد اللہ بن مبارک کو رفع الیدین کرتے دیکھا تو کہا کہ کیا اڑنے لگا تھا عبد اللہ بن مبارک نے جواب دیا جب پہلی دفعہ (نیت باندھنے کے وقت) نہیں اڑا تو پھر کیا اڑنا تھا اس سے بھی معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن مبارک کے نزدیک عبد اللہ مسعود (واصحیح عبد اللہ بن مسعود) کی کوئی حدیث بالکل صحیح نہیں۔ رفع یدین اور آمین ص ۱۱۱ مؤلفہ جناب حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی غیر مقلد۔

جواب :- روپڑی صاحب کی تسلی شاید کسی اور جواب سے نہ ہو سکے بہتر یہی ہے کہ ان کو اپنے ہی قلم کا لکھا ہوا جواب پیش کر دیا جائے چنانچہ حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی رفع یدین اور آمین کے ص ۱۱۱ میں لکھتے ہیں حالانکہ معمولی فہم کا انسان بھی اس بات

بخوبی سمجھتا ہے کہ بعض دفعہ انسان کا ایک مذہب ہوتا ہے اور حدیث بعد میں پہنچتی ہے اس کے بعد اس کا مذہب وہی سمجھا جائے گا جو حدیث میں ہے خواہ نقل کرنے والے کچھ نقل کریں آہ بلغظہ۔

قارئین کرام: حضرت عبداللہ بن مبارکؓ اس حدیث ترک رفع الیدین کے رد میں ہیں ان کا مذہب بھی ترک رفع الیدین ہے۔ بقول حافظ روپڑی اب اگر کوئی حضرت عبداللہؓ سے خلافت نقل کرے تو اس نقل کا کوئی اعتبار نہیں خواہ نقل کرنے والے کچھ ہی نقل کرتے رہیں گرچہ روپڑی صاحب ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کا مذہب حدیث والا سمجھا جائے گا جو انہوں نے روایت کی ہے۔

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہ دیسی سنے

باقی امام بخاریؒ نے یہ مکالمہ بلا سند نقل کیا ہے جو کہ قابل اعتبار نہیں یہ تو جزو رفع الیدین میں انہوں نے بلا سند نقل کیا ہے اگر صحیح بخاری میں بھی وہ بلا سند نقل کرتے تو پھر بھی کچھ قابل اعتبار نہ تھا چنانچہ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی رفع یدین اور آئین کے ص ۱۲۴ میں لکھتے ہیں اور کبھی تعلیقات کے متعلق ایسی صحت و ضعف کی بحث ہوتی ہے اس لیے یہ مکالمہ کئی وجوہ سے مخدوش ہے اولاً اس مکالمہ کے ذکر کرنے کے بعد روپڑی صاحب رفع الیدین اور آئین کے ص ۱۱۳ میں لکھتے ہیں امام وکیعؒ فرماتے ہیں خدا عبداللہ بن مبارک پر رحم کرے بڑے حاضر جواب تھے۔ آہ۔ حالانکہ امام وکیعؒ ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے (جزو رفع الیدین امام بخاریؒ ص ۲۲ طبع لاہور) وہ کیسے ابن المبارکؓ کو غلط بات کی داد دیتے اور پھر حیرانگی کی بات یہ ہے کہ یہ دونوں متضاد باتیں جزو رفع الیدین میں موجود ہیں و ثانیاً اس کی کوئی سند بیان نہیں کی گئی اور امام بخاریؒ نے جو صحیح بخاری میں تعلیقات ذکر کی ہیں بقول روپڑی صاحب ان کی صحت ضروری نہیں مثلاً صحیح بخاری ص ۲۴۴ ج ۱ میں ہے قال ابراہیم لاباس ان تقدم الآیة کہ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کہا ہے کہ جنبی انسان پوری آیت قرآن مجید کی پڑھ سکتا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں

(مختصر) اور صحیح بخاری کے اسی صفحہ پر ہے ولسیر ابن عباس بالقراءة للجنب
 بائساً کہ حضرت ابن عباسؓ بھی جنبی انسان کے لیے تلاوت قرآن مجید کو جائز سمجھتے ہیں۔
 امام بخاریؒ کا مذہب یہ ہے کہ جنبی انسان تلاوت قرآن مجید کر سکتا ہے لیکن امام
 بخاریؒ کے پاس دلیل کوئی نہیں ہے حضرت ابراہیم نخعیؒ کی بات کو اپنی دلیل پیش
 کرتے ہیں وحیرت ہے کہ ترک رفع الیدین بھی حضرت ابراہیم نخعیؒ کا مذہب ہے اور
 اور صحیح سند سے ان سے ثابت ہے لیکن امام بخاریؒ ان کے اس مذہب کی مخالفت
 کرتے ہیں حالانکہ حضرت ابراہیم نخعیؒ کا یہ مذہب نہیں جو امام بخاریؒ نے ان سے بلا سند
 نقل کیا ہے امام بخاریؒ کے استاد حافظ ابو بکر بن ابی شیبہؒ نے ان سے بائس صحیح مذہب
 مصنف ص ۶۶ میں اس طرح نقل کیا ہے۔

وکیف عن سفیان عن معمر عن حضرت ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی پوری
 ابراہیم قال تقدم ما دون الآية آیت نہیں پڑھی جاسکتی البتہ آیت سے کم پڑھی
 ولا تقدم آية تامة۔ جاسکتی ہے۔

اس طرح حضرت ابن عباسؓ سے بھی امام بخاریؒ نے جو مذہب نقل کیا ہے بلا سند
 ہے جو کہ صحیح نہیں ہے حافظ عبد اللہ صاحب رد پڑی غیر مقلد رفع یدین اور آمین کے من ۱۲
 میں لکھتے ہیں جیسے بخاری میں تعلیقات ہیں اور ان کی صحت ضروری نہیں۔ آہ
 البتہ من ہیثمی میں یہ مکالمہ بائس مذکور ہے لیکن علامہ ماردینیؒ الجوہر النقی ص ۱۲
 میں لکھتے ہیں کہ اس سند میں ایک جماعت ہے جو مجہول ہے جن کی توشیح کا کوئی پستہ
 نہیں و ثانیاً حضرت ابن المبارکؒ مروزی ہیں اور آپ کو فہم میں ردائش پذیر ہو اور باب
 اول میں اہل کوفہ و عراق کا ترک رفع یدین پر اجماع نقل کیا جا چکا ہے حضرت ابن المبارکؒ
 اجماع سے کیسے باہر ہیں و رابعاً حضرت ابو بکر بن عیاشؒ المتوفی ۱۹۳ھ کے حوالہ سے باب
 اول میں گندہ چکا ہے کہ تمام فقہاء کا ترک رفع الیدین پر اجماع ہے اور حضرت ابن المبارکؒ
 فقہیتہ میں جیسا کہ مبارک پوریؒ کے حوالہ سے اسی حدیث کے تحت گذرا اور پھر ابن المبارکؒ

الموتوفی ۸۱ھ میں اگر یہ رفع الیدین کرتے تو حضرت ابو بکر بن عیاش کو فی کو علم ہوتا کیونکہ ان کا زمانہ اور ممکن تقریباً ایک ہے وغاشاً جس طرح ابن المبارکؒ نے ابن مسعودؓ سے ترک رفع الیدین کی روایت بیان کی ہے اس طرح امام شعبیؒ سے ترک رفع الیدین کا عمل نقل کرنے والے بھی ابن المبارکؒ ہیں اور حافظ عبد اللہ صاحب رد طبری غیر مقلد کے حوالے سے یہ بات گزر چکی ہے کہ اس راوی کا مذہب وہی سمجھا جائے گا جو حدیث میں ہے خواہ نقل کرنے والے کچھ نقل کریں و سادسا۔ امام نوویؒ شرح مسلم ص ۱۶۸ میں اور علامہ ابن حزم طاہریؒ محلی ص ۱۴۴ میں فرماتے ہیں کہ ترک رفع الیدین کے قائل حضرت امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب ہیں آہ۔ اس میں بلا استثناء حضرت ابن المبارکؒ بھی شامل ہیں کیونکہ وہ بھی امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں و سابقاً حضرت ابن المبارکؒ فرماتے ہیں کہ جس مسئلہ پر حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت سفیان ثوریؒ متفق ہو جائیں میرا مسلک بھی وہی ہوتا ہے بحوالہ تبیض الصحیفہ ص ۱ للعدائۃ السیطی و تاریخ بغداد ص ۲۴۳ بحمد اللہ تعالیٰ یہ دونوں ہستیاں ترک رفع الیدین پر متفق ہیں اور ترک رفع الیدین کی یہ حدیث بھی حضرت ابن المبارکؒ نے حضرت سفیان ثوریؒ سے نقل کی ہے و نامنا حضرت ابن المبارکؒ فرماتے ہیں کہ اگر حدیث معروف و مشہور ہو اور وہاں راوی کی ضرورت پڑ جائے تو پھر راوی مالکؒ سفیان ثوریؒ و ابو حنیفہؒ کی طرف ہونی چاہیے مگر ابو حنیفہؒ کی رائے بہت اچھی ہوتی ہے۔

بحوالہ تاریخ بغداد ص ۲۴۳ بحمد اللہ تعالیٰ یہ تینوں حضرات ترک رفع الیدین پر متفق ہیں۔

اعتراف ص ۱۷۱ حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں لو یثبت حدیث ابن

مسعودان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یدفع ید یمینہ إلی فی اول مرة

جواب ما۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے ترک رفع الیدین کی کئی روایات بیان کی

گئی ہیں (۱) ایک تو یہی حدیث ہے جو زیر بحث ہے اور خود حضرت ابن المبارکؒ کے

طریق سے مروی ہے اس کے الفاظ یہ نہیں جو جرح میں مذکور ہیں بلکہ اس کے الفاظ

اس طرح ہیں الا أخبرک بصلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

فقام فرفع يديه اول مرة ثم لم يعد (۲) دوسری روایت ترمذی وغیرہ میں ہے جس کی سند میں حضرت ابن المبارکؒ نہیں ہے لیکن اس حدیث کے الفاظ بھی جرح سے نہیں ملتے اس کے الفاظ اس طرح ہیں ألا أصلي بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلتي فلم يرفع يديه إلا في أول مرة (۳) تیسری روایت طحاوی میں ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لا یعود اور حضرت ابن المبارکؒ کی جرح بھی اسی حدیث کے بارے ہے اور اس کا جواب دیا جائے گا (۴) چوتھی روایت دارقطنی بیہقی وغیرہ میں ہے عن ابن مسعود قال صلیت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم والی بکثر وعشر فلم یرفعوا یدیهم الا عند الافتتاح (۵) منہ اعظم کی روایت اس طرح ہے ۔
ان عبد الله بن مسعود كان يرفع يديه في اول التكبير ثم لا يعود الى شيء من ذلك ويأثر ذلك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

قارئین کرام ان روایات کے ملاحظہ کرنے کے بعد آپ نے معلوم کر لیا ہوگا کہ جرح کے الفاظ تیسری حدیث طحاوی والی کے الفاظ حدیث سے ملتے جلتے ہیں ان باقی روایات سے اس جرح کا کوئی تعلق نہیں اس تفصیل کے بعد بھی اگر کوئی آدمی اس حدیث پر ابن مبارکؒ کی جرح چپاں کرنے کی کوشش کرے تو اس کا زنا تعصب یا کم عقلی ہے۔

حضرت ابن المبارکؒ کی جرح کی اصل وجہ ملاحظہ ہو **حضرت ابن المبارکؒ ترک رفع الیدین**

کی جس روایت کے راوی ہیں اس میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز کا نقشہ لوگوں کو پڑھ کر دکھایا ہے۔ لیکن طحاوی والی روایت میں نہ نقشہ کا کوئی ذکر ہے اور نہ لوگوں کے ساتھ تکلم کا ذکر ہے بلکہ اس میں ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلی مرتبہ

کے سوا رفع الیدین نہ کرتے تھے چونکہ حضرت ابن المبارکؒ نے یہ روایت اس طرح نہ سنی تھی اس لیے انہوں نے اعتراض کر دیا کہ یہ حدیث ثابت نہیں مگر یہ ابن المبارکؒ کا خیال ہے کیونکہ جو صحابی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا عملاً نقشہ بیان کرتا ہے جس میں رفع الیدین نہیں اگر کسی موقع پر وہ قولاً یہ فرمائے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع الیدین نہ کرتے تھے تو اس میں اعتراض کی کون سی بات ہے؟ اور ان دونوں باتوں میں کیا تعارض ہے؟

جواب ۱۲: اگر بالفرض یہ جرح اسی حدیث کے بارے ہو جس کے ابن المبارکؒ خود راوی ہیں تو (معاذ اللہ تعالیٰ) پھر تو حضرت ابن المبارکؒ اس وعید کے تحت داخل ہوں گے من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعده من النار و حکما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حالانکہ نہ جرح اس حدیث پر ہے اور نہ ابن المبارکؒ اس وعید کے مستحق ہیں۔

جواب ۱۳: حضرت ابن المبارکؒ خود فرماتے ہیں کہ سند حدیث دین کا حصہ ہے اگر سند نہ ہوتی تو جس کا جو خیال ہوتا وہی کہ دینا (مقدمہ مسلم ص ۱۲ و سنن ترمذی ص ۲۳۶) حضرت ابن المبارکؒ کا یہ خیال درست نہیں کہ طحاوی والی روایت ثابت نہیں حالانکہ سند اس کی بھی اس حدیث کی طرح صحیح ہے جب سند صحیح ہے تو یہ اعتراض صحیح نہیں ہے۔

جواب ۱۴: علامہ ابن دقیق العید (المتوفی ۷۰۲) حرجن کو علامہ ذہبیؒ ان القاب سے یاد کرتے ہیں الامام الفقیہ المجمع المحدث الحافظ العلامة شیخ الاسلام تقی الدین ابوالفتح محمد بن علی بن وہب (الی) المالکی الشافعی تذکرۃ الخفایہ ص ۲۶۲) اس جرح کا جواب یوں دیتے ہیں بان عدم ثبوت الخبر عن ابن المبارک کلا ینع من النظر فیہ و ہرید و علی عاصد بن کلیب و قد وثقہ ابن معینؒ بحوالہ نصب الراية ص ۲۵۹ و فتح المہلک ص ۱۳ یعنی حضرت ابن مبارکؒ کے ہاں حدیث

کا ثابت نہ ہونا اس حدیث پر عمل کرنے سے روک نہیں سکتا۔ کیونکہ اس حدیث کا دار و مدار عاصم بن کلیب پر ہے اور اہم ابن معینؒ نے ان کی توثیق کی ہے۔ الحاصل ابن المبارکؒ جس حدیث کے راوی ہیں جرح اس پر نہیں بلکہ دوسری پر ہے اللہ تعالیٰ غیر مقلدین حضرات کو صحیح بخاری نصیب فرماوے آمین۔

الطی سمجھ کسی کو بھی ایسی حسد نہ دے دے آدمی کو موت پر یہ بداداد نہ دے
 دلیل ۱۳۔ سنن ترمذی ص ۲۵۱ و سنن نسائی ص ۱۶۱ و سنن ابی داؤد ص ۱۰۹ و مشکوٰۃ ص ۱۶
 و مسند احمد ص ۳۸۸ و ص ۴۳۲ و مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ و سنن الکبریٰ بیہقی ص ۶۸ و محلی
 ابن حزم ص ۲۲۵ و ص ۸۷ و نصب الرایہ ص ۲۹۲ و تفسیر الوصول ص ۲۲۶ و جمع الفوائد ص ۲۶
 میں روایت ہے۔

واللفظ للترمذی حدثنا هذا وحده
 وکیف عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن
 عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة
 قال قال عبد الله بن مسعود الاصلی
 بحمد صلوة رسول الله صلى الله
 علیه وسلم فضلی فله یرفع یدیه
 الا فی اول مرة قال وفي الباب عن
 البراء بن عازب قال ابو عیسیٰ حدیث
 ابن مسعود حدیث حسن وبہ
 یقول غیر واحد من اهل العلم
 من اصحاب النبی صلی الله تعالی
 علیہ وسلم والتابعین وهو قول
 سفیان واهل الکوفة۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے حضرت ہنادؒ
 نے بیان کیا اور حضرت ہنادؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے
 امام وکیعؒ نے حدیث بیان کی وہ سفیان ثوریؒ
 سے وہ عاصم بن کلیبؒ سے وہ عبد الرحمن بن
 اسودؒ سے وہ علقمہؒ سے روایت کرتے ہیں۔
 حضرت علقمہؒ نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؒ
 نے فرمایا کیا میں تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھاؤں پس حضرت
 ابن مسعودؒ نے نماز پڑھی اور رفع الیدین نہ کیا نماز
 میں مگر ابتداء میں ایک ہی مرتبہ امام ترمذیؒ فرماتے
 ہیں کہ ترک رفع الیدین کے باب میں حضرت براء بن
 عازبؒ بھی روایت ہے اور حدیث ابن مسعودؒ
 حسن ہے اور اس ترک رفع الیدین کے قائل ہے شمار

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور

تابعین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور حضرت

سفیان ثوری اور تمام اہل کوفہ بھی اسکی قائل ہیں

قارئین کرام امام ترمذی کی عبارت سے یہ باتیں ثابت اور واضح ہوئیں (۱) حضرت

عبد اللہ کی حدیث حسن اور صحیح ہے (۲) حضرت برادر بن عازب سے بھی ترک رفع الیدین

کی روایت مروی ہے (۳) جمہور صحابہ اور تابعین ترک رفع الیدین کے قائل ہیں (۴)

اہل کوفہ جن میں حضرت سفیان ثوری بھی شامل ہیں ترک رفع الیدین پر متفق ہیں۔ امام

ترمذی کی اس وزنی شہادت کے بعد مزید کسی سے اس حدیث کی تصحیح یا اس کی رد

کی توثیق نقل کرنے کی چنداں ضرورت تو نہیں لیکن غیر مقلدین حضرات کے فائدے کے

لیے بہتر ہے کہ اس کی کچھ تفصیل ہو جائے تاکہ وہ متعصبین غیر مقلدین کے شر سے محفوظ

ہو جائیں جو بے تحاشا اصول حدیث سے ہٹ کر خواہ مخواہ احادیث نبویہ کی تضعیف

یا انکار کرتے ہیں۔

وہ اپنے رسالہ رفع یدین اور آئین کے

ص ۱۱ میں لکھتے ہیں اور ترمذی کا اس

حافظ عبد اللہ صاحب زوہری غیر مقلد قرآن ملاحظہ ہو

کو حق کہنا اس سے مراد سند کا اچھا ہونا ہے چنانچہ ترمذی نے اخیر کتاب العمل میں اس

بات کی تصریح کی ہے کہ جہاں ہم حدیث حسن کہتے ہیں وہاں ہماری مراد حسن اسناد

ہے جو کئی سندوں سے مروی ہو جس میں کوئی راوی مستم نہ ہو اور وہ حدیث شاذ بھی نہ ہو

سورہ حدیث امام ترمذی کے نزدیک ایسی ہی ہے الخ ملاحظہ

وہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا

دار و مدار عاصم بن کلیب پر ہے

علامہ ابن دقیق العید المالکی الشافعی کا فیصلہ ملاحظہ ہو

اور وہ ثقہ ہیں امام ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے (بجوالہ نصب الایہ ص ۲۵۹)

ورفع الملہ ص ۱۲۱ واللہ فی المصنوعہ ص ۱۹۰ -

عَلَّامَةُ سُنَنِ شَافِعِي كَافِيَصَلَهُ مَلَاخِظَهُ هُوَ | تصحيح نقل کرتے ہیں (ملاحظہ ہو اللہ فی الموضوعہ

ص ۱۹ - ۲۰ - امام ابن قسطلان غازی اور امام دارقطنی اس حدیث کی تصحیح کرتے ہیں ۔

(بحوالہ نصب الرایہ ص ۲۹۵ و درایہ ص ۸۳) امام ابن عدی نے کامل میں اسے صحیح قرار دیا ہے
(بحوالہ الکوکب الدرری ص ۱۳۲)

غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں کا فیصلہ ملاحظہ ہو | (آ) عَلَّامَةُ ابْنِ حَزْمٍ ظَاهِرُهُ غَيْرُ مُتَقَلِّدٍ
محل ص ۸۸ میں لکھتے ہیں ان

هَذَا الْخَبَرُ صَحِيحٌ كَمَا فِي حَدِيثِ بِلَالٍ شَيْبَةَ صَحِيحٌ هُوَ اور اسی صفحہ میں فرماتے ہیں ۔

لَاحِظْنَا صَحِيحَ خَيْرِ ابْنِ مَسْعُودٍ | لیکن جب حضرت ابن مسعود سے ترک رفع الیدین
علمنا ان رفع الیدین فیما عدا کی حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے تو ہم نے معلوم
تکبیرۃ الاحرام سنۃ و مندوب کر لیا ہے کہ رفع الیدین تکبیر افتتح کے بعد فرض
فقط آہ بلفظ سنت مستحب ہے ۔

اور محل ص ۲۳۵ میں لکھتے ہیں ۔

قَدْ صَحَّحَ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
علیہ وسلم کان یرفع عند
کل خفض و رفع و اندکان
لا یرفع

اور اسی صفحہ میں لکھتے ہیں ۔

فَلَمَّا صَحَّحَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ
یرفع فی کل خفض و رفع بعد تکبیر
الاحرام ولا یرفع کان کل ذالک
مباحاً و فرضاً و کان لنا ان

پس جب صحیح حدیث سے ثابت ہو چکا کہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر اونچ نیچ میں تکبیر افتتح
کے بعد رفع الیدین کرتے تھے اور یہ بھی صحیح حدیث
سے ثابت ہے کہ رفع الیدین نہ کرتے تھے تو

نصلي كذا فان رفعتا صلينا
كما كان رسول الله صلى الله
عليه وسلم يصلي وان لم
نرفع فقد صلينا كما كان رسول
الله صلى الله عليه وسلم يصلي
آه بلفظ

رفع الیدین اور ترک رفع الیدین سب طریقے جائز
ہیں فرض کوئی بھی نہیں اور میں چاہئے کہ اس طرح
نماز ادا کریں پس اگر ہم نے رفع الیدین کر لیا تو
ہماری نماز اسی طریقہ پر ہوگی جس طرح جناب رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے اور اگر
رفع الیدین نہ کیا تب بھی ہماری نماز وہی نماز ہے
جو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ادا کرتے تھے۔

علامہ ابن حزمؒ نے ان عبارات میں چار مرتبہ اس حدیث کو صحیح کہا ہے (۲) علامہ
محمد خلیل ہزارش غیر مقلد حاشیہ محلی ابن حزم ص ۲۹۲ میں فرماتے ہیں وهو حدیث
صحیح وحسنہ الترمذی (۳) علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد حاشیہ محلی ابن حزم
ص ۸۶ میں فرماتے ہیں وهو حدیث صحیح وحسنہ الترمذی علامہ محمد احمد
شاکرؒ شرح ترمذی ص ۱۴۱ میں فرماتے ہیں۔

وهذا الحديث صحيحه ابن
حزم في المحلى وغیره من الحفاظ
وهو حدیث صحیح وما قالوه في
تعلیه ليس بعلة
الحو بلفظ

اس حدیث کو حافظ ابن حزمؒ نے محلی میں اور
دوسرے محدثین نے صحیح قرار دیا ہے واقعی یہ
حدیث صحیح ہے اور بعض لوگوں نے اس حدیث
میں علیٰ (پوشیدہ عیب) بیان کی ہیں مگر اس
حدیث میں کوئی علت (بیاری و عیب نہیں)۔

دام گیسو میں پھندا دل پاؤں میں بخیر ہے
(۴) و (۵) علامہ احمد محمد شاکرؒ کے دو شاگرد علامہ شعیب الارناؤطؒ غیر مقلد و علامہ
محمد زھیر الشاذلیؒ غیر مقلد حاشیہ شرح السنۃ ص ۲۴ ج ۳ مطبوعہ مصر میں لکھتے ہیں۔
وحسنہ الترمذی وصححه غیر
ولحد من الحفاظ وقالوه في

کہ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی تحقیر کی ہے
اور یہ شار محمد شین نے اس حدیث کو صحیح قرار

تعلیلہ لیس بعلة .

دیلتے اور بعض لوگوں نے جو اس حدیث میں
علتیں نکالی ہیں وہ غلط ہیں کیونکہ اس میں کوئی علت
نہیں ۔

مولانا عطاء اللہ صاحب غیر مقلد تعلیقات سلفیہ علی سنن الانبائی ص ۱۲۳ ج ۱ طبع لاہور
میں لکھتے ہیں وقد صححه بعض اهل الحديث کہ بعض محدثین نے اس حدیث
کو صحیح قرار دیا ہے اور اسی صفحہ میں مولانا عطاء اللہ صاحب اپنا فیصلہ یوں درج کرتے ہیں۔
قوله ثم لم يعهد قد تكلوا ناس في ثبوت هذا الحديث والقوى
انه ثابت من رواية عبد الله بن مسعود (الى) ان الحديث ثابت
ثم لم يصح جملة کے متعلق بعض لوگوں نے
چھ بیگوشیاں کی ہیں حالانکہ قوی بات یہ ہے کہ
عبد اللہ بن مسعود کی روایت سے ثابت ہے
(الی) یہ حدیث بلاشبہ ثابت ہے ۔
آھ بلفظ ۔

مولانا عطاء اللہ صاحب غیر مقلد تعلیقات سلفیہ ص ۱۲۶ ج ۱ میں لکھتے ہیں ۔
والا نصاب في هذا المقام انه لا
سبيل الى رد روايات الرفع برواية
ابن مسعود وفعله واصحابه و
دعوى عدم ثبوت الرفع ولا الى
رد روايات الترمذ بالكلية و
دعوى عدم ثبوت ولا الى دعوى
نسخ الرفع ما لم يثبت ذلك بنص
الشارع بل يوفق كل من الامرين حفظه
ويقال كل منها ثابت وفعل الصحابة
والتابعين مختلف وليس احدهما
انصاف اس مقام میں یہ ہے کہ رفع الیدین
کی روایات کہ ابن مسعود کی روایت اور آپ کے
فعل اور آپ کے اصحاب کے فعل سے رد کر دینے
کا طریقہ صحیح نہیں اور اس طرح دعویٰ عدم ثبوت
رفع الیدین بھی صحیح نہیں اور ترک رفع الیدین کی کیا
کو بالکل رد کر دینا اور غیر ثابت کتنا بھی صحیح نہیں
اور نسخ رفع الیدین کا دعویٰ بھی درست نہیں جب
تمک شارع علیہ السلام کی نص سے یہ ثابت نہ ہو
جائے بلکہ دونوں روایات کو حصہ دیا جائے اور
کہا جائے کہ دونوں ثابت ہیں اور فعل صحابہ اور تابعین کا مختلف

بلازم یلام تارکد مع القول برحمان
ثبوت الرفع عن رسول الله صلی
الله علیہ وسلم۔
ہے رفع الیدین اور ترک رفع الیدین میں سے
کوئی چیز ایسی لازم نہیں کہ جس کے تارک کو علامت
کیا جاسکے البتہ ثبوت رفع الیدین عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا قول راجح ہے۔

قارئین کرام! مولانا عطاء اللہ صاحب کے فرمان سے ثابت ہوا کہ جو لوگ ترک
رفع الیدین کی روایات کو رد کرتے ہیں وہ نا انصاف لوگ ہیں کیونکہ یہ روایات بھی ثابت
ہیں اور صحابہؓ اور تابعینؓ کے درمیان یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے غیر مقلدین حضرات جو ترک
رفع الیدین کرنے والوں کی نمازیں باطل قرار دیتے ہیں وہ سوچیں کہ اس فتویٰ کی زد کہاں
تک پہنچے گی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اے چشم اشک بار ذرا دیکھنے تو سے ہوتا ہے جو خراب وہ تیرا ہی گھر نہ ہو
مولانا عطاء اللہ صاحب غیر مقلد تعلیقات سلفیہ ص ۱۰۲ میں لکھتے ہیں۔

وینحوز استئان الامرین جمیعاً
فلا وجه لدعوی النسخ آھ
رفع یدین اور ترک رفع یدین دونوں کا سنت
ہونا جائز ہے پس دعویٰ نسخ رفع الیدین کی کوئی وجہ نہیں

مولانا عطاء اللہ صاحب نے اگرچہ رفع الیدین کو راجح قرار دیا ہے مگر ترک رفع الیدین
کو بھی قوی قرار دیا ہے۔ (۷) جناب مرزا حیرت صاحب دہلویؒ غیر مقلد کے حوالہ سے
یہ بات گزر چکی ہے کہ طرفین کے دلائل قوی ہیں (۸) مولانا ابو عبد الرحمن محمد عبد اللہ پنجابی
گیلانیؒ غیر مقلد عقیدہ محمدیہ ص ۱۱۶ میں لکھتے ہیں۔

واما ابن مسعود فلم یصح رواۃ
انکار عنہ بل انما صح متروکہ
یعنی بہر حال حضرت ابن مسعودؓ سے رفع یدین
سے روکنے اور منع کرنے کی روایت ثابت نہیں
بلکہ ان سے رفع الیدین چھوڑ دینے کی روایت صحیح ہے

اور وہ ہمارے خلاف نہیں۔

قارئین کرام! مولانا پنجابی غیر مقلد کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ

کی حدیث ترک رفع الیدین کی صحیح ہے لیکن حضرت ابن مسعودؓ سے کوئی ایسی روایت ثابت نہیں جس میں کہا گیا ہو کہ رکوع وغیرہ کے وقت رفع الیدین کرنا منع ہے اور گناہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ دونوں سنت ہیں۔ غیر مقلدین حضرات اپنے بزرگوں کی عبارت کو بار بار پڑھیں اور اسی کے مطابق عمل اپنائیں ورنہ مخالف جان کر خوب روئیں۔

الفصل ما شهدت به الأعداء

لطیفہ :- اس حدیث کے تمام راوی حضرت امام ترمذیؒ کے استاد سے لے کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تک سب اہل کوفہ ہیں اور ترک رفع الیدین پر مجتمع ہیں۔ اور علامہ ابن تیمیہؒ اقضاء صراط مستقیم ص ۲۴ میں فرماتے ہیں۔ والتابعی اذا افتری بما رواه دل علی ثبوتہ عندہ کہ جب تابعی اپنی روایت کے مطابق (عمل کرے اور) فتویٰ لے تو وہ روایت اس کے نزدیک ثابت ہوتی ہے بحمد اللہ تعالیٰ یہ روایت ان سب حضرات کے نزدیک ثابت ہے کیونکہ وہ اس روایت پر عمل بھی کرتے سہتے ہیں۔ غیر مقلدین حضرات کا ترک رفع الیدین کی اس روایت سے جان چھڑانا بھی بہت ہی مشکل ہے۔

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے آئینہ دیکھئے گا زرا دیکھ بھال کر

اس حدیث پر اعتراض ما :- عاصم بن کلیب جو اس حدیث کی سند میں واقع ہے وہ فرقہ مرجئ سے تعلق رکھتا ہے اور حضرت علی بن مرینہؒ فرماتے ہیں کہ جب وہ کسی روایت میں متغیر ہو تو اس سے احتجاج نہ کیا جائے لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب ما :- تمام غیر مقلدین حضرات سینہ پر ہاتھ باندھنے والی روایت کو صحیح کہتے ہیں حالانکہ اس میں بھی عاصم بن کلیب کے یہ عجیب بات ہے کہ ان کی روایت میں یہ راوی ثقہ ہو جاتا ہے اور وہ اس سلسلے میں اعتراض ہم پر کرتے ہیں۔ ہم غیر مقلدین حضرات سے صرف اتنی گزارش کرتے ہیں کہ ۔

ایں گنا بیست کہ در شمر شایز کنند

جواب ما :- عاصم بن کلیب ثقہ ہے چنانچہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری ص ۸۶۸ میں اس کی

ایک معلق روایت کو اصح قرار دیا ہے۔ امام مسلم نے صحیح مسلم میں اس سے احتجاج کیا ہے
 دیکھئے صحیح مسلم ص ۱۹۷ و ص ۲۵۰ و ص ۳۱۴۔ امام ابو عوانہ نے بھی صحیح ابو عوانہ میں اس سے
 احتجاج کیا ہے دیکھئے صحیح ابو عوانہ ص ۶۹۔ امام ترمذی اس کی حدیث کو حسن صحیح کہتے
 ہیں مثلاً دیکھئے سنن ترمذی ص ۲۸ و ص ۲۱۔ امام شافعی اس کی ایک حدیث کو اثبت
 اسناد رکھتے ہیں (اختلاف الحدیث علی حاشی کتاب الاثم ص ۹) امام احمد بن حنبل فرماتے
 ہیں لا بأس بحدیث یعنی عاصم بن کلیب کی حدیث میں کوئی خرابی نہیں۔ (بحوالہ بدائع الفوائد
 ص ۹ لابن قیم) امام اشرم بھی فرماتے ہیں لا بأس بحدیث (تہذیب التہذیب ص ۵۶)
 امام نسائی اور امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں ثقہ۔ امام ابو حاتم فرماتے ہیں صالح (تہذیب
 التہذیب ص ۵۶ و میزان الاعتدال ص ۵) امام ابو داؤد فرماتے ہیں افضل اہل الکوفۃ اور
 امام احمد بن صالح المصری فرماتے ہیں ثقہ مائون امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ وہ ثقات
 میں سے ہے امام ابن سعد فرماتے ہیں ثقہ یحییٰ بن ولید بخیر الحدیث (تہذیب التہذیب
 ص ۵۶) امام حاکم اور علامہ ذہبی اس کی حدیث کو صحیح کہتے ہیں (مستدرک مع النخعیص
 ص ۲۶۵) امام دارقطنی بھی اس کی حدیث کو صحیح کہتے ہیں (سنن دارقطنی ص ۱۲۹) حافظ
 ابن حجر اس کی ایک روایت کے بارے فرماتے ہیں رواۃ ثقات (درایہ ص ۱۵) نیز فرماتے
 ہیں کہ اس کی حدیث صحیح ہے (تلخیص البحر ص ۱۶۳) علامہ سید محمد انور شاہ صاحب (۱)
 (نبیل الفرقین ص ۶۲) میں فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری کے کئی مقامات
 میں اس کی حدیث کو صحیح اور اس کو ثقہ قرار دیا ہے اور اس کی زیادت کا اعتبار کیا ہے۔
 مثلاً فتح الباری ص ۲۹۷ و ص ۲۳۸ و ص ۲۳۰ اھ بلفظہ۔ مولانا عبدالرحمن مبارک پوری غیر مقلد
 (تحفۃ الاحوذی ص ۱۳۴) میں اس کی ایک حدیث کو صحیح کہتے ہیں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں
 الکوفی صدوقاً رومی بالاحادیث عاصم بن کلیب کوئی نہ بچا ہے ارجاء کا الزام بھی
 من الحامۃ الخ اس پر لگایا گیا ہے۔

ارجاء کے الزام کا جواب ۱۔ محدثین کرام کے ہاں یہ قاعدہ ہے کہ مرہی معتزلی قدری

شیعی وغیرہ جب تک ان کا غلو فی المذہب ثابت نہ ہو ان کی روایت صحیح تسلیم کی جاتی ہے اور ایسے راوی صحیحین میں بکثرت موجود ہیں اور عاصم بن کلیب بھی اسی درجہ کا مرتبی ہے اور یہی وجہ ہے کہ سب حضرات اس کی حدیث کو صحیح اور اس کی زیادت کا اعتبار کرتے ہیں اور اس کو ثقہ قرار دیتے ہیں اور حافظ ابن حجر، ارجمند کے الزام کے باوجود فرماتے ہیں: صدوق اس طرح حافظ ابن حجر (تقریب ص ۲۵۱ میں) موسیٰ بن ابی کثیر الانصاری کے متعلق لکھتے ہیں۔

صدوق رومی بابہ رجا۔ لہذا سچا ہے اس پر الزام لگایا گیا ہے۔
یصب من ضعفہ جس نے اس کو ضعیف کہا اچھا نہیں کیا۔

عاصم بن کلیب کو کسی محدث نے ضعیف قرار نہیں دیا صرف ابن مدینی اتنا فرماتے ہیں کہ جب وہ کسی روایت میں اکیلا ہو اور اس کی تائید کرنے والا کوئی اور نہ ہو تو اس سے احتجاج نہ کیا جائے۔ اذلا۔ تو ہم حضرت ابن مدینی سے یہی بات پوچھتے ہیں کہ اگر وہ کہیں کسی بات میں اکیلے ہوں جیسے یہاں ہے کہ وہی عاصم بن کلیب کے بارے میں لایحجج بہ فرماتے ہیں اور باقی تمام محدثین ان کی مخالفت کرتے ہیں تو کیا بقول ان کے ان کی بات سے احتجاج کیا جائے یا نہ؟۔ وثانیا۔ یہ کہ ہم نے تو حضرت ابن مدینی کا زبان تسلیم کر لیا ہے مگر عاصم بن کلیب ترک رفع الیدین کی روایت کرنے میں منفرد نہیں بلکہ بہت سی صحیح روایات اور روایت سے بھی ترک رفع الیدین ثابت ہے اگر حضرت ابن مسعود کی حدیث ہی لے لیں تب بھی ان سے مروی حبلہ روایات ترک رفع الیدین میں عاصم بن کلیب نہیں بلکہ بعض روایات میں ہے اور بعض میں نہیں مثلاً مسند ابی حنیفہ ص ۲۵۱ میں جو روایت آتی ہے اس میں بھی عاصم بن کلیب نہیں بلکہ اس کی سند اس طرح ہے ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم عن الاسود ان عبد اللہ بن مسعود الخ۔ اور سنن دارقطنی وغیرہ میں جو روایت آتی ہے اس کی سند میں بھی عاصم بن کلیب نہیں بلکہ اس کی سند اس طرح ہے۔ عن اسحاق بن

ترک رفع الیدین کے باب میں حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کے بعد ذکر فرماتے اور پھر اس حدیث کو حسنؒ بھی نہ فرماتے معلوم ہوا کہ یہ جرح اس حدیث پر نہیں ہے۔
(تنبیہ) مولوی نور حسین صاحب گھرجا کھی غیر مقلد اپنے رسالہ قرۃ العینین ص ۹۲ میں لکھتے

ہیں کہ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں نہ یثبت عندی حدیث ابن مسعود سنن بیہقی ص ۹۲۔ اھ لیکن گھرجا کھی صاحب کا یہ زائد ہم ہے کیونکہ امام بیہقیؒ نے یہ الفاظ جرح کے حضرت ابن مبارکؒ سے نقل کئے ہیں نہ یہ کہ خود جرح کی ہے گھرجا کھی صاحب کی یا تو فہم کمزور ہے یا ان میں تعصب کا زور ہے۔

بریں عقل و دانش بباہر گریست

بعض غیر مقلدین حضرات اس صحیح حدیث کو کمزور بنانے کے لیے اُدھار کھائے بیٹھے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ خود غیر مقلدین حضرات کے بزرگ اس حدیث کو صحیح قوی بے عیب قرار دے چکے ہیں۔

دل کے پھپھوے جل اٹھے سینہ کے داغ سے اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے (تنبیہ) امام ترمذیؒ نے ترک رفع الیدین کا باب باندھا تھا اور اس حدیث کو حسن صحیح کہا تھا لیکن متعصب لوگوں نے اس باب کا عنوان اور صحیح کے الفاظ اڑا دیے ہیں حالانکہ دلائل سے ثابت ہے کہ باب کا عنوان اور صحیح کے الفاظ موجود تھے۔ جس کا ذکر مختصر یہ آ رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

وہ اپنے رسالہ میں غیر مقلد اور غیر منصفانہ انداز سے تحریر فرماتے ہیں: "لے حق پوشش کا جوش ایمانی ملاحظہ ہو"

مولوی اور لے امتی کی طرف ذری میں نبیؐ کی دشمنی کرنے والو اور لے ناحق حمیت میں اپنا اہمال نامہ سیاہ کرنے والو یہ جو تم لکھا کرتے ہو اور تمہارے بڑوں نے بھی لکھا ہے کہ ترمذی میں رفع الیدین کرنے کا باب بھی ہے اور نہ کرنے کا بھی دو باب ہیں

تمہیں تمہارے رب کی قسم اگر ذرا بھی تم میں دین و دینانت ایمان و امانت ہے تو تم پر روٹی کھانا بھی حرام ہے جب تک ترمذی میں سے یہ دونوں باب نہ دکھا دو۔
 راجکوٹی مولوی تو کیا اگر اگلے پچھلے تمام کے تمام مدعیان حنفیت جمع ہو جائیں تاہم ترمذی شریعت میں رکوع میں جانے اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع الیدین نہ کرنے کا باب نہیں دکھا سکتے ناظرین کرام آپ کو بھی خدا کی قسم ہے ان مولویوں کے پاس حاد اور ان سے کہو کہ وہ ترمذی میں سے یہ دوسرا باب ذرا دکھائیں تو سہی اور جب نہ دکھائیں تو سمجھ لو کہ جو لوگ اس قدر سفید جھوٹ بولتے پر دلیر ہیں وہ کیا معنی بگاڑنے اور ناموس کرنے اور پوشیدہ خیانتیں کرنے اور غیر ظاہر بد دیا جی کرنے میں ذرا بھی جھجکیں گے اھ
 ملفظ (دلائل محمدی ص ۲۹) حصہ دوم مطبوعہ ۱۳۵۲ھ مولفہ مولوی محمد صاحب غیر مقلد دہلی
 وائڈیٹر اخبار محمدی دہلی

قارئین کرام یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں کی زبان اور ان کے اخلاق آتش نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب زباں بگڑ گئی تو بگڑ گئی تھی خبر لیجئے دھن بگڑا

ترمذی میں ترک رفع الیدین کے باب کا ثبوت | دلیل ۱۔ ترمذی میں امام ترمذیؒ

عن الہ براد بن عاذب کہ ترک رفع الیدین کے باب میں حضرت براد بن عاذبؓ بھی روایت آتی ہے جب غیر مقلدین حضرات کے بقول ترمذی میں باب ہی نہیں تو امام ترمذیؒ کا وفی الباب کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے مگر حق کا ہمیشہ بول بالا ہوتا ہے اور جھوٹ کا منہ کالا ہوتا ہے۔

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے مولوں کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں
 دلیل ۲۔ مولانا قطب الدین صاحب مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ص ۲۵ و ص ۲۶۲ میں کہتے ہیں کہ ترمذی نے دو باب کھے ہیں اول رفع الیدین میں دوسرا باب عدم

رفع یدین میں الہ بلغظ معلوم ہوتا ہے کہ ترمذی میں دو باب والا نسخہ ان کے پاس تھا۔
 دلیل ۲: علامہ محمد عبدالعزیز خطیب گوہر ذوالہ حاشیہ نصب الراية ص ۲۹۴ و ص ۲۹۵ میں
 لکھتے ہیں کہ ترک رفع الیدین کا باب عبد اللہ بن سالم البصری (رجو شاہ ولی اللہ محدث
 دہلوی کے استاد تھے) کے نسخہ ترمذی میں موجود ہے جو پیر جھنڈا کے کتب خانہ میں ہے۔
 اور اس طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی (رجو شاہ ولی اللہ صاحب سے بہت پہلے
 کے ہیں) کے نسخہ ترمذی میں بھی موجود ہے۔ جیسا کہ شرح سفر السعادة میں ہے۔

دلیل ۳: علامہ احمد محمد شاہ غیر مقلد شرح ترمذی ص ۳۳ طبع قاہرہ میں فرماتے ہیں کہ باب
 کا عنوان علامہ شیخ محمد عابد سندھی محدث مدینہ منورہ کے نسخہ ترمذی میں بھی موجود ہے
 اور علامہ احمد محمد شاہ کے ہاں یہ نسخہ ان تمام نسخوں سے زیادہ صحیح ہے جو انہوں نے
 شرح ترمذی کی تصنیف سے پہلے دیکھے ہیں۔ چنانچہ علامہ صاحب مقدمہ شرح ترمذی
 ص ۱۴ میں لکھتے ہیں وهذه النسخة هي اصح النسخ التي وقعت لي من
كتاب الترمذي آه بلغظ۔

دلیل ۴: علامہ احمد محمد شاہ غیر مقلد شرح ترمذی ص ۳۳ میں فرماتے ہیں کہ علامہ ابن
 عساکر شافعی (المتوفی ۵۴۱ھ) کے نسخہ میں جو ان سے ان کے شاگرد نے نقل کیا ہے ان
 باب باندھا گیا ہے باب من لم يرفع يديه الا في اقل مرة۔ علامہ ابن
 عساکر شافعی کے متعلق علامہ ذہبی (مذکرہ الحفاظ ص ۱۱۸ میں) لکھتے ہیں الاعمام الحفاظ الكبير
محدث الشام فخر الامة ثقة الدين الشافعي اور مولانا عبد الرحمن مبارکپوری غیر
 مقلد تحفۃ الاحوذی ص ۳۸ میں لکھتے ہیں من اعيان الفقهاء الشافعية۔

دلیل ۵: علامہ احمد شاہ کے دو شاگرد ہیں علامہ شعیب الارناؤوط غیر مقلد و علامہ محمد
 زحیر الشاذلی غیر مقلد حاشیہ شرح السنۃ ص ۲۴ طبع مصر میں حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث
 کے بارے لکھتے ہیں والترمذي (ص ۲۵) في الصلوة باب ما جاء ان النبي
صلى الله عليه وسلم لم يرفع الا في اقل مرة۔ کہ ابن مسعودؓ کی حدیث کو امام

ترمذیؒ نے سنن ترمذی ص ۲۵۴ میں کتاب الصلوٰۃ کے باب ماجاء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یرفع الا فی اول مرة کے اندر ذکر کیا ہے۔ قارئین کرام! نسخہ جس کا ابھی حوالہ آپ نے پڑھا ہے اور ان دو بزرگوں کے پیش نظر ہے معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹی تختی کا ہے جس کے اندر یہ باب موجود ہے۔

دلیل ۲: علامہ احمد محمد شاہؒ غیر مقلد نے ترمذی کی شرح لکھی ہے جو کہ حامل تین ہے اور اس ترمذی کے متن کے بارے علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اس نسخہ ترمذی میں ایک حرف بھی زیادہ یا کم نہیں کیا مگر پوری تحقیق اور اطمینان قلب کے بعد چنانچہ مقدمہ شرح ترمذی ص ۲۲ میں آپ کے اصل الفاظ اس طرح ہیں ولم اکتب حرفاً واحداً الا عن ثبت و یقین و بعد بحث و اطمینان آہ بلفظ۔ علامہ صاحب اس نسخہ ترمذی مطبوعہ قاہرہ میں ترک رفع الیدین کے باب کا عنوان اس طرح قائم کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم باب ماجاء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یرفع الا فی اول مرة۔ ترمذی مع شرح احمد محمد شاہؒ غیر مقلد ص ۲۲۔

ناظرین کرام! غیر مقلدین حضرات کے بزرگ مولوی محمد صاحب غیر مقلد نے جو احادیث حضرات کو بڑا بھلا کہا ہے اور ہمیں رب کی قسم دیکر ہم پر روٹی کھانا بھی حرام کر دیا تھا جب تک ترک رفع الیدین کا باب ترمذی سے انکو نہ دکھا دیا جائے بھدا اللہ ہم نے ترمذی ہی کے نسخے جو ان کے گھر سے نکلا ہے ترک رفع الیدین کا باب دکھا دیا ہے ہماری روٹی پہلے بھی حلال تھی اور اب تو اہل الحلال ہو گئی ہے اور جو انہوں نے ہمیں بڑا بھلا کہا ہے اور پوشیدہ خیانتیں کرنے کے ساتھ مستہم کیا ہے اس کے وہ خود مستحق ہیں اور منصف مزاج غیر مقلد علامہ احمد محمد شاہؒ غیر مقلد نے اس چوری کو ظاہر کر دیا ہے اور ہمیشہ چوری چور ہی کے گھر سے نکلتی ہے۔

وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

قارئین کرام! آپ نے مولوی محمد صاحب غیر مقلد کی عبارت سے تعصب کا

امذازہ کر لیا ہوگا جس میں انہوں نے مہوش ہو کر احناف کو بڑا کہا ہے ۔
 شراب تعصب ملی تم کو سستی بہت پی گئے لگ گئی فاقہ مستی
 ان کو اتنا پتہ بھی نہ چل سکا کہ ان کا کس پتے مذہب واسطہ پڑ رہا ہے ۔
 پڑا فلک کو کبھی غمزدوں سے کام نہیں جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں
 (لطیفہ) غیر مقلدین حضرات کے باب رفع الیدین کی ابتداء میں بسملہ نہیں ہے
 اور احناف حضرات کے باب ترک رفع الیدین کی ابتداء میں بسملہ بھی ہے جو اشارہ ہے
 اس بات کی طرف کہ ترک رفع الیدین ہی میں برکت و ثواب ہے اور یہی جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ۔

ترمذی شریف بار بار طبع ہو رہی ہے اور اس میں ترک
حضرات احناف متوجہ ہوں | رفع الیدین کے باب کا عنوان نہیں لکھا جاتا حالانکہ غیر
 مقلدین حضرات کے بزرگوں نے بھی اس باب کی صحت کو تسلیم کیا ہے بلکہ علامہ احمد محمد
 شاکر نے تو اپنے نسخہ ترمذی میں اس کو طبع بھی کرا دیا ہے جزاء اللہ تعالیٰ احسن الجزا لیکن
 احناف حضرات طوطے کی طرح رٹ لگاتے رہتے ہیں کہ فلاں ترمذی کے نسخہ میں یہ
 باب ہے اور فلاں میں ہے لیکن ترمذی کی طباعت کے وقت اس باب کے عنوان کو
 درج نہیں کرتے خدا تعالیٰ ان کو توفیق دے ۔

(تنبیہ) ترمذی میں حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث ذکر کرنے کے بعد حسن کے ساتھ صحیح
 کا لفظ بھی تھا مگر غیر مقلدین جیسے متعصبین نے اس کو اڑا دیا چنانچہ علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر
 مقلد مقدمہ شرح ترمذی ص ۱۲ میں لکھتے ہیں کہ ترمذی کا ایک اور نسخہ ہے جو دارالکتب
 المصریہ میں محفوظ ہے اور اس نسخہ کی کتابت ۳ رجب ۱۲۶ھ میں مکمل ہوتی ہے وہی
 نسخة جیدۃ یغلب علیہا الصحۃ وخطہا قلیل کہ یہ نسخہ جیدہ ہے
 جس پر صحت غالب ہے اور خطا رکم ہے ۔

علامہ صاحب شرح ترمذی ص ۱۴ میں لکھتے ہیں کہ اس نسخہ میں حضرت ابن مسعودؓ

کی حدیث کے بعد حسن کیساتھ حاشیہ پر صحیح کی زیادت بھی تھی لیکن علامہ صاحب فرماتے ہیں شاہد کہ یہ زیادت صحیح نہ ہو کیونکہ علامہ زبیدی نے نصب الرایہ ص ۲۹۲ میں علامہ ابن حجر نے تخمیناً ۸۲ میں در علامہ نووی نے مجموعہ میں ۳۴ میں لکھتے ہیں سے صرف تحمید نقل کی ہے لیکن علامہ صاحب کا یہ خیال درست نہیں کیونکہ اگر ان تینوں نے نقل نہیں کیا تو اوروں نے نقل کیا ہے چنانچہ علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں ۔ فقد

قال الترمذی حدیث ابن مسعود حدیث صحیح وصححه ابن حزم

فی المحلی قلت حدیث ابن مسعود صحیح نص علیہ الترمذی وغیرہ

الخ بلفظ عینی شرح السدایہ ص ۶۳ اور مولانا محمد صدیق نجیب آبادی انوار المحمود شرح الی

داؤد ص ۱۵۹ میں لکھتے ہیں ثم قال الترمذی بعد تخریج حدیث ابن مسعود

فی ترک الرفع قال ابو عیسی حدیث ابن مسعود حسن صحیح آھ مولانا عطاء اللہ

صاحب غیر مقلد تعلیقات سلفیہ ص ۱۳ میں لکھتے ہیں وما قال بعض المحشین ان

حدیث ابن مسعود صححه الترمذی فهو غلط فان الترمذی لم یصححه

بل حسنه آھ کہ بعض محشیوں نے جو امام ترمذی سے تصحیح نقل کی ہے وہ غلط ہے کیونکہ

انہوں نے تحمید کی ہے نہ کہ تصحیح ،

مولانا عطاء اللہ صاحب کا یہ خیال صحیح نہیں کیونکہ محشیدوں نے جو نسخ ترمذی کے

دیکھے ہیں ان میں تصحیح بھی تھی تو وہ غلط کیسے ہیں لو اب عبد بن حسن خان نزل الابراہ ص ۳۳

میں فرماتے ہیں ۔

من علم حجة علی من

لم یعلم ۔

شخص پر جسے یہ علم نہ ہو سکا ۔

سنن ترمذی کے نسخ کے مختلف ہونے کی مثال | سنن ترمذی ص ۲۱ میں سجدہ سہو

کی ایک روایت کے بارے

امام ترمذی فرماتے ہیں هذا حدیث حسن غریب اور حافظ ابن حجر بلوغ المرام

ص ۱۲۸ مع سبل السلام جلد اول میں فرماتے ہیں ۔ رواہ ابو داؤد والترمذی وحسنہ

لیکن علامہ احمد محمد شاہؒ نے شرح ترمذی ص ۲۴۱ میں اسی روایت کے بارے امام ترمذیؒ سے حسن صحیح کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔

اسی طرح حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث ترک رفع الیدین کے متعلق سمجھ لیجئے اگر ابن حجرؒ وغیرہ نے صحیح کا لفظ نقل نہیں کیا دوسروں نے تو نقل کیا ہے۔ بیہ علامہ شاہؒ علامہ عینیؒ شارح البی داؤد بعض محققین حضرات وغیرہم

مثال ع ۱۔ علامہ امیر عثمانيؒ غیر مقلد سبل السلام ص ۳۶ طبع دہلی میں باب صوم المنطوع کی دوسری حدیث کے تحت امام ترمذیؒ سے تحسین نقل کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ جس نسخہ میں ہم نے دیکھا اس میں ہے قال ابو عیسیٰ حدیث ابی ایوب حدیث حسن صحیح

فاریں کرام اس طرح سنن ترمذی کے بعض نسخوں میں ترک رفع الیدین کی روایت کے بعد حسن کے ساتھ صحیح کا لفظ بھی موجود ہے اور اس کا ہونا بھی اشد ضروری ہے۔ کیونکہ امام ترمذیؒ عام بن کلیب کی روایت کو اور مقامات میں حسن صحیح کہتے ہیں جیسے ترمذی ص ۳۸ و ص ۱۲ وغیرہ۔

ترمذی میں ترک رفع الیدین کج باب اور صحیح مقصد یہ تھا کہ رفع الیدین کے باب میں جو امام ترمذیؒ نے حضرت ابن المبارکؒ سے جرح ذکر کی تھی اس کے ساتھ حضرت

ابن مسعودؓ کی حدیث مل جائے گی اور سمجھنے والے یہی سمجھیں گے کہ اسی حدیث پر جرح ہے کیونکہ اگر باب کا عنوان درمیان میں عامل ہو اور پھر حدیث کے آخر میں صحیح کا لفظ بھی ہو تو اس جرح کا بے فائدہ ہونا معلوم ہوتا ہے یا کسی اور حدیث کے متعلق ہونا معلوم ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ جن کو شرمندہ کرے وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

دعویٰ لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے شیخ امام احمدؒ اور یحییٰ بن آدمؒ نے اس حدیث پر جرح نہیں کی اور نہ دنیا کی کسی کتاب

میں اس کا نام و نشان ملتا ہے البتہ حافظ ابن حجرہ تمخیص الجبیر میں امام بخاریؒ کے رسالہ
جزد رفع الیدین کے حوالہ سے لکھتے ہیں

قال احمد و شیخہ ، یحیی بن کہ امام احمدؒ اور یحیی بن آدمؒ جو امام احمدؒ کے
آدم ہو ضعیف استاد ہیں دونوں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے

لیکن حافظ ابن حجرہ کی یہ سخت غلطی ہے کیونکہ جزد رفع الیدین میں کوئی تضعیف ان
سے ذکر نہیں کی گئی۔ اصل الفاظ ملاحظہ ہوں۔

قال احمد بن حنبل عن یحیی امام احمدؒ اپنے شیخ یحیی بن آدمؒ سے روایت
بن آدم قال نظرت فی کتاب کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں نے عبد اللہ بن
عبد اللہ بن ادریس عن عاصم ادریس کی کتاب میں دیکھا جو انہوں نے عام
بن کلیب لیس فیہ ثعلبہ یعد بن کلیب سے روایت کی ہے اس میں ثم لم یعد
فہذا اصح من الکتاب احفظ کا جلد نہ تھا (ام بخاریؒ فرماتے ہیں) یہ زیادہ صحیح
عن اہل العلم جزد رفع الیدین ہے کیونکہ اہل علم کے ہاں کتاب زیادہ محفوظ رکھی
جاتی ہے۔

۱۰۷

قارئین کرام اس عبارت میں نہ تو امام احمدؒ سے کوئی صریح ذکر ہے اور نہ ان کے
شیخ یحیی بن آدمؒ سے البتہ اس میں یہ بات ہے کہ عبد اللہ بن ادریس کی حدیث میں
ثم لم یعد نہیں تھا اور ہم بھی کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن ادریس کی حدیث میں ثم لم یعد
نہیں ہے اس میں اعتراض کی کون سی بات ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو شیخ یحیی
بن آدمؒ عبد اللہ بن ادریسؒ پر اعتراض کر رہے ہیں کہ جب ابن ادریسؒ کو فیہیں اور ترک
رفع الیدین پر عمل کرتے ہیں تو انہوں نے عام بن کلیب سے ثم لم یعد کا جلد نقل کیوں
نہیں کیا بلکہ غلطی کی ہے مناسب یہ تھا کہ نقل کرتے اور یہ توجیہ ان کی مرضی کے مطابق
بھی ہے کیونکہ حضرت یحیی بن آدمؒ کو فیہیں اور تمام اہل کوفہ کا ترک رفع الیدین پر اجماع
ہے جیسے کہ باب اول میں گذر چکا ہے اور حضرت عمرؓ بن خطابؓ سے ترک رفع الیدین

روایت کرنے والے بھی یہی بھی بن آدم ہیں اور حافظ ابن حجرؒ درایہ ص ۸۵ میں فرماتے ہیں
 وهذا رجال ثقات، کہ حضرت عمرؓ سے ترک رفع الیدین کی روایت کے تمام راوی
 ثقہ ہیں۔ اس طرح حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث ترک رفع الیدین شیخ بھی بن آدم کے ہاں
 نہایت صحیح ہے اس طرح امام احمدؒ بھی اپنے استاد کی اقتداء کرتے ہوئے اس حدیث
 کو مسند احمد میں دوبار ذکر کرتے ہیں جس میں ثم لم یعد کے ہم معنی الفاظ موجود ہیں۔ عجیب
 بات ہے کہ حافظ ابن حجرؒ ان سے بلا وجہ تضعیف نقل کرتے ہیں اس لیے علامہ محمد نور
 شاہ نیل الفرقین ص ۶۱ و ص ۶۹ میں اور علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی فتح الملہم ص ۱۲
 میں فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجرؒ کی یہ غلطی ان کی جلد بازی کا نتیجہ ہے جو ان سے سرزد ہوئی
 ہے۔ باقی امام بخاریؒ کا عبد اللہ بن ادریسؒ کی روایت کو اصح قرار دینا یہ تو ترجیح ہے اور
 ترجیح وہاں ہوتی ہے جہاں دونوں باتیں ثابت ہوں پھر دلائل سے ایک کو راجح اور دوسری
 کو مرجوح قرار دیا جاتے معلوم ہوا کہ حضرت امام بخاریؒ کے ہاں بھی حضرت ابن مسعودؓ
 کی ترک رفع الیدین کی وہ حدیث جس میں ثم لم یعد ہے صحیح ہے البتہ ابن ادریسؒ کی
 حدیث جس میں رفع الیدین صرف عند الافتتاح ہے پھر ثم لم یعد کے الفاظ نہیں اصح
 ہے یعنی زیادہ صحیح ہے۔ قارئین ترجیح کا تو ہر شخص کو حق پہنچتا ہے کہ دلائل سے
 وہ اپنے مذہب اور روایات کو ترجیح دے۔ لیکن یہ الگ بات ہے کہ ترجیح کے دلائل
 ہی مضبوط نہ ہوں جیسے امام بخاریؒ کی یہ ترجیح نہایت ہی کمزور ہے اولاً تو اس لیے
 حضرت ابن مسعودؓ سے پانچ سندوں سے یہ روایت مروی ہے اور اس میں ثم لم یعد
 یا ہم معنی لم یعد کے الفاظ موجود ہیں اور عبد اللہ بن ادریسؒ کی حدیث میں اگر ثم لم یعد
 موجود نہیں تو یہی ایک روایت مرجوح ہونی چاہیے نہ کہ پانچ روایات و ثانیاً عبد اللہ
 بن ادریسؒ کی حدیث اور ہے جس میں تطبیق وغیرہ کا ذکر ہے اور ان پانچ روایات
 میں تطبیق کا کوئی ذکر نہیں تو اس کی ان پر ترجیح کا کیا مطلب؟ و ثانیاً حضرت سفیان ثوریؒ
 جب آئین بالبحر کی روایت بیان کرتے ہیں تو امام بخاریؒ کے ہاں وہ حفظ الناس

بتکھے جاتے ہیں اور جب ترک رفع الیدین بیان کریں تو پھر انسواء الناس ہو جاتے ہیں اور ابن ادریسؒ وغیرہ احتفظ الناس بن جاتے ہیں کیا ترجیح اسی کا نام ہے جو مذہب کے موافق ہو وہ راجح اور جو مخالف ہو تو وہ مرجوح ہے۔

خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کی دو روایات جو ترک رفع الیدین میں صریح ہیں وہی ہماری دلیل ہیں اور جس میں ترک رفع الیدین نہیں وہ ہماری دلیل بھی نہیں ہے۔ ہر اٹھ کو عاقل بد یہی ضائع نہیں کرتے اور ہر صاحب صفا کو مٹا ہی نہیں کتے۔

جس حدیث پر امام ابو حاتمؒ نے جرح کی ہے اس میں امام ابو حاتمؒ کی جرح کا جواب الفاظ اس طرح ہیں وقال ابن ابو حاتم فی

کتاب العلل (صفحہ ۹۶)

مسألت ابی عن حدیث رواہ سفیان الشوری عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبد الله ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قام فکبر فرفع یدیه ثم لم یعد فقال ابی هذا خطأ یقال وہو فیہ الشوری

کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے پس تنکیر کی پھر رفع الیدین کیا اور پھر رفع الیدین کے لیے زلزلے تو ابو حاتمؒ نے فرمایا اس طریقے سے یہ حدیث خطا ہے اور سفیان ثوری کا وہم کہا جاتا ہے۔

(بجوالنصب للراۃ ص ۲۹۶)

فقال ابی هذا خطأ یقال وہو فیہ الشوری

الجواب الاول :- ہمارا استدلال حضرت ابن مسعودؓ سے ترک رفع الیدین کی اس روایت سے ہے جس میں آتا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کھڑے ہو گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا نقشہ پڑھ کر دکھایا لیکن کتاب العلل کے حوالہ سے جو ابھی روایت گزری ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود کھڑے ہو گئے اور یہ سارا نقشہ نماز کا اپنے صحابہ کرام کو پڑھ کر دکھایا

تو یہیں سے امام ابو حاتمؒ کو وہم ہو گیا کہ شاید اس طریقے سے روایت بیان کرنے میں سفیان ثوریؒ کا وہم ہے لیکن یہ امام ابو حاتمؒ کا نزوہم ہے اور یہ حدیث بھی اپنے مقام پر صحیح ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہؓ کو نماز کا جو نقشہ کھینچ دکھایا یہ جدا روایت ہے اور آپ کی سنت ادا کرتے ہوئے حضرت ابن مسعودؓ نے بھی اپنے شاگردوں کے سامنے کھڑے ہو کر وہی نقشہ کھینچ کر جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھائی اس میں سفیان ثوریؒ کے وہم کا کوئی دخل نہیں۔

الجواب الثانی :- اس حدیث کا دار و مدار بھی عاصم بن کلیب پر ہے اور امام ابو حاتمؒ کے ہاں وہ ثقہ ہیں اور امام سفیان ثوریؒ تو ثقہ ہیں ہی۔

الجواب الثالث :- علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ص ۵۱ میں فرماتے ہیں کہ ابو حاتمؒ و نسائیؒ متشدّد و متعنّت ہیں۔ اور مقدمہ نصب الرایہ ص ۵۸ میں ہے کہ امام ابو حاتمؒ نے حضرت امام بخاریؒ پر جرح کی ہے اور متروک الحدیث تک کہہ دیا ہے تو ایسے متعنّت کی جرح بلا واضح دلیل کے کیونکر قبول کی جاسکتی ہے؟ (فائدہ) امام ابو حاتمؒ کے متعلق جو بعض متعصبین و متشدّدین نے جرح کی ہے اس جرح کو اسی قسم کے تعنت و تشدد کا نتیجہ سمجھ لیں۔

ان کی جرح کے اصل الفاظ اس طرح ہیں۔

امام ابن حبانؒ کی جرح کا جواب

هذا حسن خبر روى لاهل
الكوفة في نفى رفع اليدين في
الصلوة عند الركوع وعند
الرفع وهو في الحقيقة اضعف
منه يعمل عليه لان له عللا
تبطله (بحوالہ تقييد الجرح لابن حجر)

کہ بہت اچھی حدیث ہے جو اہل کوفہ کے
لیے منع کرنے رفع الیدین سے نماز میں عند الركوع
وعند الرفع من الركوع میں روایت کی گئی ہے
مگر حقیقت میں یہ جس چیز پر اعتماد کیا جاسکتا ہے
اس میں بہت ہی ضعیف ہے کیونکہ اس کے لیے
علتیں (خرابیاں) ہیں جو اس حدیث کو باطل کرتی

امام ابن حبان کی یہ جرح کئی وجہ سے مردود ہے۔ اولاً تو اس لیے کہ حضرت ابن مسعود سے کئی سندوں سے یہ روایت مروی ہے یہ نہیں ان کا کس سند پر اعتراض ہے؟ اور پھر جرح بھی غیر مفسر ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں و ثانیاً علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد شرح ترمذی ص ۴۲ میں اور علامہ شعیب الارناؤط غیر مقلد اور علامہ محمد زبیر الشاذلی غیر مقلد و نول تعلیقات شرح السنہ ص ۲۲ میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے و ما قالہ فی تعلیلہ لیس بعلة یعنی بعض نے جو علتیں (ذرا بیاں) اس میں نکالی ہیں وہ کچھ نہیں کیونکہ اس میں کوئی خرابی نہیں ہے اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فتح الملہم ص ۱۲۱ میں لکھتے ہیں کہ ہمیں تو ان علتوں کے بارے کوئی علم نہیں ہو سکا شاید یہ علت ہو کہ یہ حدیث ان کے مذہب کے خلاف ہے اور ثلث خیر الکلام غیر مقلد ص ۲۳ میں ابن حبان کی ایک راوی پر جرح کہ حدیثہ معطل کا جواب یوں دیتے ہیں کہ ابن حبان نے معطل ہونے کی وجہ بیان نہیں کی اور وہ متشدد ہیں آھ بفظہ (بحوالہ احسن الکلام ص ۹۴) و ثانیاً ابن حبان متشدد ہیں چنانچہ علامہ ذہبیؒ میزان الاعتدال ص ۱۳۵ میں الیوب بن عبد السلام کے ترجمہ میں ابن حبان کی جرح جو الیوب کے بارے ہے جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں الیوب ثقہ ہے

فتا مل فان ابن حبان صاحب سوچ لے مخاطب ابن حبان طعنہ باز اور تشیع و تشفیہ فقہ انگریز ہے۔

اور میزان الاعتدال کا یہ حوالہ مقدمہ نصب الراية ص ۵۸ میں بھی موجود ہے۔ اور علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ص ۱۳۲ میں لکھتے ہیں کہ ابن الصلاحؒ نے ابن حبانؒ کا ذکر طبقات شافعیہ میں کیا ہے۔

وقال ربما غلط الغلط الفاحش کہ ابن حبانؒ نے اکثر فحش غلطیاں کی ہیں جو ان کی اپنی تصرفات کا نتیجہ ہیں۔ فی تصرفاتہ

قارین کرام اس حدیث پر ان کی جرح بھی زبردست اور فاحش غلطی ہے اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرماوے۔

اس حدیث پر اعتراض کیا کہ امام دارقطنی نے گرجہ اس حدیث کو صحیح کہا ہے مگر لایعود کی زیادت صحیح تسلیم نہیں کرتے لیکن وہ ہم کا الزام بھی کسی پر نہیں لگاتے البتہ بعض کا کہنا ہے کہ امام دیکھ سے ان کے شاگرد لایعود کی زیادت نقل نہیں کرتے۔

جواب :- امام دارقطنی کے ہاں جب یہ حدیث صحیح ہے تو پھر لایعود کی زیادت بطریق اولیٰ صحیح ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ شہر باتو حلال ہو مگر بوشیاں حرام ہوں اگر امام دارقطنی لایعود کی زیادت اس لیے صحیح تسلیم نہیں کرتے کہ یہ ان کے مذہب کے مخالف ہے تو پھر یہ عدم تسلیم کوئی قابل اعتبار نہیں اور صحیح حدیث کے مقابلہ میں ایسی بات قابل ملامت ہے اللہ تعالیٰ انکو معاف کرے آمین۔

حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی غیر مقلد رفیع الیدین اور آمین کے ص ۱۵۲ میں لکھتے ہیں کہ ہم تو ایسے موقع پر ایک اصول جانتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ کے متعلق صریح حدیث آجائے تو اس کو معمول ہم بنالیں اور اس کے مقابلہ میں کسی کی زینیں آہ بلفظہ مگر غیر مقلدین حضرات کا یہ محض زبانی جمع خراج ہے اور اس پر عمل نہیں ہے۔

وکلّ یدعی وصلاً بلیلی ولیلی لا تقرب لہم ہذا

باقی رہی یہ بات کہ امام دیکھ کے شاگرد لایعود کی زیادت نقل نہیں کرتے تو یہ غلط ہے کیونکہ ان سے ان کے شاگرد لایعود یا ہم معنی لایعود کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔ (۱) از صیر بن حرب لایعود نقل کرتے ہیں دیکھے محلی ابن حزم ص ۲۳۵ و ص ۲۴۰۔ عثمان بن ابی شیبہ اور محمد بن اسمعیل حمی فلم یرفع ید یدہ الامرة واحدة نقل کرتے ہیں ابو داؤد ص ۱۹ سنن الکبریٰ بہقی ص ۶۔ محمود بن غیلان بھی اس طرح نقل کرتے ہیں نسائی ص ۱۶۱ سنن ترمذی ص ۲۵ امام احمد اور ابوبکر بن ابی شیبہ فلم یرفع ید یدہ الامرة نقل کرتے ہیں مسند احمد ص ۲۸۸ مصنف ص ۱۵۹۔ نعیم بن حماد اور یحییٰ بن یحییٰ بھی لایعود یرفع ید یدہ الامرة واحدة نقل کرتے ہیں طحاوی ص ۱۱۔ لہذا یہ اعتراض

بھی لایعنی ہے۔

اس حدیث پر اعتراض ۱۵۰ :۔ ابن قطن فاسی نے گرچہ اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے مگر لایعنی کی زیادت کو امام وکیعہ کا وہم قرار دیا ہے

جواب :۔ امام وکیعہ جب ثقہ ہیں تو ثقہ کی زیادت قابل اعتبار ہے نیز ۱۵۱ :۔ انہوں نے اس روایت کو صحیح سمجھ کر عمل کر کے اس حدیث کی صحت کو چار چاند لگا دیے ہیں نیز ۱۵۲ :۔ امام وکیعہ اس زیادت کے نقل کرنے میں متفرد نہیں ہیں بلکہ حضرت ابن المبارکؒ ثم لم یعد نقل کرتے ہیں سنن نسائی ص ۱۵۸ چنانچہ روپڑی صاحب غیر مقلد رفع الیدین اور آمین کے ص ۶۹ میں لکھتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ سے جیسے وکیعہ نے لم یعد روایت کیا ہے ویسے ہی عبد اللہ بن مبارکؒ نے بھی سفیان ثوریؒ سے لم یعد روایت کیا ہے چنانچہ دیلمی و ترمذی میں حافظ ابن حجرؒ نے بحوالہ نسائی اس کا حوالہ دیا ہے اور علامہ زلیعیؒ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے تو معلوم ہوا کہ وکیعہ سے غلطی نہیں ہوئی نیز ابن قطن متشد اور متعنت ہیں علامہ فہرؒ تذکرۃ الحفاظ ص ۱۹۳ میں لکھتے ہیں۔

ولکنہ تعنت فی احوال رجال کہ رجال کے احوال بیان کرنے میں انہوں نے ضا انصاف :۔ تشدد سے کام لیا ہے اور انصاف نہیں کیا۔

اور امیر یافعیؒ غیر مقلد بل بالاسلام ص ۱۴۴ میں لکھتے ہیں۔

لکنہ تعنت فی احوال الرجال کہ انہوں نے رجال کے احوال میں تشدد کیا ہے

اعتراض ۱۵۱ :۔ امام بخاریؒ اور حافظ عبد اللہ روپڑی غیر مقلد فرماتے ہیں کہ ثم لم یعد کا جملہ سفیان ثوریؒ کا وہم ہے اور عبد اللہ بن ادریسؒ کی حدیث میں یہ جملہ نہیں ہے۔ جواب ۱۵۲ :۔ تعجب کی بات ہے کہ جب سفیان ثوریؒ ان کی کسی روایت میں آجائے ہیں تو وہ أحفظ الناس اور أفقر الناس ہو جاتے ہیں اور ان کے مد مقابل جو راوی ہو وہ دبی اور غلط کار بن جاتا ہے جیسے آمین کے مسئلہ میں سفیان ثوریؒ کو ثقہ حجتہ اور حافظ کا جاتا ہے اور شجرہ پر کئی الزام لگا کر اسے غلط کار ثابت کیا جاتا ہے چنانچہ روپڑی صاحب

رفع الیدین اور آمین کے ص ۲۵ میں لکھتے ہیں کہ محدثین کا اصول ہے کہ زیادہ حافظہ والے کو ترجیح ہوتی ہے اور سفیان حافظہ میں شعبہ سے زیادہ ہیں آہ بلفظہ جب سفیان ثوریؒ کا اتنا زبردست حافظہ ہے کہ امام المحدثین حضرت شعبہؒ بھی ان کے مقابلے میں بیچ ہیں تو اب اس روایت میں وہی سفیان ثوریؒ وہی کیوں بن جاتے ہیں اور عبد اللہ بن ادریس جو حافظہ اور فصاحت میں سفیانؒ کا مقابلہ نہیں کر سکتے احفظ الناس وافقہ الناس کیونکر بن جاتے ہیں؟

عمل تک تو آشنا تھے مگر آج غنیہ ہو دو دن کا یہ مزاج ہے آگے کی خیر ہو علامہ ابن عزم ظاہریؒ غیر متقدم کے ہاں سفیان ثوریؒ کا بڑا متبہ تھا اگر کوئی راوی ان کی مخالفت کرے اور سفیان ثوریؒ کو وہی قرار دیتا تو علامہ ابن عزم اس کی مخالفت کرتے چنانچہ علی ص ۴۷ میں لکھتے ہیں

فان قيل ان هذا الحديث خطأ فيہ سفیان لان زہید بن معاویۃ خالفہ فیہ قلت بل خطأ بلا شك من خطأ السفیان بالذموی بلا دلیل وسفیان احفظ من زہید بلا شك اور دوسرے مقام میں لکھتے ہیں ۔

ومن ادعی ان سفیان خطأ فی هذا الحديث فهو المنطی بدعوا ما لا دلیل له علیہ فان قيل قد خالفہ زہید بن معاویۃ قلت سفیان احفظ من زہید بل الثقة مصدق فی کل ما یروی

یعنی اگر یہ کہا جائے کہ اس حدیث میں سفیانؒ نے خطا کی ہے کیونکہ زہیر بن معاویہؒ نے اس میں ان کی مخالفت کی ہے تو ہم کہیں گے کہ بلا شک اس شخص نے خطا کی ہے جس نے بلا دلیل یہ دعویٰ کیا ہے کہ سفیانؒ نے خطا کی ہے کیونکہ سفیانؒ زہیر سے بڑے حافظہ ہیں ۔ اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ سفیانؒ نے اس حدیث میں خطا کی ہے تو بلا دلیل یہ دعویٰ کرنے والا خود خطا کا ہے اگر یہ کہا جائے کہ زہیر بن معاویہؒ نے ان کی مخالفت کی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ سفیانؒ زہیر بن معاویہؒ سے بڑے حافظہ ہیں ۔ اور ثقہ راوی جب روایت

معتبر ہوتی ہے الخ بلفظ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ روٹپڑی صاحب اور امام بخاریؒ اس ضابطہ کو لکھ تو لیتے ہیں لیکن جب اس پر عمل کرنے کا وقت آتا ہے تو خود بھول جاتے ہیں اور حضرت سفیان ثوریؒ احفظ الناس کی زیادت کو تسلیم نہ کرتے ہوئے الثا ان پر وہم کا الزام بھی لگاتے ہیں۔

آپ ہی خود اپنے ذرا جو رجحان کو دیکھیں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔
جواب ۳۔ عبد اللہ بن ادریسؒ کی حدیث اور ہے اس میں تطبیق وغیرہ کا ذکر ہے اور سفیان ثوریؒ کی حدیث اور ہے اس میں ترک رفع الیدین کا بیان ہے تطبیق وغیرہ کا ذکر نہیں ان دو حدیثوں کو ایک بنانا انصاف نہیں۔

جواب ۴۔ بقول ان کے اگر دونوں حدیثیں ایک ہی تسلیم کر لی جائیں تب بھی سفیان ثوریؒ کی روایت کو ترجیح ہوگی کیونکہ حافظہ دفعتاً ہست میں وہ عبد اللہ بن ادریسؒ سے بہت زیادہ ہیں چنانچہ تہذیب التہذیب میں امام شعبہؒ کے ترجمہ میں ابن ادریسؒ خود اقرار فرماتے ہیں کہ سفیان حافظہ اور فضیلت میں مجھ سے زیادہ ہیں بحوالہ بسط الیدین ص ۳۵ اور ان کا طبقہ بھی اونچا ہے چنانچہ تقریب میں سفیان ثوریؒ کو طبقہ سابع میں شمار کیا گیا ہے اور عبد اللہ بن ادریسؒ کو طبقہ ثامنہ میں شمار کیا گیا ہے۔ اور محدثین کرام کے ہاں تو سفیان کا حافظہ اتنا مضبوط ہے کہ اگر کوئی راوی ان کی مخالفت کرے تو ترجیح وہ سفیانؒ کی روایت کو دیتے ہیں دیکھئے سنن ترمذی ص ۲۳۸ و تہذیب التہذیب ص ۲۴۴ ج ۲ وغیرہ۔

جواب ۵۔ امام بخاریؒ ایک راوی محمد بن عبد اللہ پر جرح کرتے ہیں تو اس کا جواب مولانا عبد الرحمن مبارک پوری غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص ۲۳ ج ۱ میں یہ دیتے ہیں۔

واما قول البخاری محمد بن علیہ
 امام بخاریؒ کا فرمان کہ محمد بن عبد اللہ کی روایت
 لا یتابع علیہ لیس بمضّر فامنه
 نہیں کی جاتی کوئی مضر نہیں کیونکہ وہ ثقہ ہے

ثقة أم

اور حافظ روپڑی صاحب غیر مقلد رفع الیدین اور آئین ص ۲۱ میں اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا کہنا کہ اس کی موافقت نہیں کی جاتی یہ بہت ہلکی جرح ہے آہ بلفظہ۔

قارئین کرام! حضرت امام بخاریؒ کی کوئی بات جب غیر مقلدین حضرات کے خلاف ہو جائے تو اسے رد کر دیتے ہیں اور جب کوئی بات موافق ہو جائے اگرچہ حقیقتہً میں وہ غلط ہو تو اسے خوب اچھالتے ہیں تاکہ غیر مقلدیت کا پھندا ان کے گلے سے نہ چھوٹے حالانکہ غلط بات ہمیشہ غلط ہوتی ہے چنانچہ مولوی محمد صاحب غیر مقلد عقیدہ محمدی ص ۱ مطبوعہ ۱۳۵۳ھ ماہ ذوالحجہ میں لکھتے ہیں کوئی ایسا نہیں جس سے احکام شرع میں غلطی اور خطا نہ ہوتی سوا پیغمبرؐ کے الخ

قارئین کرام جب محمد بن عبد اللہؐ پر امام بخاریؒ کی جرح ہے تو اس کی حدیث بھی مجروح ہوگی مگر چونکہ غیر مقلدین حضرات اس روایت پر عمل کرتے ہیں تو یہ روایت ان کے نزدیک صحیح ہے اور حضرت سفیان ثوریؒ امام بخاریؒ کے ماں اعلیٰ درجہ کے ثقہ ہیں اور صحیح بخاری کے مرکزی راوی ہیں لیکن وہ ثم لم یعد روایت کرتے ہیں جو امام بخاریؒ کے مذہب کے خلاف ہے تو امام بخاریؒ ان کا وہم قرار دیتے ہیں اور غیر مقلدین حضرات کے چونکہ امام بخاریؒ کی یہ بات موافق ہے تو وہ امام بخاریؒ کی اس بات کے بیان کرنے میں غویٰ سمجھتے ہیں۔

جواب ۱۱ :- حضرت سفیان ثوریؒ ثم لم یعد کے روایت کرنے میں اکیلے نہیں بلکہ حضرت ابن مسعودؓ سے ترک رفع الیدین کی بعض روایات میں اور راوی ہیں، ان میں نہ تو سفیان ثوریؒ موجود ہیں اور نہ عاصم بن کلیب دیکھے اسی حدیث کے تحت اعتراض ۱۱ کے جواب ۱۱ میں۔

نیز اور بہت سی صریح روایت ترک رفع الیدین میں موجود ہیں بخلاف اس کے کہ حضرت ابن عمرؓ سے جو روایت امام بخاریؒ رفع الیدین میں بیان کرتے ہیں وہ صحیح

ہے امام ابو عوانہ نے امام بخاریؒ کی غلطی پکڑی ہے اور پوری روایت صحیح ابو عوانہ میں بیان کی ہے جو ترک رفع الیدین میں صریح ہے۔

وہ الزام ہم کو دیتے ہیں قصور اپنا نکل آیا

جواب ۷: اگر تم لم بعد سفیان ثوریؒ کا وہم ہوتا تو پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ترک رفع الیدین ثابت نہ ہوتا مگر ساری دنیا جانتی اور مانتی ہے کہ ترک رفع الیدین آپ کا زیور تھا اور سنت نبویؐ کے بغیر تو آپ عمل نہ کرتے تھے چنانچہ امام دارقطنیؒ (الدرقطنی ص ۲۶۱) میں لکھتے ہیں۔

ر عبد اللہ بن مسعود اتقی لربہ
واشیح علی دینہ من ان میروی
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انہ یقضی بقضاء ویفتی ہو بخلاف
هذا لا یتوہم مثله علی عبد اللہ
بن مسعود الخ

حضرت عبداللہ بن مسعود اللہ تعالیٰ سے
بہت ڈرنے والے تھے اور اپنے دین پر بڑے
حرصیں تھے یہ نہیں ہو سکتا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وہ کوئی فیصلہ نہ
کریں اور فتویٰ اس کے خلاف دیں ایسی
شخصیت کے بارے یہ وہم ہی نہیں کیا جاسکتا۔

قارئین گرام اس میں سفیان ثوریؒ کا کیا قصور ہے یہ خود لائق واضحہ کے ساتھ حضرت
عبداللہ بن مسعودؓ سے ثابت ہے۔

جواب ۸: علامہ زلیعیؒ نصب الرایہ ص ۲۶۱ میں لکھتے ہیں امام بخاریؒ فرماتے ہیں
کہ سفیان ثوریؒ کا وہم ہے اور ابن قطنؒ فرماتے ہیں کہ وکیعؒ کا وہم ہے اس اختلاف
کا تقاضا یہ ہے کہ دونوں قول ساقط ہو جائیں اور اصل کی طرف رجوع کیا جائے اور وہ
ہے صحت حدیث۔

جواب ۹: علامہ شاکرؒ غیر مستند مقدمہ شرح ترمذی ص ۸۲ میں لکھتے ہیں۔

اذا میری الترمذی اختلاف الرواة
فی حدیث یثقل عنہ الحافظ الدارمی

امام ترمذی کی عادت یہ ہے کہ جب کسی حدیث
کی سند میں راویوں کا اختلاف دیکھتے ہیں تو اس

عبد اللہ بن عبد الرحمن ویسل عنہ
 البخاری ائی الروایات فیہ اصح
 فلم یرجع واحد منها شیئاً ثم
 یری البخاری یختار احادی الروایا
 ویضعها فی کتابہ الجامع الصحیح
 ثم لا یرضی الترمذی ان یقلد
 شیخہ البخاری فیما راہ الشہة
 فیرجع ہو روایۃ اخری بمقام
 من لدیہ دلیل آہ یلفظ .

کے بارے میں اپنے شیخ دارمیؒ اور بخاریؒ دونوں
 سے پوچھتے ہیں کہ کون سی نزاد صحیح روایت ہے
 تسلی نہ ہونے کے بعد کسی شیخ کی بات کو ترجیح نہیں
 دیتے پھر دیکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ صحیح بخاری میں
 کس روایت کو اختیار کرتے ہیں اگر اس کے بعد بھی
 کوئی شک و شبہ باقی ہو تو امام ترمذیؒ اپنے شیخ بخاریؒ
 کی تقلید نہیں کرتے بلکہ دوسری روایت کو ترجیح دیتے
 ہیں جو ان کے ہاں مضبوط دلیل سے ثابت ہو

قارئین کرام یہ روایت بھی امام ترمذیؒ نے امام بخاریؒ سے اپنی عادیۃ کے موافق پوچھی
 ہوگی مگر تسلی نہ ہونے کی صورت میں انہوں نے اس حدیث کو اس عنوان اور انداز بیان سے
 نوازا ملاحظہ ہو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم باب ما جاء ان النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم یرفع الافی اول مرة (الی) قال البرعینی حدیث ابن مسعود حدیث
 حسن (صحیح) وبہ یقول غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی
 (صلی اللہ علیہ وسلم) والتابعین وهو قول سبعین واهل الکوفة
 ترمذی ص ۲۲ مطبوعہ قاہرہ بتحقیق علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد ..

جواب میں :- عبد اللہ بن ادریس بھی کوئی ہیں اور پہلے ٹھوس دلائل سے یہ بات گزر چکی
 ہے کہ اہل کوفہ کا ترک الیدین پر اجماع ہے اور ان کی روایت میں بھی رفع الیدین صرف
 عند الافتتاح ہے اور ہمارا مقصود بھی اتنا ہے نیز امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ جب حدیث
 صحیح ثابت ہو جائے تو پھر اس کی کا قول قابل اعتماد نہیں جزاء القراءة ص ۱۰۰ .

حضرت سفیان ثوریؒ کی حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے اور اس طرح اور بھی بہت
 سی صحیح حدیثیں ثابت ہو چکی ہیں تو ان صحیح حدیثوں کے مقابلہ میں امام بخاریؒ جو اسی ہیں

ان کی بات بھی قابل اعتماد ہیں۔ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ ۔

بھیدا پنا و اعظ کھلوا یا عبث دل جلوں کو تو نے گر مایا عبرت

اس حدیث پر اعتراض ملا :- صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں قال ابوداؤد و ہذا یس بصیح علی هذا المعنی مشکوٰۃ ص ۱۱۶ کہ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس طریقہ سے صحیح نہیں ہے ۔

جواب :- امام ابوداؤد کے ہاں یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ وہ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد سکوت فرماتے ہیں اور روپڑی صاحب غیر مقلد رفع الیدین اور آئین ص ۲۱ میں لکھتے ہیں ابوداؤد جس حدیث پر سکوت کرتے ہیں وہ ان کے نزدیک اچھی ہوتی ہے نہ صاحب مشکوٰۃ نے جو یہ جرح ان کی طرف منسوب کی ہے یہ ان کا تراجم ہے کیونکہ یہ الفاظ امام ابوداؤد نے حضرت برادر بن عازبؓ کی حدیث ترک رفع الیدین کے بارے فرمائے ہیں جو محمد بن عبدالرحمن بن ابی یعلیٰ کے طریق سے مروی ہے دیکھیے سنن ابوداؤد ص ۱۱۱ فاروقین کرام صاحب مشکوٰۃ کے چند اوصاف بطور نمونہ ملاحظہ ہوں ۔

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۱۱ میں ہے عن ابن الزبیر قال کان رسول اللہ علیہ

وسلّم اذا سلّم من صلوٰتہ یقول بصوتہ الٰہی لا الٰہ الا اللہ والحديث رواه مسلم ۔ حالانکہ صحیح مسلم ص ۲۱۸ میں یہ روایت موجود ہے اور بصوتہ الٰہی کے الفاظ

موجود نہیں ہیں بدعتی ذکر بالجہر کے ثبوت میں مشکوٰۃ کی اس غلط روایت سے استدلال کرتے ہیں (۲) مشکوٰۃ ص ۵۴۲ میں ایک روایت ہے جس کے بعض الفاظ یہ ہیں

استقبلہ داعی امرتہ یہاں سے بدعتی استدلال کرتے ہیں کہ میت کے گھر کا کھانا جائز ہے حالانکہ صحیح الفاظ داعی امرۃ کے ہیں بغیر ضمیر کے چنانچہ یہ روایت

ابوداؤد ص ۱۱۶ مشکل الآثار ص ۱۳۳ مقتصر ص ۱۶۹ شرح معانی الآثار ص ۳۲ دارقطنی ص ۵۴۵

مسند احمد ص ۲۹۳ سنن الکبریٰ ص ۹۶ عقود الجواهر المنیۃ ص ۶۲ خصال الکبریٰ ص ۱۰۳

مستدرک حاکم ص ۲۳۲ محلی ابن حزم ص ۴۱۵ عون المعبود ص ۲۴۹ بذل الجمود ص ۲۳۹ وغیرہ

کتب میں موجود ہے اور داعی امرۃ بغیر ضمیر کے ہے بحوالہ راہ سنت ص ۲۵
مولانا عبدالرحمن صاحب مبارکپوریؒ غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص ۱۳۴ میں لکھتے ہیں

قلت قد وقع في المشكوة لفظ داعی امرأت باضافة لفظ امرادة الى
الضمير وهو ليس بصحيح بل الصحيح داعی امرأة بغیر الاضافة

الخ بلفظ (۳) مشکوة ص ۲۴۴ باب المنهي عنها من اليسوع حديث (عن ابن عمر
قال كانوا يبتاعون الطعام في اعلى السوق المذمومة الحديث کے ذکر کرنے کے بعد

صاحب مشکوة فرماتے ہیں بعد اجدہ فی الصحیحین کہ بخاری و مسلم میں یہ حدیث میں نہیں پائی حالانکہ بخاری
ص ۲۸۹ اور مسلم ص ۴۴ میں یہ حدیث موجود ہے محشی فرماتے ہیں کہ صاحب مشکوة کی تحقیق کمزور ہے (۴) مشکوة ص ۱۴۴ باب الصلح فی
الثالث

کی پہلی حدیث میں ہے عن ام حنیبۃ انہا کانت تحت عبد اللہ بن جحش

حالانکہ صحیح عبید اللہ بن جحش ہے چنانچہ البوداؤد جامع الاصول متفق میں ایسے ہی ہے

اور یہ دونوں بھائی ہیں بحوالہ مرقاة مشرق مشکوة ص ۲۴۸ ملخصاً - (۵) مشکوة ص ۳۸۹

میں ایک روایت یوں ہے عن عبد اللہ بن عمروؓ حالانکہ صحیح عن عبد اللہ

بن عمروؓ چنانچہ البوداؤد میں ایسے ہی ہے (۶) مشکوة ص ۳۱۲ باب قتل اهل الردة

میں حدیث بحوالہ مصابیح یوں ذکر کی گئی ہے من خیر قول البدریۃ الا حالانکہ

مصابیح میں اس طرح ہے من قول خیر البدریۃ ، بحوالہ مرقاة ص ۱۰۶ طبع

مکان (۷) مشکوة ص ۲۹۹ کتاب القصاص حدیث اول میں صاحب مشکوة نے

تقدیم تاخیر کر دی ہے چنانچہ النفس بالنفس والشیب الزانی الخ متفق علیہ حالانکہ

بخاری اور مسلم میں الشیب الزانی پہلے ہے اور النفس بالنفس بعد میں ہے ۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ صاحب مشکوة کی غلطی ہے اور صحیحین کی ترتیب میں

ایک نکتہ ملحوظ ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں ترقی من الادنی الی الاعلیٰ ہے کیونکہ زنا

قتل سے کم ہے اور قتل ارتداد سے کم ہے مرقاة ص ۳۴ (۸) مشکوة باب القتال فی

الحجاء فصل ثالث کی پہلی حدیث ہے عن ثوبان بن یزید ان النبی صلی اللہ

علیہ وسلم حالانکہ صحیح ثور بن یزید ہے ترمذی وغیرہ میں ایسے ہی ہے کیونکہ ثوبان بن یزید نام کا کوئی صحابی نہیں اور ثور بن یزید کے بارے صاحب مشکوٰۃ - اکمال ص ۵ میں فرماتے ہیں لہ ذکر فی باب المدح اور مشکوٰۃ باب الملاحم ص ۴۶ میں اس کا ذکر موجود ہے اور صاحب مرقاة کو یہاں غلطی لگی ہے وہ فرماتے ہیں کہ باب الملاحم میں اس کا کوئی ذکر نہیں (تنبیہ) حضرت ثوبان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام تھے لیکن وہ ثوبان بن یزید نہ تھے بلکہ ثوبان بن یحیٰ تھے (اکمال ص ۵۸) (۹) مشکوٰۃ ص ۲۵ فصل ثانی میں ہے وعن یزید بن خالد حالانکہ صحابہ کرام میں اس نام کا کوئی صحابی نہیں صحیح زید بن خالد ہے اور مصابیح میں بھی ایسا ہی ہے بحوالہ مرقاة ص ۵۲ (۱۰) مشکوٰۃ ص ۴۵۴ میں حدیث ان الفاظ سے مروی ہے عن ابی ہریرۃ قال

قلت یا رسول اللہ بینا انا فی بیعتی فی مصلاہی اذ دخل علی رجل فاعجبنی الحال الحدیث ۲ رواہ الترمذی اس حدیث کا ترجمہ کرتے وقت بڑی دقت محسوس ہوتی ہے اور ترجمہ کر چکنے کے بعد بھی دل میں غمجان رہتا ہے اور ساری خرابی کی وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث اس طرح نہیں ہے بلکہ صحیح حدیث ترمذی میں اس طرح ہے -

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ الرجل یعمل العمل فیسترہ فاذا اطلع علیہ اعجبه ، ذالک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ احب ان الحدیث بحوالہ مرقاة ص ۶۶ - تلث عشرة كاملة

صاحب مشکوٰۃ کے اور بھی کئی اغلاط میرے پیش نظر ہیں مگر میں ان پر اکتفا کرتا ہوں واللہ تعالیٰ علم بالصواب ہمارے استاد محترم محقق وقت شیخ الحدیث مولانا ابوالزہام محمد سرفراز خان صاحب صفدر دام مجدہم نے ایک موقع پر دورانِ درس حدیث فرمایا تھا کہ میں نے صاحب مشکوٰۃ کے ۱۰۰ اغلاط جمع کیے ہیں ۔

اس حدیث پر اعتراض مک :- مولانا عبدالرحمن مبارکپوری غیر مقلد اور مولانا شمس الحق صاحب عظیم آبادی غیر مقلد فرماتے ہیں کہ ابوداؤد نے کہا ہے ۔

هذا حديث مختصر من حديث طويل و
 ليس هو بصحيح على هذا اللفظ .
 اور اس لفظ سے صحیح نہیں ہے ۔

تحفة الاحوذی ص ۲۲ و عون المعبود ص ۲۴۳

جواب :- یہ عبارت البوداؤد کے کسی متداول نسخہ میں نہیں ہے بظاہر یہ امام البوداؤد پر
 افتراء ہے اگرچہ حافظ ابن حجر تمییز الجیر ص ۲۲۲ میں اور علامہ شوکانی غیر مقلد نیل الاوطار
 ص ۱۸۶ میں (واللفظ) یہ لکھتے ہیں وتصیح ابی داؤد بانہ . لیس بصحیح الزمر ایک
 تو یہ عبارت ہی مذکورہ عبارت کے علاوہ ہے دوسرے یہ وہ الفاظ ہیں جو صاحب مشکوٰۃ
 نے البوداؤد کی طرف غلطی سے منسوب کیے ہیں اور دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ صاحب
 مشکوٰۃ کی غلطی ہے . یہی وجہ ہے علامہ امیر بھائی غیر مقلد نے سبل السلام میں اور حافظ
 عبد اللہ صاحب روپڑی نے رفع یدین اور آمین میں اس غلطی کا احساس کرتے ہوئے امام
 البوداؤد کی طرف ان میں سے کسی عبارت کا انتساب نہیں کیا البتہ غیر مقلدین حضرات
 نے خود ایک نسخہ البوداؤد کا چھپوایا ہے اور اس میں یہ عبارت درج کی ہے چنانچہ محی الدین
 عبد الحمید غیر مقلد محشی و شیع اس نسخہ کے بین القوسین اس عبارت کو یوں درج کرتے ہیں
 (هذا حديث مختصر من حديث طويل وليس هو بصحيح على هذا اللفظ)

البوداؤد ص ۲۴۸ مطبوعہ مصر .

محشی غیر مقلد نے یہ عبارت بین القوسین درج کر کے کسی اور نسخہ کا حوالہ نہیں
 دیا بلکہ اپنی بدیانتی ہی کو ظاہر کر دیا ہے اور پھر حاشیہ میں غیر مقلد نہ اور غیر منصفانہ انداز
 سے اس حدیث پر یوں جرح فرمائی کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور حضرت عبد اللہ بن
 مسعود بھول گئے ہیں : لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم .

علامہ شبیر احمد عثمانی

فتح الملم ص ۱۲ ج ۲ میں لکھتے ہیں کہ یہ عبارت جو البوداؤد کی طرف منسوب کی گئی ہے مناسب
 نہیں کیونکہ مناسب عبارت اس طرح ہوتی هذا حديث مختصر من الحديث الطويل

مطلب یہ ہے کہ مقام تو تعریف کا ہے (یعنی معرذ کا نہ نکرہ کا) بتانا یہ مقصود ہے کہ یہ حدیث مختصر متعین حدیث سے باخود ہے جو کہ طویل ہے نہ کہ کسی غیر متعین حدیث سے علاوہ ازیں اگر یہ عبارت ہوتی تو یہ اہم عبارت سب نسخوں میں ہوتی (محصلاً) ہم غیر مقلدین حضرات سے گزارش کرتے ہیں کہ

ترسیم کہ نہ رسی بجکبے اے اعرابی کہیں راہ کہ تو میری تبرکتان است

جواب ۱: یہ حدیث کسی لمبی حدیث کا حصہ نہیں بلکہ یہ حدیث اتنی سی ہے جو درجہ گیارہ کتابوں سے پیش ہو چکی ہے اور کسی معتبر محدث نے اس حدیث کو کسی لمبی حدیث کا حصہ قرار نہیں دیا۔

جواب ۲: اگر بالفرض امام ابو داؤد سے یہ جرح ثابت بھی ہوتی تب بھی غیر مفسر ہو کر ناقابل اعتبار تھی اور اس حدیث کی صحت میں کسی قسم کا شک پیدا نہیں ہوتا خود غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں نے اس حدیث کو صحیح ثابت قوی بے غیب قرار دیا ہے۔ ۷

جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے

اس حدیث پر اعتراض ۳: مولوی نور حسین صاحب گھر جا کھی غیر مقلد اپنے رسالہ قرۃ العین ص ۸۸ میں لکھتے ہیں کہ فلع میرفع ید یہ الامرة واحداً کا مطلب شیخ محمد الدین ابن عربی شافعی صاحب فتوح مکیہ کے ہاں یہ ہے کہ تکبیر اقلع کے وقت رفع الیدین ایک بار کیا بار بار نہیں کیا جیسے تکبیرات عیدین میں کیا جاتا ہے۔

جواب ۱: حضرت ابن عربیؒ نے اگر یہ تاویل کی ہے تو صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث میں صاف ہے

فصلی فلع میرفع ید یہ الافی کہ انہوں نے ساری نماز پڑھی پس رفع الیدین نہ کیا مگر ابتداء میں ایک دفعہ۔

اس حدیث میں اس باطل تاویل کی کوئی گنجائش ہی نہیں اور حضرت شیخؒ کی یہ

تاویل القول بسالایرضی بہ قائلہ کے طریق سے ہے۔
 جواب ۲ :- شیخ ابن عربی کی باتیں ہی عجیب ہیں یہ تاویل کوئی زیادہ حیران کن نہیں
 اس سے زیادہ حیران کن باتیں ان کی نیچے علامہ سید محمد انور شاہ صاحب فیض الباری
 ص ۱۶۵ میں لکھتے ہیں۔

اقول وقد تفرد الشيخ الاكبر
 ببعض المسائل التي فاته قد اعتبر
 ايمان فرعون (الى) ونسب بعد
 العلوم الى الشيخ الاكبر قدم
 بعض الاشياء وظني ان تلك النبوة
 صحيحة الى
 میں کہتا ہوں کہ شیخ اکبر بعض اور مسائل میں
 بھی متفرد ہیں انہوں نے فرعون کے ایمان کا
 اعتہار کیا ہے (الی) و نسب بعد
 بعض اشیاء کے قدیم ہونے کی شیخ اکبر کی
 طرف نسبت کی ہے اور میرے گمان کے مطابق
 ان کی طرف یہ نسبت صحیح ہے۔

اور مولانا محمد یوسف کوکن عمری ایم اے مدرس یونیورسٹی اپنی مایہ ناز کتاب
 ابن تیمیہ ص ۶۰ میں لکھتے ہیں کہ امام ابن تیمیہ ابن عربی کو امت کا شیطان لکھتے تھے
 بوجہ مسئلہ وحدۃ الوجود کے آھ بفظہ اور حافظ ابن حجر نے لسان المیزان ص ۲۱۱ میں ان
 کے عجیب حالات ذکر کئے ہیں ان کا اپنا بھی ایک عجیب قول نقل کیا ہے ملاحظہ ہو۔
 تَذَوَّقْتُ حَيَاتِي فَرَزِقْتُ مِنْهَا ثَلَاثَةَ اَوْلَادٍ اَحَدُهُمْ فِي جَنَّةٍ
 شَادِيٌّ كِيٍّ اور مجھے تین بچے عطا کئے گئے۔

فاریں کرام یہاں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ اکبر کا ازدواجی تعلق جنت
 سے تھا اور ان سے ان کی اولاد بھی تھی حالانکہ علوماً انسان کی اولاد جہنمی بھوتنی سے
 نہیں ہو سکتی بہر حال حضرت شیخ اکبر کی ایسی باتوں کو بطور تعجب تو ذکر کیا جاسکتا ہے
 مگر ان سے استدلال نہیں کیا جاسکتا واللہ اعلم بالصواب۔

اس حدیث پر اعتراض ۹ :- مولوی محمد صاحب غیر مقلد جو ناگڑھی دہلوی دلائل
 محمدی ص ۱۱۱ پر اعتراض ۹ :- مولوی محمد صاحب غیر مقلد جو ناگڑھی دہلوی دلائل
 محمدی ص ۱۱۱ پر اعتراض ۹ :- مولوی محمد صاحب غیر مقلد جو ناگڑھی دہلوی دلائل

بن اسود سے علقمہ سے روایت کرتے ہیں حالانکہ عبدالرحمن کا علقمہ سے سُننا ثابت نہیں آہ بلفظہ۔

جواب :- یہ اعتراض ان کا کتب اسناد الرجال سے بے علمی پر مبنی ہے درنہ ایسا فضول اعتراض نہ وہ کرتے اور نہ ہمیں جواب کی تکلیف ہوتی ہے۔

آپ آتے بھی نہیں مجھ کو لاتے بھی سیں باعث ترک ملاقات بتاتے بھی نہیں

علامہ خطیب بغدادی المتفق والمفترق میں لکھتے ہیں۔ سمع من آبیہ وعلقمہ

بحوالہ نصب الراية ص ۲۹۵ اور علامہ خطیب ہی اپنی دوسری تصنیف حمال میں

لکھتے ہیں سمع عائشة و آباء و علقمة بن قیس بحوالہ عینی شرح البدایہ ص ۶۱۲

اور حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب ص ۱۴ میں لکھتے ہیں روی عن آبیہ وعلقمہ

ابیہ علقمة بن قیس وعائشة والنس وابن الزبير وغيرهم الخ اور

مسند احمد ص ۴۱۸ میں عبدالرحمن کی علقمہ سے تحدیث ثابت ہے چنانچہ مسند اس طرح ہے

عن عبد الرحمن بن الاسود ثنا علقمة عن عبد الله الخ اور نسائی ص ۱۵۷

مطبوعہ رحیمیہ دیوبند کتاب المزارعة میں بھی سماع ثابت ہے۔ بہر حال یہ اعتراض

بھی فضول ہے۔

اس حدیث پر اعتراض ملتا :- رفع الیدین کی روایات ثبوت میں اور ترک رفع یدین

کی روایات نافی ہیں اور محدثین کرام کے ہاں عند التعارض ترجیح مثبت کو ہوتی ہے

جواب :- رفع الیدین بین السجدتین کی روایات ثبوت میں اور ترک رفع الیدین

بین السجدتین کی نافی ہیں مگر آپ اس مقام میں رفع الیدین کے قائل ہی نہیں فضا

هو جوابكم فهو جوابنا

جواب :- مولانا عبدالنواب ملتانى غیر مقلد ماشیہ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۸۴

میں رفع الیدین بین السجدتین کی روایات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

تعاوضت فيه روايات الفعل سجدتین میں رفع الیدین کرنے اور نہ کرنے کی

والترک والاصل العدم - روایات باہم متعارض ہو گئی ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ رفع الیدین نہ ہو۔

آھ بلغظہ

قارئین کرام غیر مقلدین حضرات کا کسی ضابطہ پر ہی عمل نہیں ہے اگر وہ اس ضابطہ پر عمل کریں تو پھر سارا نزاع ہی ختم ہے کیونکہ عند الركوع وبعدا الركوع وغیرہ میں رفع الیدین کرنے اور نہ کرنے کی روایات کا تعارض ہے اور اصل بات یہ ہے کہ رفع الیدین نہ ہو تو سارا نزاع ہی ختم ہے۔ نہ ہے بانس اور نہ بکے بانسری۔ اب صرف رفع الیدین عند الافتتاح ہی رہ جائے گا اور یہاں روایات کا کوئی تعارض نہیں بلکہ یہ متفق علیہ بات ہے اور پچاس حضرات صحابہ کرام اس رفع یدین کے راوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ غیر مقلدین حضرات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ باقی ہے ہم لوگ تو بفضلہ تعالیٰ سے

جواب ۲ :- رفع الیدین عند الركوع وغیرہ میں اضطراب اور ابھام ہے اور رفع یدین عند الافتتاح میں کوئی ابھام و اضطراب وغیرہ نہیں اور محدثین کرام کے ہاں مفسر کو مبہم پر ترجیح ہوتی ہے چنانچہ حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں والمفسر یقضی علی الملبہم کہ مفسر کو مبہم پر ترجیح دی جائے گی۔

صحیح بخاری ص ۲۱۱۔

اس حدیث پر اعتراض ۱ :- رفع الیدین کی روایات صحیحین میں ہونے کے وجہ سے راجح ہیں اور ترک رفع الیدین کی روایات صحیحین میں نہ ہونے کے باعث مرجوح ہیں۔ جواب ۱ :- غیر مقلدین حضرات کی بے چینی کی عجیب مثال ہے کسی نے اسی موقع پر کیا ہی خوب کہا ہے

کتاب کی سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو دہکتے ہیں جو بل اٹھتا ہے وہ پہلو تو یہ پہلو دہکتے ہیں غیر مقلدین حضرات کے ہاں صحیحین کی تمام حدیثیں صحیح نہیں ہیں بلکہ بعض

ضعیف حدیثیں بھی ان میں موجود ہیں چنانچہ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلدین اور آئین ص ۱۲۲ میں لکھتے ہیں کہ جیسے بخاری مسلم کی بعض احادیث پر محدثین نے تنقید کی ہے پھر آگے چل کر لکھتے ہیں غرض ایسے اتفاقات بہت ہو جاتے ہیں جہاں کہیں (ص ۱۲۲) ضعف کی کہیں صحت کی تصریح کرنی پڑتی ہے بخاری مسلم میں بھی کسی موقع پر ایسا ہو جاتا ہے چنانچہ مسلم میں حدیث واذا قرأ فانصتوا کی بابت صحت و ضعف کی بحث ہے اور کبھی تعلیقات کے متعلق ایسی بحث ہوتی ہے غرض جن کتابوں میں صحت کی شرط ہے ان میں کسی موقع پر صحت و ضعف کے ذکر سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ان میں صحت کی شرط نہیں یہ زبردست مغالطہ ہے آء بلفظہ۔

قارئین کرام روپڑی صاحب غیر مقلد کی عبارت سے کئی باتیں واضح ہوئیں۔
 (۱) بخاری اور مسلم کی کئی حدیثیں ضعیف ہیں بالخصوص وہ حدیثیں جو غیر مقلدین حضرات کے مذہب کے خلاف ہوں جیسے واذا قرأ فانصتوا الحدیث جو مسلم میں ہے (۲) تعلیقات بخاری وغیرہ میں بھی صحت و ضعف کی بحث ہے صحیحین وغیرہ کتابوں میں جن میں صحت کی شرط ہے اگر بعض حدیثوں کو ضعیف کہہ دیا جائے تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ان میں صحت کی شرط نہیں مغالطہ ہے۔

قارئین کرام جب بخیاں فریق ثانی صحیحین کی روایات کا یہ حال ہے تو ان میں ترک رفع الیدین کی روایات اگر موجود نہ ہوں تو کیا حرج ہے؟

جواب ۱:۔ خود غیر مقلدین حضرات نے بعض دفعہ صحیحین کی روایات کو صحیحین کی روایات پر ترجیح دی ہے چنانچہ نواب صدیق حسن خان غیر مقلد نزل الابراہ ص ۱۳۶ بسمہ بالجہر کی روایات کو راجح قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں مع کوندہ خادجا مخرج الصصحیح الخ باوجودیکہ یہ روایات صحیح بخاری و مسلم وغیرہ میں نہیں ہیں۔

قارئین کرام ترک جہر بسمہ کی روایات صحیحین میں ہیں اور جہر بسمہ کی روایات صحیحین میں نہیں ہیں جن کا نواب صاحب نے خود اقرار کیا ہے اور ترجیح بھی ان

کے ہاں غیر صحیحین کی روایات کو ہے اور علامہ امیر میانیؒ غیر مقلد بنی السلام ص ۱۱۱ باب
صفتہ الصلوٰۃ کی حدیث خامس عشر کی تشریح میں لکھتے ہیں

وبوب علیہ النسائی البہرہ بیسم
اللہ الرحمن الرحیم و ہواصح حدیث
یہ جہر بسمہ کی بہت زیادہ صحیح حدیث
ہے جس کو نسائی نے باب باندہ کر روایت
ورد فی ذالک کیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جہر بسمہ کی حدیث مصنفین صحاح ستہ میں سے سوا اہم نسائی
کے اور کسی نے تخریج نہیں کی مگر پھر بھی غیر مقلدین حضرات کے ہاں راجح یہی حدیثیں ہیں
مولانا محمد حسین صاحب بنارویؒ غیر مقلد اشاعت السنۃ النبویہ جلد چہارم و مضمیمہ متضمن مسائل
مذہب محدثین اہل سنت طبع اسلامیہ پریس لاہور ص ۱۲۱ میں لکھتے ہیں کہ اس پر آپ کا یہ
سوال کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مسلمانوں میں اتفاق کے ساتھ مسلم علی آئی ہیں تو بعض علما
حنفیہ وغیرہ نے (بلکہ خود غیر مقلدین حضرات نے بھی) حافظ حبیب اللہ ان احادیث کے
خلاف کیوں کیا اور سبھی نے ان کے مطابق مذہب اختیار نہ کر لیا تو اس کا جواب یہ
ہے کہ یہ خلاف فہم معانی میں اختلاف پر مبنی ہے یا بعض وجوہات تریج پر آپ کتب
اصول و فروع السلام میں نظر نہیں رکھتے آپ فتح القدیر کو حنفی مذہب کی منظور
کتاب ہے یا برہان شرح مواہب کو جو عرب و عجم میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھی
جاتی ہے ایک دو روز مطالعہ کر کے دیکھیں کہ ان میں کس عزت و ادب کے ساتھ
صحیحین کی حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اور جس حدیث سے اختلاف کیا ہے
اس کو ضعیف سمجھ کر اختلاف کیا ہے یا اس کے معانی میں اختلاف کر کے یا اور وجوہات
خارجیہ سے دوسری احادیث کو ترجیح دے کر اختلاف کیا ہے آہ بلفظ

جواب ۳ :- صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جو روایت رفع الیدین میں
پیش کی جاتی ہے وہ تو دراصل ترک رفع الیدین میں ثابت ہے اور مستخرج صحیح ابوعب
لہ و مسند عیدہ کے حوالہ سے اس کا ثبوت پیش کیا جا چکا ہے اور حافظ رد پٹی صاحب

غیر مقلد کے حوالے سے یہ بات گذر چکی ہے کہ مستخرجات جیسے ابو عوانہ وغیرہ صحیحین کی روایات میں کئی بیشی و محذوفات کو ظاہر کرنے کے لیے لکھی گئی ہیں جس سے مطلب حدیث کی وضاحت ہو جاتی ہے اور دوسری روایت حضرت مالک بن حورثؓ سے جو رفع الیدین میں پیش کی جاتی ہے صحیح بخاری کے حوالے سے تو یہ حدیث نامکمل ہے اس میں رفع الیدین بین السجدتین کا ذکر نہیں کیا گیا حالانکہ مستخرج صحیح ابو عوانہ ص ۹۵ و نسائی ص ۱۶۵ وغیرہ میں رفع الیدین بین السجدتین کا بیان بھی کیا گیا ہے اور حافظ ابن حجر فتح الباری ص ۱۴۴ میں اسے اصح قرار دیتے ہیں اس کی مزید بحث اپنے مقام پر آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ مگر غیر مقلدین حضرات اس زیادہ صحیح روایت پر تو عمل ہی نہیں کرتے کیونکہ رفع الیدین بین السجدتین کے وہ سترے سے قائل ہی نہیں جب صحیحین میں رفع الیدین کی روایات کا یہ قصہ ہے تو باقی روایت رفع الیدین کا کیا حال ہو گا جو انہوں نے صحیحین میں بیان کرنا مناسب ہی نہیں سمجھا غرض ترک رفع الیدین کی روایات مضبوط ہیں اور وہی راجح ہیں۔

جواب ۴ :- ہماری روایات بھی صحیحین کے معیار کی ہیں صحیح ابو عوانہ اور مسند حمیدی کی سندیں وہی صحیحین والی ہیں بلکہ مستخرج صحیح ابو عوانہ میں تو صحیحین کی غلطی نکالی گئی ہے اور تمام غیر مقلدین حضرات کے ہاں صحیح ابو عوانہ کی تمام حدیثیں صحیح ہیں اور حضرت جابر بن سمرہؓ کی حدیث صحیح مسلم میں ذکر کی گئی ہے جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رفع الیدین سے منع کرنا اور ناراض ہونا بھی بیان کیا گیا ہے۔

جواب ۵ :- امیر بیانیؒ غیر مقلد سل السلام ص ۶۶ باب الجمعہ میں لکھتے ہیں کہ جب صحیحین کی حدیثوں پر محدثین کی تنقید ہو جائے تو وہ گویا صحیحین کی معیاری اور راجح حدیثیں ہی نہیں اور دوسری روایات پر ان کی ترجیح نہیں ہو سکتی (محصلہ)

اس حدیث پر اعتراض ۱۲ :- غیر مقلدین حضرات فرماتے ہیں کہ یہ ترک رفع الیدین

کی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی غلطی اور نیاں کا نتیجہ ہے اور آپؐ کی اغلاط اور بھی ثابت ہیں۔ (۱) معوذتین اور فاتحہ کو قرآن تسلیم نہ کرتے تھے حالانکہ ان کے قرآن ہونے پر اجماع ہے (۲) تطبیق کرتے یعنی ہاتھوں کو رکوع میں گھٹنوں کے درمیان رکھتے تھے حالانکہ یہ منسوخ ہے (۳) اور سورۃ والیل اذالغشی میں وما خلق الذکر والانشی کے بجائے والذکر والانشی پڑھتے تھے (۴) دو مقتدی ہوں تو ان کا مذہب تھا کہ ان کے درمیان میں کھڑے ہو جائے حالانکہ یہ جمہور کے خلاف ہے (۵) فرماتے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپؐ کوئی نماز بے وقت پڑھی ہو مگر دو نمازیں (۱) مزدلفہ میں حج کے موقع پر مغرب اور عشاء جمع کی (۲) اور صبح کی نماز فجر کے وقت محاذ سے پہلے پڑھی حالانکہ عرفات میں بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمع بین الصلوٰتین کیا ہے مگر حضرت ابن مسعودؓ کو اس کا علم نہیں۔

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد رفع یدین اور آمین ص ۱۵۱ میں لکھتے ہیں غرض جب اس قسم کی غلطیاں عبداللہ بن مسعودؓ سے ثابت ہیں تو رفع یدین کے مسئلہ میں غلطی کوئی الوکھی چیز نہیں۔ اور مولوی محمد صاحب غیر مقلد دہلوی دلائل محمدی ص ۳۸ حصہ دوم میں لکھتے ہیں جناب یاد ہے کہ یہ روایت گو حضرت عبداللہؓ سے ثابت تو نہیں لیکن آپ حضرات جبراً جب ثابت شدہ منوا ہے ہو تو سنہ حضرت عبداللہؓ نے یہاں بھول اور نیاں سے کام لیا ہے جس طرح اور بھی بعض مسائل میں آپؐ سے سو و نیاں ثابت ہے۔ اور ابو حامد محمد عثمان ساکن بنگلہ غیر مقلد کا ایک مضمون اخبار محمدی دہلی بابت ماہ یکم جون ۱۹۳۱ء ص ۱۲ میں چھپا ہے جس میں انہوں نے دارالعلوم دیوبند کے ایک فتویٰ پر تنقید کرتے ہوئے یوں لب کشائی کی ہے کہ مفتی کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع کرنے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت اور تیسری رکعت کے اٹھنے کے وقت

رفع یدین کرنا بھول گئے ہیں جس طرح اور کئی قرآن و حدیث کی باتوں کو بھول گئے ہیں۔

بھول اور نسیاں سے تو خدا تعالیٰ کی ذات ہی محفوظ ہے
اجمالی جواب ملاحظہ ہو | باقی انسان سے تو بھول اور نسیان صادر ہو سکتا ہے

لیکن دلیل سے جو بات **نسیان** اور بھول کا نتیجہ ثابت ہوگی وہی ناقابل عمل ہوگی نہ کہ ہر بات ردی ہو جائے گی جیسا کہ غیر مقلدین حضرات کا اصول ہے اور نسیان حضرت آدم علیہ السلام سے بھی ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ **اَشْئِيْ كَمَا تَنْسُوْنَ** الحدیث کہ میں بھی بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو دیکھیے غیر مقلدین حضرات کی آزادی و بداعتمادی کے اصولوں کے زد کہاں تک جا پہنچی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی غیر مقلد نے رفع یدین اور آمین کے ص ۶۹ میں پہلے تو یہ لکھا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ وکیع سے غلطی نہیں ہوئی بلکہ اس سے اوپر کے درجہ میں غلطی ہے اور وہ سفیان ہے آہ پھر روپڑی صاحب نے ص ۱۱ میں لکھا کہ کسی لفظ کا وہم۔ تو وہ ثقہ راوی سے بھی ہو جاتا ہے چنانچہ سفیان کا وہم بدلیل ثابت ہو چکا ہے آہ ملاحظہ اب پتہ نہیں کہ سفیان ٹورگی کا وہم کیوں ختم ہو گیا ہے اور روپڑی صاحب کو کیوں یہ وہم ہو گیا ہے کہ یہ غلطی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے کی ہے روپڑی صاحب اور اس طرح غیر مقلدین حضرات ایک بات پر قائم نہیں رہتے کبھی کوئی بات کرتے ہیں اور کبھی کوئی سے ایک جاہتے نہیں عاشق بدنام کہیں دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں اس آزادی و بداعتمادی کے باعث غیر مقلدین حضرات رقی کرتے کرتے بالآخر پورے غیر مقلد یعنی منکرین حدیث بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی آزادی اور بداعتمادی سے بچائے آمین۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس آزادی اور بداعتمادی کے کرشمے اپنی تصنیف انکار تقلید کے نتائج میں ذکر کریں گے۔

جواب ۲: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اگر ترک رفع الیدین کی روایت کرنے میں

اکیلے ہوتے تو پھر تو غیر مقلدین حضرات کے اعتراض کی کچھ گنجائش تھی مگر ان رین کرام
آپ دلائل سے معلوم کر چکے ہیں اور آئندہ دلائل میں ملاحظہ کریں گے کہ جمہور صحابہ ترک
رفع الیدین کے راوی و عامل ہیں

۲۔ جواب تفصیلی ملاحظہ ہو | معوذتین و فاتحہ کو قرآن تسلیم نہ کرنے کا جواب
حضرت عبداللہ بن مسعود پر یہ بہتان ہے اور محض جھوٹ
ہے علامہ ابن حزم ظاہری غیر مقلد علی ص ۱۳۱ میں لکھتے ہیں۔

وکل ما روى عن ابن مسعود من ان
المعوذتين وام القرآن لم تكن في
مصنفه فكذب موضوع لا يصح
وانما صحت عنه قراءة عامه
عن زر بن حبیش عن ابن مسعود
وفيهما ام القرآن والمعوذتان اه
کہ حضرت ابن مسعود کے مصنف میں معوذتین
و فاتحہ کے نہ ہونے کی ہر روایت جھوٹی اور
بنادٹی ہے حالانکہ قرآن عام عن زر بن حبیش
عن ابن مسعود صحیح ثابت ہو چکی ہے اور اس میں
فاتحہ اور معوذتین موجود ہیں امام نووی شرح منہج
میں لکھتے ہیں وما نقل عن ابن مسعود فهو
باطل ایسے تصحیح۔

ابن مسعود سے (ان کا قرآن میں سے نہ ہونا) جو نقل کیا گیا ہے تو وہ محض باطل ہے
صحیح نہیں ہے اور شرح مسلم ص ۲۶۲ میں لکھتے ہیں۔

وفيه دليل واضح على كونهما
من القرآن ورد على من نسب الى
ابن مسعود خلاف ذلك۔
اس میں واضح دلیل ہے معوذتین کے قرآن
میں سے ہونے پر اور رد ہے اس شخص پر جس نے
ابن مسعود کی طرف اس کے خلاف منسوب کیا ہے۔

اور شرح مسلم ص ۲۶۲ میں لکھتے ہیں۔
واما ابن مسعود فنرويت عنه
روایات كثيرة منها ما ليس بثابت
عند اهل النقل اه
کہ ابن مسعود سے جو روایتیں کی گئی ہیں ان میں
سے بہت سی ایسی روایتیں بھی ہیں جو محدثین
کرام کے ہاں غیر ثابت ہیں۔

علامہ فخر الدین رازی (المتوفی ۷۰۶ھ) تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:

لا غلب علی الظن ان هذا النقل
عن ابن مسعود كذب باطلا
اغلب ظن میں ہے کہ حضرت ابن مسعود سے
یہ نقل مجبوز اور باطل ہے۔

بحوالہ تفسیر القرآن ص ۸۱ وفتح اللہ ص ۲۵۹

علامہ تاج الدین سبکی (المتوفی ۷۷۷ھ) طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص ۲۴۲ طبع مصر

میں لکھتے ہیں:-

الاتری ان ابن مسعود قد انکر
المعوذتین وانما انکر رسمهما
لانه محال ان یظن بابن مسعود
ان ینکر اصلهما۔

اے مخاطب! تو دیکھ نہیں رہا ہے کہ حضرت
ابن مسعود نے معوذتین کا انکار کیا ہے اس کے سوا
کچھ نہیں کہ ان کی کتابت کا انکار کیا ہے یہ تو محال
ہے کہ ابن مسعود جیسی شخصیت کے متعلق ان کی اصلیت
کے انکار کا وہم کیا جائے (جیسے غیر مقلدین حضرات کا خیال ہے)

اور علامہ سبکی اسی صفحہ میں لکھتے ہیں

وقد عقد القاضي البرکک فی
کتابہ الانتصار للقرآن وهو
الکتاب العظیم الذی لا ینبغی لعالم
ان یخلو عن تحصیلہ بابائتین فیہ
خطا الناقل لهذه المقالة
عن عبد اللہ بن مسعود وان الدلیل
القاطع قائم علی کذبہ علی
عبد اللہ ویدرأه عبد اللہ منها

قاضی البرکک ابن العلی المالکی (المتوفی ۵۴۲ھ)
نے اپنی کتاب الانتصار للقرآن (جو عظیم الشان کتاب
ہے کسی عالم کے لیے مناسب نہیں کہ اس کی تکمیل
سے خالی رہے) میں باب باذہابہ اس میں ابنوں
نے معوذتین کے انکار کے ابن مسعود کی طرف
نسب قول کی خطابیہ کی ہے اور اس قول
کے جھوٹے ہونے پر دلیل قطعی قائم ہے اور
حضرت عبد اللہ بن مسعود اس جھوٹے قول سے
بری ہیں۔

آہ بلفظ

اور دوسرے محدثین حضرات نے اپنی تصانیف میں

مذکورہ بالا عبارات کو نقل کرنے کے بعد مائید کی ہے علامہ بحر العلوم فواتح الرحموت
شرح مسلم الثبوت میں ایک عبارت اس جھوٹے قول کی رد میں لکھتے ہوئے احسن
میں فرماتے ہیں۔

ان نسبة انكار الح ابن مسعود كره ابن مسعود کی طرف معوذتین کے انکار کی
باطل۔ نسبت باطل ہے۔

نواب صدیق حسن خانؒ غیر مقلد نزل الابرار ص ۱۴۲ میں لکھتے ہیں۔

قال النووي وفي هذا الحديث
دليل واضح على كونهما من القرآن
ورّد على من نسب الى ابن مسعود
خلاف ذلك قال في المفتاح وما
نسب الى ابن مسعود لا يصح بل
تواتر عنه عندنا انهما من
القرآن ولا يتم ختم القرآن
الا بهما وصحت الاحاديث بذلك
من طرق والعقد اجماع المسامين
على ذلك انتهى۔

یعنی علامہ نوویؒ نے مفتاح میں کہا ہے کہ جو
بات انکار معوذتین کی حضرت ابن مسعودؓ کی
طرف منسوب کی جاتی ہے وہ صحیح نہیں بلکہ
حضرت عبداللہؓ سے تواتر کے ساتھ روایات
ہمارے نزدیک ثابت ہیں جن میں حضرت
عبداللہؓ نے خود فرمایا ہے کہ معوذتین قرآن میں
سے ہیں اور ان کے بغیر قرآن مجید کا ختم بھی مکمل
نہیں ہوتا (علامہ نوویؒ فرماتے ہیں) کہ یہ حدیث
کئی سندوں سے صحیح ثابت ہو چکی ہیں اور معوذتین
کے قرآن ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔

قارئین کرام ان مذکورہ عبارات سے کسی باتیں واضح ہوئیں (۱) حضرت ابن مسعودؓ سے
معوذتین و فاتحہ کے قرآن نہ ہونے کی روایتیں جھوٹی اور موضوع ہیں (۲) حضرت ابن مسعودؓ
سے معوذتین اور فاتحہ کے قرآن ہونے کی روایات متواتر ہیں اور قرآن عاصمؓ جن کی قرآنہ
سبعہ متواترہ ہیں سے ہے اس میں حضرت ابن مسعودؓ سے معوذتین اور فاتحہ موجود ہیں۔
(۳) تمام مسلمانوں کا معوذتین کے قرآن میں سے ہونے پر اجماع ہے جن میں حضرت
عبداللہؓ بھی شامل ہیں۔

نواب صدیق حسن خانؒ غیر متقدم
نزل الابرار ص ۱۲۴ طبع قسطنطنیہ
میں لکھتے ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ سے معوذتین کے قرآن میں
سے ہونے کی ایک واضح اور صحیح حدیث ملاحظہ ہو

وقد اخرج الطبرانی فی الأوسط یاساً
بحال ثقات من حدیث ابن مسعود
مرفوعاً عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال لقد انزل علی آیات
لم یزل علی مثلہن المعوذتین الخ
کہ امام طبرانیؒ نے اپنی کتاب الاوسط میں ایک
حدیث کا اخراج کیا ہے جس کے تمام راوی ثقہ
ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ جناب
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر قرآن
ایک چنڈ ایسی آیات نازل ہوئیں جو ان جیسی شان
والی (معوذتہ کے باب میں) اور نازل نہیں ہوئیں
اور وہ آیات معوذتین ہیں۔

اور علامہ سیوطیؒ درمشورہ جز ششم میں اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد فرماتے
ہیں بات درحسن غیر متقدمین حضرات اس حدیث کو بار بار خود سے پڑھیں اور حلیل القدر صحابیؒ
پر بہتان طرازی سے پرہیز کریں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے معوذتین کے
معوذتین سے انکار کا جواب

جو روایات ان کی طرف منسوب ہیں وہ موضوع ہیں جیسے کہ آپ محدثین کرامؒ کی
عبارات میں ابھی پڑھ چکے ہیں ہاں بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ
معوذتین کو قرآن میں سے سمجھتے ہوئے قرآن میں لکھنے کے قائل نہ تھے کیونکہ انہیں
قرآن میں لکھنے کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت نہ تھا مگر بعد کو آپ
نے رجوع کر لیا اور قرأۃ عاصم عن زبیر بن جیش عن ابن مسعودؓ میں معوذتین لکھی ہوئی
ہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے درمیان
جمع قرآن پر مباحثہ ہوا پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے شرح صدر سے حضرت عمرؓ کی نعت

کی کیا اب کوئی غیر مقلد یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قائل نہ تھے جیسے کہ حضرت ابن مسعودؓ کے متعلق کہتے ہیں کہ معوذتین کے قرآن ہونے کے قائل نہ تھے (معاذ اللہ تعالیٰ)

(ایک ضروری تنبیہ) حافظ ابن کثیرؒ تفسیر ابن کثیر ص ۵۱۷ میں حضرت ابن مسعودؓ سے انکار معوذتین من القرآن کی روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں شاید کہ ابن مسعودؓ نے رجوع کر لیا ہے اور روایتی صاحب غیر مقلد رفع یدین اور آمین کے ص ۱۵۸ میں لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں عبد اللہ بن مسعودؓ سے جب سند صحیح سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ کتاب اللہ سے نہیں تو پھر باطل کہنے کی کوئی وجہ نہیں آہ جواب ۱۔ محدثین کرامؒ نے ان حدیثوں کو موضوع اور کذب قرار دیا ہے تو یہ صحیح کیسی ہیں۔ نیز ۲۔ انکی سند پر بھی جرح ہے ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر میں ایک سند اس کی یوں ہے۔

عن الاعمش عن ابی اسحق عن	حضرت عبد اللہ معوذتین کو مبصاح سے
علقمہ قال کان عبد اللہ یحدث	کھرچتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ کتاب اللہ
المعوذتین من مصاحفہ ویقول	میں سے نہیں ہیں اور آپ معوذتین کو پڑھتے
انہما لیستام کتاب اللہ ولہ	بھی دتھے۔
یکن عبد اللہ یقرأ بہما۔	

اس کی سند میں ابواسحق واقع ہیں اور امام سیوطی فرماتے ہیں کہ ابواسحاقؒ کی علمبردار سے روایت منقطع ہے کیونکہ ابواسحق نے علقمہؒ سے کچھ نہیں سنا سنن الکبریٰ ہی میں ص ۸ و کتاب القراءۃ ص ۱۴۹ اور امام احمد بن عبد اللہ العجلیؒ بھی فرماتے ہیں کہ ابواسحقؒ نے علقمہؒ سے کچھ نہیں سنا ابو ہریرہ النقی ص ۱۰۴ لہذا یہ روایت منقطع ہے نیز ابواسحاقؒ مدلس تھے اور مسدود رکپوری صاحبؒ غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص ۱۴ میں لکھتے ہیں۔

وَعَنْ عَنَّا الْمَدْلَسُ غَيْرُ مَقْبُولَةٍ کہ مدلس راوی کا عن فلان عن فلان سے
 وَقَدْ تَقَرَّرَ أَنَّهُ لَا يَلْزَمُ مَنْ كَوَّنَ روایت بیان کرنا قابل قبول نہیں اور محدثین
 رِجَالُ السَّنَدِ ثِقَاتٌ صَحِيحَةُ السَّنَدِ کہ مکرّم کے اہل یہ بات مقرر ہے کہ کسی سند کے
 جال ثقات ہونے سے اس حدیث کی صحت
 لازم نہیں ہو جاتی۔

اور مبارکپوری غیر معتد تحفۃ الاحوذی ص ۲۶۷ میں الزامی جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قَالَ النِّمَوِيُّ فِي آثَارِ السَّنَنِ اسْنَادُهُ علامہ نیموی نے ایک حدیث کے بارے کہا
 صَحِيحٌ قُلْتُ فِي اسْنَادِهِ ابُو اسْحَقَ کہ اسناد اس کی صحیح ہے میں (مبارکپوری) کہنا
 السَّيِّئِ وَهُوَ مَدْلَسٌ وَرَوَاهُ عَنْ ہوں کہ اس کی سند میں ابواسحاق سیعی ہے
 عُلُقَمَةَ وَالْأَسْوَدَ بِالْعَنْفَتِ اور اس نے اسود اور علقمہ سے عن کے ساتھ
 فَكَيْفَ يَكُونُ اسْنَادُهُ صَحِيحٌ روایت کی ہے۔ پس کیسے اسکی سند صحیح ہے
 آہ بلفظہ۔

اس حدیث میں بھی جو معوذتین کے قرآن میں گنہ ہونے کا ذکر ہے یہی ابواسحق ہیں جو علقمہ سے عن کے ساتھ روایت کرتے ہیں (اور وہ مدلس ہے پس کیسے اس کی اسناد صحیح ہے؟ نیز مولانا عبدالرحمن صاحب تحفۃ الاحوذی ص ۱۵۸ میں ابواسحق کے بارے لکھتے ہیں۔

وَعَمَّا قَدْ اخْتَلَطَ فِي آخِرِ عَمْرِهِ آخری عمر میں اس پر حدیثیں خلط ملط ہو گئیں
 وَمَعَ هَذَا كَانَ مَدْلَسًا تھیں اور اس کے باوجود وہ مدلس بھی تھے۔

نیز یہ روایت صحیح روایات کے بھی خلاف ہے جن میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ان کو قرآن سمجھتے تھے (جیسے نزل الابرار ص ۱۴۴ کے حوالے سے روایت گزری ہے) اور پڑھتے بھی تھے (جیسے قرآۃ عاصم میں ثابت ہے) معوذتین

کے قرآن میں سے نہ ہونے کی دوسری حدیث کی سند کا حال ملاحظہ ہو۔

قال الحافظ ابو یعلیٰ حدثنا الازرق بن علی حدثنا حسن بن ابراہیم
حدثنا الصلت بن بہرام عن ابراہیم عن علقمہ قال کان عبد اللہ
عزیز بن کثیر مرابطاً وفتح الباری ص ۹۰۴ اقول تو اس کی سند میں ازرق بن علی
ہے۔ حافظ ابن حجر تقریب ص ۲۱ میں فرماتے ہیں صدوق یحبہ لہ سچا ہے
مگر اپنی روایت میں متفقہ ہوتا ہے اور حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب ص ۲۱
میں لکھتے ہیں۔ ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال یحبہ کہ ابن حبان نے
اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ غریب حدیث لاتے ہیں و ثانیاً
اس سند میں حسان بن ابراہیم واقع ہے جو کہ ضعیف اور خطار کار ہے حافظ ابن حجر
تقریب ص ۱۱ طبع نو کشور میں لکھتے ہیں

الکرمانی صدوق یخطئ کہ اگرچہ سچا ہے مگر خطا کرتا ہے۔

یعنی حدیث صحیح بیان نہیں کرتا غلط طور پر بیان کرتا ہے علامہ ذہبی میزان الاعتدال
ص ۱۱۲ میں اور ابن حجر تہذیب التہذیب ص ۲۴۵ میں لکھتے ہیں۔

وقال النسائی ليس بالقوی وقال کہ امام نسائی فرماتے ہیں کہ وہ قوی نہیں ہے
ابن عدی حدث بافرادت کثیرہ اور امام ابن عدی فرماتے ہیں کہ وہ اپنی روایات
وہو من اهل الصدق الا انه میں اکیلا ہوتا ہے (یعنی اس کی تائید کسی روایت
یغلط سے نہیں ہوتی اگرچہ سچا ہے مگر غلط کار ہے۔

حافظ ابن حجر تہذیب ص ۲۴۶ میں لکھتے ہیں

قلت وقد جاء ان احمد انكر علیہ بعض حدیثہ وقال میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ امام احمد بن حنبل
نے اس کی بعض حدیثوں کا انکار کیا ہے (یعنی
العقيلي فی حدیثہ وہم و غلط ہیں) اور امام عقیلی نے کہا ہے کہ اس
قال ابن مدینی كان ثقة و شہ کی حدیث میں وہم و خرابی ہے اور امام بخاری نے

الناس في القدر وقال ابن
حبان في الثقات ربما اخطأ
استاد علی بن مدینی نے کہا ہے کہ اگرچہ ثقہ تھا
مگر تقدیر کا سخت مکر تھا اور ابن حبان نے ثقہ
الحکم میں کہا ہے کہ اس نے اکثر غلطیاں کی ہیں۔

وٹاٹ مولانا مبارکپوریؒ غیر مقلد البکار المنن ص ۱۶۹ میں لکھتے ہیں کہ ابراہیمؒ کی
طرح سے ملاقات ثابت نہیں لیکن مبارکپوریؒ کی یہ بات درست نہیں حافظ ابن حجرؒ پر تعجب آتا ہے کہ وہ ایسے غلط روایات
کو صحیح کہتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون روپڑی صاحب پر بھی تعجب آتا ہے کہ وہ
اپنے آپ کو اہل حدیث اور غیر مقلد کہتے ہیں اور تقلید کو شرک اور مقلد کو مشرک
قرار دیتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ خود اس شرک میں ملوث ہو گئے اور
حافظ ابن حجرؒ کی تقلید کرتے ہوئے ان غلط و موضوع روایات کو صحیح قرار دیدیا اور
اس طرح فقہ ابو بکرؒ کی تقلید کرتے ہوئے حضرت ابن مسعودؓ کی صحیح حدیث ترک
رفع الیدین کو حضرت ابن مسعودؓ کی غلطی قرار دے دیا۔

لطف پر لطف ہے کہ اہل ایمان میرے پیچیدہ
عائے حلی سے گرج لکھتا ہے عائے صوفیہ جہاد
(لطیفہ) روپڑی صاحب غیر مقلد اپنے رسالہ رفع یدین کے ص ۱۴۷ میں لکھتے ہیں یہ
کوئی انوکھی شے نہیں علماء دیوبند فن حدیث — میں کمزور ہیں اس لیے
بہت مقامات میں ان سے مسامحت ہو جاتی ہے خدا معاف کرے آہ مظلوم
روپڑی صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو اس بڑی مرض سے شفا نصیب کرے جو کہ
صحیح حدیث کو ضعیف اور ضعیف حدیث کو صحیح کہنے پر مجبور کر دیتی ہے۔
بفضلہ تعالیٰ اس دور میں علماء دیوبند سے بڑھ کر حدیث کو پرکھنے والا اور کوئی نہیں
مگر افسوس کہ

اہل گلشن کے لیے بھی باب گلشن بند ہے اس قدر کم ظرف کوئی باغبان دیکھا نہیں
غرض حضرت ابن مسعودؓ معوذتین کے قرآن ہونے پر متفق ہیں چنانچہ آخر
میں ایک اور حدیث بھی ملاحظہ کر لیں۔

تفسیر ابن کثیر ص ۵۴۱ میں ہے -

قال احمد حدثنا وكيع حدثنا سفيان عن
عاصم عن زرق قال سألت ابن مسعود
عن المعوذتين فقال سألت النبي
صلى الله عليه وسلم عنهما
فقال قيل لي فقلت لكم فقولوا
قال أبي فقال لنا النبي صلى الله
عليه وسلم فنحن نقول -

زر بن جیشؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن
مسعودؓ سے معوذتین کے بارے پوچھا تو حضرت
ابن مسعودؓ نے جواب فرمایا کہ میں نے بھی جناب
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کے
بارے پوچھا تھا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بذریعہ جبریلؑ کہا گیا
ہے کہ تم معوذتین کو پڑھا کر دو تو میں بھی تمہیں
حکم کرتا ہوں کہ تم بھی پڑھا کر حضرت ابی
بن کعبؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ ہمیں جناب
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنے کا حکم
دیا ہے اور ہم بھی پڑھا کرتے ہیں۔

اس صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعودؓ معوذتین کو پڑھا کرتے
تھے۔ (فائدہ) معوذتین بکسر الواو ہے یعنی اسم فاعل کے صیغہ سے علامۃ نوویؒ شرح
مسلم ص ۲۴۲ میں لکھتے ہیں وهو بکسر الواو اور ابن قتیبہؒ ادب الکاتب ص ۲۰۴
طبع مصر میں لکھتے ہیں قرأت المعوذتين بالكسر اور مختار الصحاح ص ۴۸۶ میں
ہے بکسر الواو۔

دوسری غلطی کا جواب :- کہ حضرت عبداللہؓ و ما خلق الذکر والانثی کے بجاتے
والذکر والانثی پڑھا کرتے تھے تو یہ اختلاف قرأت پر مبنی ہے اس کو غلطی پر محمول
کرنا بے دقتی ہے اور یہی قرأت حضرات صحابہؓ میں سے حضرت ابوالدرداءؓ کی بھی تھی۔
دیکھیے صحیح بخاری ص ۵۲۹ و ص ۵۳۰ و ص ۵۳۱ و ص ۵۳۲ و مسند احمد ص ۴۴۹
و ص ۴۵۱۔ حضرت ابوالدرداءؓ (عمر میرزا ملک الانصاری الخزرجی) کے یہ الفاظ

بھی میں سمعت من رسول اللہ من فیہ الی فیتی اور نیز فرمایا واللہ لا اتابعہم کہ یہ قرآن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اس حالت میں کہ آپ کا منہ مبارک میری جانب تھا قسم بخدا میں ان لوگوں کی پیروی ہرگز نہ کروں گا اور الجوہر النقی ص ۸۲ میں ہے کہ محتسب ابن جہنی میں ہے کہ یہ قرآن حضرت علیؓ و ابن عباسؓ کی بھی ہے روپڑی صاحب غیر مقلد رفع یدین اور آمین کے ص ۱۵۳ میں لکھتے ہیں حالانکہ اختلاف قرآن سے یہاں کوئی مطلب نہیں البتہ اگر مقصد یہ ہے کہ ان کو وما خلق الذکر والانس فی قرآن کا پتہ نہیں لگا آہ روپڑی صاحب کو حضرت ابن مسعودؓ کے ساتھ اتنی عداوت ہے کہ اختلاف قرآن کو بھی غلطی پر محمول کرتے ہیں روپڑی صاحب کا بار بار اس اعتراض کو دہرانے کا شاید یہی مقصد ہو گا کہ جب حضرات صحابہؓ غلطی کرتے تھے تو ان کی احادیث کا کوئی اعتبار نہیں جیسا کہ روافض و منکرین حدیث کا خیال ہے پھر تو روپڑی صاحب کا قرآن مجید پر بھی کوئی اعتماد نہیں ہونا چاہیے کیونکہ قرآن سب سے متواتر کے بارے بھی وہ کہہ سکتے ہیں کہ ان قرآن حضرات کو اپنی قراءت کے علاوہ دوسری قراءتوں کا علم نہ تھا فلہذا یہ سب قراء حضرات غلط کار تھے (معاذ اللہ تعالیٰ) افسوس ہے کہ روپڑی صاحب اور ان کے رفقاء تعصب میں مہوش ہو کر کیا کیا کہہ جاتے ہیں؟ کم از کم پروانہ سے سبق سیکھا ہوتا ہے

آگ میں کود کے پروانہ جو بے ہوش ہوا جس کی الفت میں جلا اس سے ہم آغوش ہوا
روپڑی صاحب کو اگر حضرت ابن مسعودؓ کی قرآن سے ضد ہے تو مناسب ہے کہ ان کو اس جواب کے آخر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان بھی سناتے چلیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔

من سترہ ان یقرأ القرآن رطباً یعنی جس شخص کو پسند ہو کہ وہ قرآن کو ویسے
حما انزل فلیقرأ علی قراءۃ ابن ہی تو تازہ پڑھے جیسے کہ وہ نازل کیا گیا ہے

۱۔ عبد متہرک ص ۲۱۸۔ قال الحاكم والذی
 صحیح (بحوالہ شرح ترمذی محمد بن محمد ص ۲۱۶)
 پس اس کو چاہیے کہ وہ حضرت ابن مسعودؓ
 کی قراءۃ پر پڑھے۔
 اور ابن ماجہ ص ۲۱ میں بھی یہ روایت موجود ہے

تطبیق کا جواب ۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۵۔ طبع ہند میں روایت آتی ہے
 جس کی اسناد کے بارے عافظ ابن حجرؒ فتح الباری ص ۲۲۶ میں فرماتے ہیں اسناد حسن
 کہ حضرت علیؓ تطبیق اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کو برابر سمجھتے تھے۔

جواب ۲۔ ترک رفع الیدین کو تطبیق پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اولاً تو اس
 لیے کہ تطبیق رکوع میں کی جاتی ہے جو غنیہ ہوتی ہے مقتبہ کی کو باسانی نظر نہیں آسکتی اور
 رفع الیدین مقتبہ کی کو باسانی نظر آسکتا ہے وثانیاً ترک رفع الیدین کے راوی اکیلے
 حضرت ابن مسعودؓ ہی نہیں بلکہ یہ تو جمہور صحابہؓ کا مذہب ہے کما تدرک لہذا غیر متقدمین
 حضرات نے حضرت ابن مسعودؓ کی غلطی قرار دے کر گلو خلاصی نہیں کر سکتے۔ روایات
 صحیحہ صریحہ ترک رفع الیدین میں موجود ہیں۔

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے آئینہ دیکھیے گا ذرا دیکھ بھال کر
 دو مقتدیوں کے درمیان کھڑے ہونے کا جواب ۲۔ حضرت ابن مسعودؓ کا طریقہ
 اس بارے بھی عام صحابہ کرامؓ کی طرح تھا چنانچہ حضرت اسودؓ فرماتے ہیں۔

دخلت انا وعتی علقمة علی
 عبد اللہ بن مسعود بالہاجرة
 قال فاقام الظهر لیصلی فقمنا
 خلفہ فاخذ بیدی ویدعی
 ثم جعل احدنا عن ینبہ
 والاخر عن یسارہ ثم قام
 بنینا فصفنا خلفہ صفاً
 میں اور میرے چچا علقمہؓ دوپہر کے وقت
 حضرت عبد اللہؓ پر داخل ہوئے جب ظہر کا
 وقت ہوا تو آپ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے
 ہو گئے ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے
 پس آپ نے میرے اور میرے چچے کے ہاتھ
 کو پکڑا ایک کو دائیں جانب دوسرے کو
 بائیں جانب کر دیا اور آپ درمیان میں

واحدًا ثم قال هكذا كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يفعل اذا كانا ثلثة .
کھڑے ہو گئے پس ہم نے آپ کے پیچھے صف
بنائی ایک ہی صف پھر نماز سے فارغ ہونے
کے بعد ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی
تعالیٰ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے جیکہ تین آدمی ہوتے تھے
مذاہد ص ۳۵۹ جلد اول ۔

قارئین کرام اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعودؓ کے دونوں معتدی
پیچھے تھے جیسا کہ صفینا خلفہ کے جملہ سے ظاہر ہے اور دائیں بائیں کرنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ حضرت اسود جو چھوٹے تھے دائیں جانب صف کے کھڑے ہو گئے
اور حضرت علقمہ جو بچے تھے اور ان سے بڑے تھے صف کے بائیں جانب کھڑے
ہو گئے تو حضرت ابن مسعودؓ نے بڑے کو دائیں اور چھوٹے کو دائیں جانب کھڑا کر دیا
ہوگا اور آپؐ ان کے سیدھے آگے کھڑے ہو گئے اور اسی کو درمیان سے تعبیر
کیا گیا کہ کسی جانب زیادہ مائل نہ تھے چنانچہ مولانا حسین علی مرحوم فرماتے ہیں ۔

لعل المراد بالبينية المحاذاة
شاید کہ مراد درمیان سے سامنے آگے کھڑا
تحریرات حدیث ص ۴۱
ہونا ہے ۔

اور اگر اس سے مراد وہ ہو جو جواب ۲ میں آ رہی ہے اور الفاظ سے بظاہر یہی قیاس
ہے تو یہ اس کے لیے مؤید ہے ۔

جواب ۲ :- امام ترمذی سنن ص ۳۳ میں فرماتے ہیں ورواہ عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم کہ اس فعل کو حضرت ابن مسعودؓ نے غرور بخود نہیں کیا بلکہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کیا ہے ۔ تو اس کی صورت ایسی ہوگی
جیسے تنگ مکان وغیرہ ہو تو ایسی صورت میں درمیان میں کھڑا ہونا سب کے ملان
بالا اتفاق جائز ہے نصب الرأیہ ص ۳۴ ۔

جواب ۲ :- حافظ ابن قیمؒ بدائع الفوائد ص ۹ میں لکھتے ہیں شاید کہ ان میں ایک
نابالغ تھا جس کی وجہ سے درمیان میں کھڑے ہو گئے ۔ حافظ ابن قیمؒ کی اس عبارت

سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ایک مثلاً حضرت اسودؓ نہ تو بالغ نظر آتے تھے کہ
نثانی بلوغ ظاہر ہو اور نہ اتنے چھوٹے تھے کہ بالکل ان کو نابالغ یقینی طور پر سمجھا جاتا
اور ان کو بالکل پیچھے کھڑا کر دیا جاتا جیسا کہ بچوں کی صف کا حکم ہے اسی شک کی
بناد پر حضرت ابن مسعودؓ نے اس کو بائیں جانب کھڑا کر کے درمیان میں خود کھڑے
ہو کر نماز پڑھائی اور ایسی صورت کو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
طرف منسوب کیا کہ ایسی صورت میں آپ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

جواب ۴: رفع الیدین کے مسئلہ کو اس پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر و حضر میں حضرات صحابہ کرامؓ کا حجم غیر
ہوتا تھا۔ دو مقتدیوں کا واقعہ زندگی میں ایک دو دفعہ ہی پیش آیا ہو گا اور رفع یدین
تو چوبیس گھنٹوں میں پانچ بار نماز کے وقت پیش آتا ہے اگر رفع الیدین افتتاح
صلوٰۃ کے بعد بھی ہوتا تو حضرت ابن مسعودؓ کو ضرور علم ہونا نیز اگر یہ ترک رفع الیدین
حضرت ابن مسعودؓ کی غلطی ہوتی تو پھر حضرت عمرؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت ابو ہریرہؓ
حضرت علیؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت براءؓ ابن عازبؓ و دیگر صحابہ کرامؓ اسے
نہ روایت کرتے اور نہ اس پر عمل کرتے غیر متقلدین حضرات کو پتہ ہونا چاہیے کہ
ریت سے تیل نہیں نکلتا۔

عرفات کے موقعہ پر جمع بین الصلوٰتین نسائی ص ۳۶ میں ہے۔

عن ابن مسعود قال کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ

کے علم نہ ہونے کا جواب

وصلی اللہ علی الصلوٰۃ لوقتہا الا بجمع و عرفات اس روایت میں نماز عرفات کی
تصریح ہے اور اصول کی بات ہے کہ زیادت ثقہ معتبر ہے۔ روایت صحابہ
و دیگر غیر متقلدین متعصبین سب میں کہ صحابہ کرامؓ پر خواہ مخواہ اعتراض کرنے والے
اللہ و رسول کو کل کیا جواب دیں گے؟

حضرت ابن مسعودؓ کے متعلق جناب
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان
 مستدرک حاکم ص ۲۱۹ میں بہت صحیح آتا ہے
 کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے فرمایا ہے کہ جو چیز ابن مسعودؓ تمہارے

لیے پسند کریں اُسے میں بھی پسند کرتا ہوں اور راضی ہوں اور استعجاب ص ۲۵۹
 میں آتا ہے کہ جس چیز کو ابن مسعودؓ پسند نہ کریں میں بھی اُسے پسند نہیں کرتا نیز ترمذی
 ص ۲۲۱ و مستدرک حاکم ص ۲۱۹ میں آتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 فرماتے ہیں۔

وما حدّثکم ابن مسعود فضدّہ حضرت ابن مسعودؓ ہمیں جو حدیث سنائیں اس
 کی تصدیق کرو۔

قارئین کرام! غیر مقلدین حضرات اگر اپنا نام اہل حدیث تجویز کرتے ہیں تو
 انہیں چاہیے کہ وہ حدیثوں پر عمل بھی کریں۔

بہتے ہووفا دار وفا کے دکھاؤ کہنے کی وفا اور ہے کرنے کی وفادار
 الحاصل حضرت ابن مسعودؓ کی ترک رفع یدین کی حدیث بالکل صحیح ہے اور
 اس پر تمام اعتراضات باطل و غلط ہیں اور خود غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں
 نے اس حدیث کو صحیح قوی ثابت بے تحیب قرار دیا ہے اور تمام اعتراضوں کو
 غلط اور باطل قرار دیا ہے۔

حقیقت ہر نقاب زندگی سے رونما ہوگی نظر کی قوتوں کو امتیاز حق و باطل دے
 دلیل ۱۴۰ شرح معانی الآثار للإمام طحاویؒ و نصب الرایہ ص ۲۹۶ میں
 روایت ہے۔

عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ پختہ بات ہے
 علیہ وسلم انه کان یرفع یدایہ فی اول کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین
 تکبیرۃ ثم لا یعود (واللفظ للطحادی) کرتے تھے ابتدا میں ایک مرتبہ پھر نہ کرتے تھے۔

اس حدیث میں حضرت ابن مسعودؓ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھ کر جواب دیا کہ
 علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا نقشہ پیش نہیں کیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
 اپنا فعل پیش کیا ہے جو حضرت ابن مسعودؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز
 پڑھتے ہوئے دیکھا تھا اور اس حدیث کی سند بھی صحیح ہے حضرت مولانا سید محمد الود
 شاہ صاحب کشمیری مثل الفرقین ص ۶۷ میں لکھتے ہیں واسنادہ ایضاً قویٰ کہ اس کی
 سند بھی مضبوط ہے۔

دلیل ۱۵ :- دارقطنی ص ۱۱۱ بہقی ص ۹۹ مجمع الزوائد ص ۱۱۱ نصب الرایہ ص ۳۹۶
 میں روایت آتی ہے۔

عن ابن مسعودؓ قال صلیت مع حضرت عبداللہؓ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 و ابی بکرؓ و عمرؓ فلم یرفعوا کے پیچھے نماز پڑھی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ
 ایدیہم الا عند الافتتاح کے پیچھے نماز پڑھی اور حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز
 پڑھی پس ان سب حضرات نے رفع الیدین نہ کیا مگر
 افتتاح صلوٰۃ کے وقت ۔

قاریین کرام غیر مقلدین حضرات کا تو خیال تھا کہ حضرت ابن مسعودؓ رفع یدین بھول
 گئے ہیں مگر حضرت ابن مسعودؓ کے ہاں ترک رفع یدین اتنا مضبوط ہے کہ کبھی تو نماز کا
 نقشہ کھینچ کر اس میں ترک رفع الیدین کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کی نماز بتاتے ہیں اور کبھی نقشہ کھینچے بغیر اسے سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم قرار دیتے ہیں اور کبھی اس سے بھی ترقی کر کے حضرت صدیق اکبرؓ و عمرؓ و دیگر
 کی سنت بھی قرار دیتے ہیں ۔

اعترض : اس حدیث کی سند میں راوی محمد بن جابر یامی ہے جو کہ ضعیف ہے اور
 اس کا حافظہ خراب تھا اور اس پر حدیثیں خلط ملط ہو گئیں پھر تصحیح کو قبول کر لیا تھا اور
 ابن جوزیؒ نے تو اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے اور اس طرح قاضی شوکانیؒ
 غیر مقلد نے بھی الفوائد المجموعہ میں اسے موضوع قرار دیا ہے تو یہ حدیث قابل احتجاج
 نہیں ہے ۔

جواب : ابن جوزیؒ کی عام عادت ہے کہ صحیح حدیث کو موضوع کہہ دیتے ہیں ۔
 علامہ سیوطیؒ اللآلی المصنوعہ ص ۲۲ میں لکھتے ہیں ۔

و ابن الجوزی متساهل فی الحكم کہ ابن جوزیؒ حدیث کو موضوع کہنے میں
 علی الحدیث بالوضع ؛ متساهل ہے ۔

مولانا عبدالحی لکھنویؒ التعلیق المجلد ۳۲ میں لکھتے ہیں کہ ابن جوزیؒ صحیح
 حدیثوں کو موضوع کہہ دیتے ہیں ، حافظ ابن حجرؒ بلوغ المرام میں باب اللعان کی

حدیث سادس کے بارے لکھتے ہیں رواہ ابو داؤد و الترمذی و رجالہ ثقات علامہ
امیریمانیؒ غیر مقلد سبل السلام ص ۹۱ میں فرماتے ہیں کہ علامہ نوویؒ نے بھی اس حدیث
کو صحیح کہا ہے لیکن ابن جوزیؒ نے موضوعات میں شمار کیا ہے حالانکہ اسناد صحیح
اور علامہ امیریمانیؒ سبل السلام ص ۹۱ باب قتال اهل البغی (حدیث علامہ بن
یاسرؒ کے متعلق کہ قتل عمار الفداء الباغی) میں لکھتے ہیں کہ ابن جوزیؒ نے
جو اس حدیث کو غیر صحیح قرار دیا ہے تو اس کا جواب سید محمد بن ابراہیم الوزیریؒ نے
دیا ہے فاما ابن الجوزی فلم يعرف هذا الشأن وقد ذكر الذهبي في
ترجمته في التذكرة كشمه خطاه في مصنفه الخ کہ ابن جوزیؒ صحیح اور
ضعیف حدیث کی پرکھ نہیں لکھتے علامہ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں ان کے
ترجمہ میں کہا ہے کہ ابن جوزیؒ کی کتابوں میں غلطی کی کثرت ہے اور قاضی شوکانیؒ
غیر مقلد الفوائد المجموعہ ص ۲۷ طبع مصر ازہر میں لکھتے ہیں۔

فانه تساهل في موضوعاته کہ ابن جوزیؒ نے صحیح حدیثوں کو موضوعات
حتی ذکر فیہا ما هو صحیح فضلاً میں شمار کر دیا ہے چہ جائیکہ وہ حسن اور ضعیف
عن الحسن فضلاً عن الضعیف حدیثوں کو موضوعات میں شمار کریں۔

آہ بالفظ

اور الفوائد المجموعہ ص ۱۴۹ میں لکھتے ہیں۔

ولم یصیب ابن الجوزی بادخال یعنی ابن الجوزیؒ نے اس حدیث کو موضوع
هذا الحدیث فی الموضوعات حدیثوں کی مد میں داخل کر کے ٹھکر کھائی ہے
فحسین المذکور قد احتج به اهل الصیغ وقد وثقه جماعة آہ کیونکہ حسین مذکور سے اہل الصیغ نے احتجاج
کیا ہے اور محدثین کی بڑی جماعت نے اسے ثقہ کہا ہے

اور الفوائد المجموعہ ص ۲۱۲ میں ایک حدیث کے بارے لکھتے ہیں

قد عده ابن الجوزی فی الموضوعات یعنی ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں

قال ابن حجر هو في صحيح مسلم میں شمار کیا ہے حالانکہ حافظ ابی حجر فرماتے
وهذه غفلة شديدة من ہیں کہ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے اور ابن الجوزی
ابن الجوزی آھ بنفظم کی یہ بڑی غفلت ہے۔

قاضی شوکانیؒ ابن جوزیؒ کا تو گلہ کرتے ہیں حالانکہ ان کا اپنا طریقہ ابن جوزیؒ
سے کچھ مختلف نہیں۔ چنانچہ محمد بن جابر بامیؒ کی حدیث ترک رفع الیدین کو کسی محدث
نے موضوع قرار نہیں دیا صرف ابن الجوزیؒ نے اپنی عادت کے مطابق اس حدیث
کو موضوعات میں شمار کیا ہے اور ان کی تقلید کرتے ہوئے قاضی شوکانیؒ نے بھی
الفوائد المجموعہ میں اسے موضوع کہا ہے پھر قاضی شوکانیؒ نے ابن الجوزیؒ کا گلہ کیا
ہے کہ انہوں نے صحیحین کی حدیثوں کو موضوعات میں شمار کیا ہے حالانکہ قاضی صاحب
خود اس جرم کے مرتکب ہیں چنانچہ حدیث - ان من عباد الله لو اقسام على الله لا يفر
کے متعلق الفوائد المجموعہ ص ۲۵۲ میں لکھتے ہیں - هو موضوع اور قاضی صاحب
الفوائد المجموعہ ص ۵۸ میں لکھتے ہیں قال القزويني موضوع۔

حالانکہ یہ حدیث بلا شک و شبہ صحیح ہے چنانچہ یہ حدیث صحیح بخاری ص ۲۴۲ و
ص ۲۹۴ و ص ۳۴۶ و ص ۶۶۴ و ترمذی ص ۸۴ میں ہے و قال سنن صحيح و البواری و ص ۳۳۱
و مشکوٰۃ ص ۲۲۳ و ص ۴۴۶ وغیرہ میں موجود ہے اگر قاضی صاحب محمد بن جابر بامیؒ
کی حدیث ترک رفع یدین کو موضوعات میں شمار کر دیں تو اس میں حیرانگی کی کوئی
بات ہے بلکہ اس کو موضوعات میں شمار کرنا زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ یہ حدیث
ان کے مذہب کے خلاف ہے۔

یہ انداز جنوں اچھا نکالا لیا سپان گور دیکھ نہ بھالا
محمد بن جابر پر کذب وغیرہ کی کوئی جرح نہیں کہ اس حدیث کو موضوع
قرار دیا جائے اگر یہی محمد بن جابرؒ ایسی روایت کی سند میں ہوتے جو قاضی صاحب
کے مذہب کے مطابق ہوتی تو وہ حدیث ان کے اہل اعلیٰ درجہ کی صحیح ہوتی بلکہ

حفظہ وخط کثیرا وعلیٰ
فصار یلقن ورحیۃ البوحائم
علی ابن لہیعة آمہ
تو اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور کثرت
سے اختلاط کا شکار اور اندھے ہو گئے تھے
پھر یقین قبول کر لیا کرتے تھے۔ مگر ابو حاتم
نے اس کو ابن کثیر پر ترجیح دی ہے۔

حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب ص ۹۹ میں لکھتے ہیں۔ قال الذہلی
لابن ابی امام ذہلی فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث میں کوئی خرابی نہیں اور حاشیہ نصب
الرأیہ ص ۹۹ میں ہے کہ وصحیح الطبرانی حدیثہ کہ امام طبرانی نے اس کی
حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور حافظ ابن حجر تہذیب ص ۸۹ میں لکھتے ہیں کہ حضرت
ابن مبارک نے محمد بن جابر کو کہا کہ اے شیخ اپنی کتاب سے حدیثیں بیان کیا کرو
یعنی چونکہ آپ کا حافظہ کمزور ہے تو اس لیے کہیں بھول و نسیان نہ ہو جائے اور
ابو الولید فرماتے ہیں کہ ہم محمد بن جابر پر ظلم کرتے ہیں بوجہ حدیث دہلینے کے اور ابن
ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ ابو حاتم اور امام ابو زرعہ سے سنا ہے کہ
وہ فرماتے تھے کہ جس شخص نے یتامہ اور مکہ میں اس سے حدیثیں لی ہیں تو ان میں
محمد بن جابر سچا ہے البتہ اس کی حدیثوں میں اختلاط ہے مگر ان کے اصول صحیح ہیں۔
آہ مختصاً۔ علامہ ذہبی میزان الاعتدال ص ۲۴۲ میں لکھتے ہیں۔

وفی الجملة قد روی عن محمد بن جابر بن عبد اللہ
بن جابر ائمة وحفاظ۔
کہ محمد بن جابر سے روایت کرنے والے
بڑے امام اور حفاظ حدیث ہیں۔

علامہ زلیحی نصب الرأیہ ص ۲۹۴ میں لکھتے ہیں۔

فلحن منه قول ابن عدی کان
اسحق بن ابی اسرائیل یفضل امجد
بن جابر علی جماعۃ شیوخ
ہم افضل منه واثق وقدر
بہترین قول ابن عدی کا ہے کہ اسحق بن ابی
اسرائیل محمد بن جابر کو مشائخ کی ایک جماعت
پر فضیلت دیتے تھے حالانکہ وہ مشائخ ان سے
ترتیب اور تہ کے لحاظ سے زیادہ تھے یہی حال

عنه الكبار ايوب و ابن عوف
وهشام بن حسان والشورى
والشعبة وابن عذينة وغيرهم
ولولا انه في ذلك المحل لم يرو
عنه هؤلاء الذين هو دونهم
چنانچہ امام شعبہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ حکیم اوی سے روایت کیوں نہیں کرتے
تو آپ نے جواب دیا کہ اخاف النار کہ اگے خوف سے نووی شرح مسلم میں
کسی نے امام شعبہ سے پوچھا کہ آپ ابان بن ابی عیاش سے روایت کیوں نہیں
کرتے تو آپ نے جواب دیا۔

لاني اشرب من بول حمار حتى
ابوي احب الي من اقول حدثنا
ابان بن ابی عیاش مین ان الاعتدال
کہ میں گدھے کا پیشاب پی لوں حتی کہ سیر
ہو جاؤں تو مجھے زیادہ پسند ہے اس سے
کہ میں حدیث ابان بن ابی عیاش
کوں۔

اگر محمد بن جابر روایت کے قابل نہ ہوتے تو امام شعبہ ہرگز ان سے روایت
نہ لیتے اور علامہ نور الدین حثمی مجمع الزوائد ص ۲۹۵ میں لکھتے ہیں وقد وثقه بخیر
واحد کہ بہت سے محدثین کرام نے محمد بن جابر کی توثیق کی ہے اور علامہ امیر میانی
غیر مقلد بل السلام ص ۲۶۶ باب الترغیب فی مکارم الاخلاق الحدیث الاول میں
میں لکھتے ہیں۔

فان الصدوق مقبول الحديث
عنه الناس مقبول الشهادة عند
الحكام محبوب مرغوب في
کہ سچے آدمی کی بات لوگوں کے ہاں مقبول
ہوتی ہے اور اس کی گواہی حکام کے ہاں
مقبول ہوتی ہے اور اس کی باتیں خوب
اور مرغوب ہوتی ہیں۔

قاریین کرام حبیب محمد بن جابر صدہوں اور ثقہ اور عیجیح الحدیث ہے تو اس کی حدیث جی مقبول ہونی چاہیے البتہ تخیلیط فی الحدیث اور سوء حفظ کے باعث حدیث ضعیف ہو جاتی ہے لیکن محدثین کرام کے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ اگر فحظ الحدیث راوی سے کوئی ثقہ راوی قبل الاختلاط روایت کرے یا اس راوی کی حدیث کو ثقہ راوی قابل اعتبار سمجھ کر عمل کرے تو وہ حدیث صحیح ہوتی ہے چنانچہ محمد بن جابر سے ثقہ راوی اسحق بن ابی اسرائیل روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں وہ نأخذ المدقطنی (صحیح) کہ ہمارا بھی اسی روایت ترک رفع الیدین پر عمل ہے علامہ سید محمد انور شاہ صاحب نیل الفرقین ص ۹۷ میں لکھتے ہیں قلت قد اخذ به اسحق فیعتبر الخ میں (سید انور شاہ کشمیری) کہتا ہوں حضرت اسحقؒ نے اس روایت پر عمل کیا ہے تو یہ روایت معتبر سمجھی جاتے گی۔ نیز یہ روایت اس مسئلہ میں کوئی اکیلی نہیں ہے کہ محمد بن جابر پر وہم کا الزام لگایا جائے بلکہ بہت سی صحیح و صحیح حدیثیں ترک رفع الیدین کی گزر چکی ہیں اور آ رہی ہیں جو اس حدیث کی تائید کر کے اس کی صحت کو چار چاند لگا دیتی ہیں۔

حضرت امام بخاریؒ کی بے چینی | حضرت امام بخاریؒ جزر رفع الیدین ص ۱۳ میں محمد بن جابرؒ کی روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے

ہیں کہ صفیان ثوریؒ کی حدیث (ترک رفع الیدین) حضرت ابراہیم نخعیؒ تک ہے۔
 وحدیث الشوریٰ اصح عند اهل العلم اور صفیان ثوریؒ کی حدیث اہل علم کے ہاں زیادہ صحیح ہے۔ حضرت امام بخاریؒ کبھی تو صفیان ثوریؒ کی روایت کو عبد اللہ بن ادریسؒ کی روایت کے مقابلہ میں مرجوح مانتے ہیں اور ترک رفع الیدین کی روایت کو ان کا وہم قرار دیتے ہیں اور اب پھر اسی صفیان ثوریؒ کی روایت ترک رفع الیدین کو ابراہیمؒ تک تسلیم کر کے محمد بن جابرؒ کی روایت کے مقابلے میں اسے اصح قرار دیتے ہیں اور اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت صفیان ثوریؒ کی روایت میں ترک

رفع الیدین حضرت ابن مسعودؓ کا عمل اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت معلوم ہوتی ہے اور محمد بن جابرؓ کی روایت میں حضرت ابن مسعودؓ کے عمل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ساتھ خلیفین راشدین حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے عمل ترک رفع الیدین کی تصریح ثبت نظر آتی ہے جس سے اجماع صحابہ کرامؓ یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے امام بخاریؒ کے ہاں اب سفیان ثوریؒ کا وہم معاف ہو گیا ہے اور حضرت ابراہیم نخعیؒ تک ان کی حدیث اصح ہو گئی ہے اور محمد بن جابرؓ کی روایت مرجوح ہو گئی ہے کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

ابھی کیا ہے ابھی تو ابتدا ہے دیکھتے جاؤ ہمارے حال پر یاروں کے احساں اور بھی ہونگے اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت امام بخاریؒ کے ہاں محمد بن جابرؓ کی حدیث صحیح ہے البتہ سفیان ثوریؒ کی اصح ہے۔

دلیل نمبر ۱:۔ منذ عظم ص ۲۵۵ میں روایت آتی ہے۔

حضرت امام عظیم ابو حنیفہؒ اپنے استاد	ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم
حضرت حمادؒ سے اور وہ حضرت ابراہیم نخعیؒ	عن الاسود ان عبد اللہ بن مسعود
سے اور وہ حضرت اسودؒ سے روایت کرتے	كان يرفع يديه في اول التكبير
کہ حضرت ابن مسعودؓ پہلی تحریر میں رفع الیدین	ثم لا يدور الى شئ من ذلك
کرتے تھے اس کے بعد نماز کے کسی حصہ میں	ويأمر ذلك عن رسول الله صلى
رفع الیدین کی طرف نہ لوٹتے تھے اور اس	الله عليه وسلم اخرج به
ترک رفع الیدین کے عمل کو جناب رسول	ابو محمد البخاری عن رجاء
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل	بن عبد الله النهشل عن شقيق
کرتے تھے۔	بن ابراهيم عن ابی حنيفة آه

اس منذ ابو حنیفہؒ کے مصنف کے بارے علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ص ۶۸

میں لکھتے ہیں۔

وفيهامات عالم ما وراء النهر ومحدثه الامام العلاء

ابو محمد عبد الله بن محمد بن يعقوب بن حارث الحارثي البخاري

الملقب بالناظر جامع مسند ابی حنیفۃ الامام الخ

اعتراض :- مسند حارثی کے مصنف بعض محدثین کرام کے ہاں مجروح ہیں تو یہ روایت قابل اعتبار نہیں۔

جواب ۱ :- حضرت امام ابو حنیفہ اور ان کے استاد حماد اور ان کے استاد حضرت ابراہیم نخعی اور ان کے استاد حضرت اسود اور ان کے استاد حضرت ابن مسعود سب کے سب ثقہ تھے اور ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ان سے پہلے بعض روایات پر کلام سے ان پر زور نہیں پڑتی۔

جواب ۲ :- مولانا عبد الرحمن مبارکپوریؒ غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص ۲۱۹ میں اور قاضی شوکانیؒ نیل الاوطار ج ۱ ص ۱۱۱ میں مسند حارثی کی معتضد روایت کو قابل احتجاج گردانتے ہوئے استدلال کرتے ہیں۔ چنانچہ اصل عربی عبارت ملاحظہ ہو۔ وفي مسند ابی حنیفۃ للحارثی من طریق متسم عن ابن عباس مرفوعاً بلفظ ادروا الحدود بالشبهات وما فی الباب وان کان فیہ المقال المعروف فقد شد من عضده ما ذکرناه فیصلح بعد ذالک للاحتجاج به آھ بلفظ۔

ناظرین کرام ترک رفع الیدین کی صحیح اور صریح حدیثیں آپ دیکھ چکے ہیں تو بقول مبارکپوریؒ و قاضی شوکانیؒ اس روایت کے جو دیگر روایات سے مؤید ہے قابل احتجاج ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ (فائدہ) حضرت امام عظیم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت تابعی تھے چنانچہ علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ ص ۱۵۸ میں لکھتے ہیں رأی الساعیدۃ ما قدم کہ امام عظیمؒ نے حضرت انسؓ کو کئی بار دیکھا علیہ الکوفۃ آھ ہے جب کہ حضرت انسؓ کو ذہبیؒ نے آیا کرتے تھے۔

اور علامہ ابن ندیم فہرست ابن ندیم ص ۲۹۹ میں لکھتے ہیں۔

وكان من التابعين لقي عدة من الصحابة رضي الله عنهم
 کہ امام عظیم تابعین میں سے تھے کئی حضرات
 صحابہ کرام سے آپ کی ملاقات ہوئی ہے۔

بہر حال بہت سے محدثین کرام نے آپ کو تابعی کہا ہے دیکھئے مقام ابی حنیفہ اور مقدمہ
 البیان الاذھر ترجمہ فقہ الکبیر تصنیف محقق وقت شیخ الحدیث استادیم مولانا ابوالزاد
 محمد سرفراز خان صاحب صفحہ دوم محمد ہم جناب مرزا حیرت صاحب دہلوی غیر مقلد
 حیات طیبہ ص ۸۲ طبع لاہور میں حضرت شاہ اسماعیل شہید کا بیان حضرت امام ابو حنیفہ کے
 بارے یوں درج کرتے ہیں آپ کا اصلی نام نعمان ہے اور کنیت ابو حنیفہ ہے اور
 لقب امام عظیم ہے (الی) آپ نے کسی صحابی کو اپنی آنکھ سے دیکھا تھا اور آپ کو
 تابعی ہونے کا افتخار بھی حاصل تھا چونکہ مجھے اس میں ردد و جدح نہیں کہنی ہے میں
 تواریخ پر بھروسہ کرتے یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے اپنے بچپن کے زمانہ میں انس صحابی
 کو دیکھا تھا جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت گذار تھے آھ بلفظہ۔

بعض متعصبین نے حضرت امام عظیم پر جرح کی ہے اور یہ جرح ہر ذیشان شخصیت
 پر ہوئی ہے حضرت امام بخاری بھی جرح سے محفوظ نہیں ہے چنانچہ امام ابو حاتمؒ امام
 بخاریؒ کو متروک الحدیث قرار دیتے ہیں (مقدمہ نصب الرایہ ص ۵۸) مگر ایسی جرح تلکصب
 پر محمول کی جاتی ہے اور اس سے ان کی عظمت اور وجاہت اور بھی بڑھ جاتی ہے یہ
 تندئی باوجود مخالفت سے نہ گھبرائے عقاب یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

درلیل نمبر ۱۰۹ البواوید ص ۱۰۹ طحاوی ص ۱۱۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ مسند حمیدی
 ص ۲۱۶ مصنف عبدالرزاق ص ۲۱ سنن الکبریٰ بیہقی ص ۲۴ سنن دارقطنی ص ۱۱۱ نصب الرایہ
 ص ۲۲۶ تیسرا الوصول ص ۲۳۶ میں روایت ہے۔

واللفظ لابن داؤد عن البراء بن عازب
 حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جب
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز

کان اذا اتممت الصلاة رفع يديه شرع کر کے تو کانوں کے قریب بکس رفع الیدین
الی قریب من اذنیہ لعل لا یعود کر کے پھر (غازیں) رفع الیدین کیلئے نہ لوٹے۔
قارئین کرام یہ حدیث بھی دوسری حدیثوں کی طرح ترک رفع الیدین میں نص صریح ہے
اختر ارضیہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی یزید بن ابی زیاد کو فی واقعہ ہے جو کہ
ضعیف ہے اور آخر عمر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔

جواب: یزید بن ابی زیاد کو فی پر اگرچہ بعض محدثین نے کلام کیا ہے مگر وہ ثقیل ہے۔
امام مسلم فرماتے ہیں کہ وہ سچا ہے اور اس سے روایت بھی کی جا سکتی ہے معتبر صحیح علم
میں مخلصاً امام ترمذی اس کی حدیث کو حسن صحیح کہتے ہیں دیکھیے سنن ترمذی ص ۱۲۱ ص ۱۲۲
ص ۲۱۸ نیز امام ترمذی سنن ترمذی ص ۱۲۱ میں لکھتے ہیں

روى عنه سفیان وشعبة وابن امام ابن رقیق العیثی نے فرمایا ہے کہ یزید بن
عینیہ وغیر واحد من الائمة او ابی زیاد ابو عبد اللہ کو فی پچھتے راویوں میں شمار
علاء زلعی نسب الراۃ میں لکھتے ہیں۔ کیا جاتا ہے اور امام ابو الحارث قرطبی
قال الشیخ ویزید بن ابی زیاد معدود نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو الحسن نے کہا
فی اهل الصدق کونی یکنی اما ہے کہ یزید بن ابی زیاد جید الحدیث ہے۔
عبد اللہ و ذکر ابو الحارث القرطبی
قال ابو الحسن یزید بن ابی زیاد
جید الحدیث آھ

علاء جلال الدین سیوطی شافعی المذہب فضل الوعار فی احادیث رفع الیدین
فی الدعاء (الملمح بیل السلام) ص ۳۳ میں حدیث کی ایک سند کے بارے میں علامہ ہشیمی
سے یوں نقل کرتے ہیں قال الہیثمی بحالہ ثقات اور اس میں یزید بن ابی زیاد
موجود ہے اور حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب ص ۳۶۶ و ص ۳۳۳ میں لکھتے ہیں کہ
محدث جریر نے فرمایا کہ علاء بن السائب سے یزید بن ابی زیاد زیادہ مضبوط اور

حافظہ والا ہے۔ علامہ عفا۔ صحیح بخاری کا زون سے حافظہ من حجۃ تہذیب ص ۳۳
میں لکھتے ہیں۔۔۔ کہ امام عجلانی نے کہا ہے کہ یزید جائز الحدیث ہے اور آخری
عمر میں تعین کو قبول کر لیتے تھے اور ابن حبان نے کہا ہے کہ سچا ہے لیکن جب بوڑھے
ہو گئے تو حافظہ خراب ہو گیا اور تعین قبول کرنے لگے تو ان کی حدیث میں اوپری چیزیں
آگئیں لیکن تغیر حافظہ سے پہلے کا سماع صحیح اور معتبر ہے اور امام یعقوب بن سفیان نے
کہا ہے کہ اگرچہ بعض لوگ تغیر حافظہ کی وجہ سے اس پر کلام کرتے ہیں تاہم یہ عدالت
اور تقاضا پر ہے اگرچہ محدث حکم اور منقولہ کی طرح نہیں اور محدث احمد بن صالح
المصری فرماتے ہیں کہ یزید ثقہ ہے اور اس پر جرح کرنے والوں کا قول مجھے تعجب میں
نہیں ڈالتا۔

غیر مقلدین حضرات کے بزرگ یزید کو ثقہ
اور اس کی حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں

علامہ شوکانیؒ الفوائد المجموعہ ص ۱۱ میں
لکھتے ہیں۔

وقد اخرجہ مسلم فی صحیحہ
والبخاری تعلیقاً واهل السنن
الاربعة آھ

کہ یزید کی روایت امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح
مسلم میں لی ہے اور بخاری نے تعلیقاً۔

رثلاً صحیح بخاری ص ۶۸ اور امام نسائیؒ امام ابو داؤدؒ امام ترمذیؒ اور امام ابن ماجہ نے روایت
لی ہے۔ اور شوکانیؒ لکھتے ہیں یزید بن ابی زیاد قد اخرج له مسلم فی الخلاصة
عن الذهبی انه صدوق (نیل الاوطار ص ۶۶)۔ نوایب صدیق حسن خانؒ غیر مقلد
نزل الابار ص ۲۸ میں مجمع الزوائد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں وهو حسن الحدیث
علامہ احمد محمد شاہؒ غیر مقلد شرح ترمذی ص ۱۹۵ میں یزید کی کافی توثیق نقل کرنے کے
بعد فرماتے ہیں والحق انه ثقة۔ حق بات یہ ہے کہ یہ ثقہ ہے پھر امام شعبہؒ
سے توثیق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں وهذا نہایة التوثیق من شعبہ

وہو امام الحجج والتعبدیل کہ یہ انتہائی درجہ کی توثیق ہے امام شعبہ سے اور وہ حجج و تعبدیل کے امام ہیں پھر فرماتے ہیں فتاۃ اصحاب الترمذی فی تصدیقہ کہ امام ترمذی نے جو یزید کی روایت کو صحیح کہا ہے اچھا کیا ہے یہی علامہ صاحب شرح ترمذی ص ۱۹۱ میں لکھتے ہیں فتاۃ الحدیث علی یزید بن ابی زیاد وهو ثقہ صحیح الحدیث وقد تخلصنا علیہ تفہیم فیہ منہی رقم ۱۱۲ ص ۱۹۱ کہ اس حدیث کی دار و مدار یزید بن ابی زیاد پر ہے اور وہ ثقہ اور صحیح الحدیث ہے اور پہلے اس کی توثیق کے بارے مکمل مفصل کلام ہو چکا ہے ۔

(تبصرہ) قاضی شوکانی غیر مقلد نیل الاوطار ص ۲۶۵ میں لکھتے کہ یزید بن ابی زیاد کوئی ترمذی مال حسن سے بھی نہیں ہے جس کی حدیث کو امام ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے حالانکہ خود امام ترمذی کے ہاں یہ ضعیف ہے اور بعض محدثین نے تو اس یزید کو موضوع روایت بنانے کے ساتھ متم کیا ہے اور مولانا عبد الرحمن صاحب غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص ۱۱۳ میں لکھتے ہیں کہ یزید بن ابی زیاد تو ضعیف ہے امام ترمذی نے اس کی حدیث کو کیسے حسن صحیح کہہ دیا ہے پھر مبارکپوری صاحب تادیل بھی خود کرتے ہیں کہ دوسرے امور کی وجہ سے حسن صحیح کہا ہے ۔ مگر ان حضرات کا یہ نزاد ہم سے کیونکہ یزید بن زیاد دو ہیں ایک دمشق جو کہ ضعیف ہے اور دوسرے یزید بن زیاد جس کو یزید بن ابی زیاد بھی کہا جاتا ہے کوئی ہے جو کہ ثقہ ہے چنانچہ امام ترمذی فرماتے ہیں یزید بن زیاد دمشق ضعیف و یزید بن ابی زیاد الکوفی اثبت من هذا واقتد ترمذی ص ۱۹۱ اور یزید بن زیاد دمشق کے بارے وضع الحدیث کا اتحام بھی لگایا ہے اور قاضی شوکانی کو الفوائد المجموعہ ص ۱۱۷ میں خود یزید بن ابی زیاد کوئی کی توثیق کا اقرار کرنا پڑا چنانچہ ابھی حوالہ گذار ہے اور علامہ احمد محمد شاکر غیر مقلد نے شرح ترمذی ص ۱۹۵ میں شوکانی کو بھی یہی جواب دیا ہے کہ یزید دو ہیں الخ اور امام نووی شرح مسلم ص ۲۱۱ میں شوکانی کی طرح دھوکہ کھا بیٹھے ہیں اس لیے حافظ ابن حجر نے تہذیب ص ۲۳۱ میں

امام زورکی کی یہ خطا شمار کی ہے۔ غرض یزید بن ابی زیاد کوئی ثقہ اور صحیح الحدیث ہے البتہ آخری عمر میں حافظہ کا متغیر ہونا عیب ہے مگر جب اس سے نچلے راوی کا تغیر حافظہ سے پہلے کا سماع ہو تو اس کی صحت حدیث میں کوئی شبہ نہیں رہتا اور یہ ترک رفع یدین کی روایت یزید بن ابی زیاد سے روایت کرنے والے قدیم السماع ہیں مثلاً سفیان ثوریؒ امام شعبہؒ محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰؒ وغیرہم چنانچہ امام بخاریؒ حذو رفع الیدین ص ۱۲ میں (بحوالہ نصب الرأیہ ص ۱۲) لکھتے ہیں کہ شعبہؒ سفیان ثوریؒ اور زہیرہؒ کا سماع یزید سے اول عمر میں تھا۔ اور امام بیہقیؒ لکھتے ہیں سفیان ثوریؒ اور زہیر بن معاویہؒ و حشیم کا سماع یزید سے اول عمر میں ہوا ہے بیہقی ص ۱۶۔ ہاں آخر عمر میں جس نے یزید سے روایت کی ہے اس کے بارے کلام ہو سکتا ہے مگر اس روایت کے راوی تو قدماء ہیں۔

اعترض م:۔ قال ابو داؤد روى هذا الحديث هشيم وخالد ابن ادريس عن يزيد لم يذكروا ثم لا يعود۔
کہ اس حدیث کو حشیمؒ خالدؒ ابن ادیسؒ نے یزید سے روایت کیا ہے مگر تم لا یعود کی زیادت ذکر نہیں کرتے۔

جواب م:۔ ثم لا یعود کی زیادت حضرت سفیان ثوریؒ نقل کرتے ہیں (لمحادی ص ۱۱) شریکؒ نقل کرتے ہیں (البرہان ص ۱۱) اسمعیل بن زکریاؒ اور محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰؒ بھی نقل کرتے ہیں (الدرقطنی ص ۱۱) سفیان بن عیینہؒ بھی نقل کرتے ہیں (مصنف عبد الرزاق ص ۱۲) علائہ مار دینیؒ الجوزہ النقی ص ۱۲ میں لکھتے ہیں۔

قلت يعارض هذا قول ابن عدي في الكامل رواد هشيم وشریک جماعة معهم عن يزيد بناد و قالوا فيه ثم لم يعد۔
میں (مار دینی) کہتا ہوں کہ امام ابو داؤدؒ کا یہ قول امام ابن عدیؒ کے اس قول کے محدض ہے جو انہوں نے کامل میں ذکر کیا ہے کہ حشیمؒ و شریکؒ اور ان کے ساتھ ایک جماعت نے یزید سے ثم لم يعد کی زیادت روایت کی ہے

فلہذا امام ابو داؤد کا اعتراض صحیح نہیں ہے۔

جواب ۱:۔ یزید بن ابی زیادؓ اس روایت میں متفرد بھی نہیں بلکہ عیسیٰ بن عبد الرحمنؓ اور حکمؓ اس کے متابع ہیں دیکھیے ابو داؤد ص ۱۰۹ طحاوی ص ۱۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ بیہقی ص ۲۔ بہر طور یہ حدیث صحیح ہے اور ترک رفع الیدین میں صریح ہے اور غیر مقلدین حضرات اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔

اعتراض ۲:۔ سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ یزید مکہ میں لایعود کی زیادت نقل نہ کرتے تھے مگر جب کوفہ میں داخل ہوئے تو ان کو ثعلبہ بن گئی پھر لایعود کی زیادت بیان کرنے لگ گئے۔

جواب ۱:۔ سفیان بن عیینہؒ کا یہ اعتراض کسی ضعیف راوی نے ان کی طرف غلط فہم کیا ہے کیونکہ سفیان بن عیینہؒ خود یہ زیادت یزید سے نقل کرتے ہیں (دیکھیے مصنف عبد الرزاق ص ۲)۔

جواب ۲:۔ ابن عیینہؒ نے یزیدؓ سے زمانہ تغیر حافظہ میں سنا ہے کیونکہ یزیدؓ ۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۶ھ میں فوت ہوئے ہیں اور ابن عیینہؒ ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے ہیں ابن عیینہؒ جب بڑے ہوئے ہوں تو پھر ہی انہوں نے علم حدیث وغیرہ حاصل کیا ہوگا اور یہ یزیدؓ کی عمر کا آخری حصہ ہے اس لیے ابن عیینہؒ کی حدیث یزیدؓ سے قابل اعتبار نہ ہوگی اس لیے ان کا اعتراض بھی غلط ہے اور سفیانؒ ثورانی جو ابن عیینہؒ سے کئی سال بڑے ہیں اور اس طرح دوسرے حضرات جو بڑے ہیں وہ لایعود کی زیادت روایت کرتے ہیں۔

اور امام شعبہؒ بھی یزیدؓ سے صرف اول تکبیر میں رفع الیدین روایت کرتے ہیں چنانچہ سنن دارقطنی ص ۱۱ میں ہے

عن شعبۃ عن یزید بن ابی زیاد قال سمعت ابن ابی لیلیٰ یقول امام شعبہؒ یزیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ یزیدؓ نے کہا میں نے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے

سمعت براء بن عازب فی هذا المجلس يحدث قوما منهم كعب بن عجرة قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين افتتح الصلوة يرفع يده في اول تكبيرة آم

مُنادو فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازبؓ کو دیکھا کہ وہ ایک مجلس میں قوم کو حدیث مُنادیہ سناتے تھے، جن میں کعب بن عجرہ بھی تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے پہلی تکبیر میں۔

قارئین کرام حضرت براء بن عازبؓ کی تصدیق کرنے والے اور حضرات صحابہ کرامؓ بھی موجود تھے جن میں حضرت کعب بن عجرہؓ بھی تھے معلوم ہوا کہ رفع الیدین صرف ابتداء نماز میں ہے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت براءؓ کے شاگرد رشید حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰؓ پہلی تکبیر کے سوا رفع الیدین نہ کرتے تھے جیسے کہ صحیح سند کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے ان کا عمل باب اول میں گزر چکا ہے۔

اعتراف ۴: مولوی نور حسین صاحب گھر جاکھی غیر مقلد اپنے رسالہ قرۃ العین ص ۹۴ میں لکھتے ہیں کہ علی بن عاصم نے کہا کہ میں نے خود زید سے سنا کہ یہ روایت سنی تو زید نے لایعود نہ کہا میں نے کہا محمد بن ابی لیلیٰ نے آپ سے یہ روایت کی ہے وہ اس میں لایعود کہتے ہیں تو فرمانے لگے مجھے یاد نہیں پھر میں نے اسی بات کو دہرایا پھر فرمایا مجھے یاد نہیں یعنی حافظہ اتنا کمزور ہو گیا تھا۔ آم

جواب: ایہ جناب گھر جاکھی صاحب غیر مقلد اور دوسرے غیر مقلدین حضرات کی عام عادت ہے کہ جھوٹے راویوں کی روایت ان کے دل قابل احتجاج ہے یہ علی بن عاصم جھوٹا اور مجروح راوی ہے محدث کلبی بن معینؒ فرماتے ہیں کذاب لیس بشی کہ بہت بڑا جھوٹا اور لیس بشی ہے اس پر اور بھی محدثین کرامؓ کی سخت جرح ہے دیکھیے تنذیب التذیب ص ۲۴۲ تا ۲۴۸ اسی طرح محمد بن اسحقؒ کذاب اور دجال مگر غیر مقلدین حضرات اس کی روایت سے وجوب فاتحہ خلف الامام ثابت کرتے

ہیں گویا اپنا مفاد کہیں ہاتھ سے نہیں جملے دیتے مگر ہم ایسے راوی کو وقعت نہیں دیتے۔
 زمانے نے مرے آگے بھی دنیا پریش کر دی تھی مگر میں نے تو اپنا فائدہ انکار میں دیکھا
 جواب ۱۔ جب یزید سے علی بن عاصم نے تغیر حافظہ کے زمانہ میں سنا ہے تو علی بن
 عاصم کی بات کا کیا اعتبار ہے۔ محمد بن ابی لیلیٰ سفیان ثوری، شریک، قشیم، اسماعیل
 بن زکریا ابن عیینہ وغیرہم سب لایعود کی زیادت روایت کرتے ہیں ان میں اکثر روایۃ
 یزید سے قدیم السماع میں نیز یزید نے جس طرح لایعود حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ
 سے روایت کیا ہے اس طرح عیسیٰ بن عبدالرحمن و حکم نے بھی حضرت عبدالرحمن سے
 لایعود روایت کیا ہے۔

دلیل ۱۸۔ ابو داؤد ص ۱۹ طحاوی ص ۱۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ نصب الراية
 ص ۲۳ میں روایت محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کے طریق سے آتی ہے جس میں حضرت
 برادر بن عازب فرماتے ہیں۔

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم رفع يديه حين افتتح
 الصلاة ثم لم يرفعهما حتى انصرف .
 کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے رفع الیدین کیا جب
 نماز شروع کی پھر رفع الیدین نہ کیا حتیٰ کہ نماز
 سے فارغ ہو گئے۔

اعتراف ۲۔ محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ضعیف ہے۔

جواب ۱۔ محمد بن ابی لیلیٰ پر اگرچہ بعض محدثین نے خراب حافظہ کی وجہ سے جرح کی ہے
 تاہم پھر بھی محمود کے ہاں وہ صدوق اور ثقہ ہے امام بخاری کے استاد احمد بن یونس
 فرماتے ہیں افتہ اهل الدنيا ميزان الاعتدال ص ۴۴ تذكرة الحفاظ ص ۱۲۲ اس طرح
 کے الفاظ احمد بن یونس کے استاد امام زائدہ فرماتے ہیں ميزان ص ۴۴ تهذيب التتبع
 ص ۲۰۲۔ امام عجمی فرماتے ہیں كان فقيهاً عساقاً صاحب سنة بائز الحديث
 قارناً علماً بالقرآن قرأ عليه حمزة تهذيب ص ۲۰۲ ميزان ص ۴۴ تذكرة ص ۱۲۲

حضرت ابن ابی لیلیٰؒ فرماتے ہیں میں حضرت عطاءؒ کے پاس گیا وہ مجھ سے بعض مسائل پوچھنے لگے ان کے شاگردوں نے کچھ اور پرا جانا تو حضرت عطاءؒ نے فرمایا کہ بھائیو یہ تو مجھ سے بھی بڑا عالم ہے میزان ص ۸۸ تذکرہ ص ۱۶۲ امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں مقام اس کا سچائی ہے لیکن خراب حافظہ والا ہے علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں لہٰذا ذکر فی الاحکام من صحیح البخاری (ص ۱۰۶) (تہذیب ص ۳۰۲) امام یعقوب بن سفیانؒ فرماتے ہیں ثقہ ہے عدالت والا ہے اس کی حدیث میں کچھ کلام ہے محدثین کے ہاں یہ نرم حدیث والا ہے (تہذیب ص ۳۰۲) حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں فہتار ہمارے تو ابن ابی لیلیٰؒ اور ابن شبرہؒ ہیں (سنن ترمذی ص ۲۰۵)۔ امام ابو یوسفؒ نے اس کی بڑی تعریف کی ہے (میزان ص ۸۸) امام ابو زرعہؒ فرماتے ہیں اتنا قوی نہیں ہے جتنا کہ ہونا چاہیے تھا (تذکرہ ص ۱۶۲)۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں صدوق مگر صحیح حدیث کضعیف سے علیحدہ نہیں کر سکتا اس لیے میں ان سے روایت نہیں کرنا (سنن ترمذی ص ۲۰۵)۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں صدوق فقیہ سند میں اس کو وہم ہو جاتا ہے۔ (سنن ترمذی ص ۲۰۵) مگر وہم سے کون محفوظ ہے الغرض یہ راوی مشکلم فیہ ہوتے ہوتے بھی قابل اعتبار ہے۔ اس لیے تو امام ترمذیؒ نے سنن ترمذی ص ۱۴۱ میں اس کی حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور امام ترمذیؒ نے تحفین کو کسی موضوع پر کی ہے (دیکھیے سنن ترمذی ص ۱۱۱ ص ۱۲۰ ص ۱۶۹ ص ۷۲)۔ حافظ ابن قیمؒ بدائع الفوائد ص ۱۲۳ میں اس کی ایک حدیث کی محدثین سے تصحیح نقل کرتے ہیں چنانچہ الفاظ یہ ہیں قالوا هذا اسناد صحیح امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں ثقہ فی حفظہ شیخ (الدرقطنی ص ۱۶) محدث ترمذیؒ الترغیب والترہیب ص ۵۲ طبع مصر بابی علمی میں لکھتے ہیں الانصاری الکوفی صدوق امام ثقہ ردی الحفیظ کثیرا کذا قال الجہود رفیعہ علامہ ذہبیؒ میزان ص ۸۸ میں لکھتے ہیں الانصاری الکوفی صدوق امام سیئ الحفظ وقد وثق ابو علامہ ذہبیؒ تذکرہ ص ۱۶۲ میں لکھتے ہیں۔

قلت حدیثہ فی وزن الحسن ولا
یرتقی الی الصلۃ لانه لیس
بالمتمکن عندهم ومناقبہ
کثیرۃ الخ۔

میں (ذہبیؒ) کہتا ہوں کہ اس کی حدیث
حسن درجے کی ہے اور صحت تک نہیں
پہنچتی کیونکہ محدثین کے ہاں وہ مضبوط نہیں
اور فضائل اس کے بہت ہیں۔

علامہ نور الدین ہیشمیؒ مجمع الزوائد ص ۲۳۸ میں لکھتے ہیں وفی الاسناد الاول محمد
بن ابی لیلیٰ وهو سیئ الحفظ وحدیثہ حسن انشاء اللہ اور مجمع الزوائد ص ۲۵
میں لکھتے ہیں۔ محمد بن ابی لیلیٰ وهو سیئ الحفظ ولکنہ ثقہ
غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں کی
طرف سے محمد بن ابی لیلیٰ کی توثیق
کا حسن الحدیث ہونا نقل کیا ہے

بحوالہ بسط البیہین ص ۱۰۰۔ مولانا عبدالرحمن صاحب مہارکپوریؒ تحفۃ الاحوذی ص ۱۴۲
میں فرماتے ہیں۔

محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ
وانکان بعض اہل العلم یضعفہ
فمن تابعہ الا عیش ایاہ عن عمرو
بن مرة ومتابعہ شعبۃ کما
ذکر ذالک الترمذی فیما یصح
خبرہ وان خالفہ فی الاسناد و
ارسلہ فہی غیر قاصدۃ

ابن ابی لیلیٰؒ کو اگرچہ بعض اہل علم
ضعیف کہتے ہیں مگر اس کی متابعت اکثر
عن عمرو بن مرة اور شعبۃ سے جیسا کہ امام ترمذی
نے ذکر کیا ہے یہ امر اس کی حدیث کو صحیح
کرتا ہے اگرچہ یہ راوی دوسری سند
میں ہیں اور انہوں نے اس کا ارسال کیا ہے
پس یہ کوئی عیب نہیں ہے۔

الخ بلغظہ

اور علامہ احمد محمد شاہؒ شرح ترمذی میں لکھتے ہیں۔

ومثل هذا لا یقل حدیثہ عن محمد بن ابی لیلیٰؒ جیسے شخص کی حدیث حسن مرجم

درجۃ الحسن المصحح بہ و اذا
تالعه عنہ کان الحدیث صحیحاً

سے جو قابل احتجاج نہ کم نہیں ہے اور جب کوئی
حدیث اسکی روایت کیجے متحمل جائے تو پھر اس کی
حدیث صحیح ہو جائے گی (جس کا حسن حدیث درجہ زیادہ ہے)

حافظ عبد اللہ روپڑی غیر مقلد رفع یدین اور آمین ص ۲۷ میں ایک حدیث کے بارے
لکھتے ہیں اس حدیث میں محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ ایک راوی ہے اس کے متعلق
مجمع الزوائد میں لکھا ہے جمہور اس کو ضعیف کہتے ہیں اور البوصاتم کہتے ہیں مقام اس
کا صدق ہے مجمع الزوائد میں جمہور کے ضعیف کہنے کی وجہ نہیں بتائی تقریب التہذیب
میں اس کی وضاحت کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں صدوق سیئ الحفظ اجتہد یعنی سچا ہے
حافظ بہت خراب ہے اس سے معلوم ہوا کہ ضعیف کی وجہ حافظ کی کمزوری
ہے ویسے سچا ہے جھوٹ نہیں بولتا پس یہ حدیث بھی کسی قدر اچھی ہوئی اور دوسری
حدیثوں کے ساتھ مل کر نہایت قوی ہو گئی آہد بلغظہ۔

قارئین کرام جب غیر مقلدین حضرات کے ہاں ابن ابی لیلیٰ کی حدیث دوسری حدیثوں
کے ساتھ مل کر نہایت صحیح اور قوی ہو جاتی ہے تو یہ ترک رفع الیدین کی روایت بھی
دوسری حدیثوں کے ساتھ مل کر نہایت صحیح اور قوی ہو گئی ہے اور غیر مقلدین حضرات
پر حجت تام ہو گئی ہے یہ الگ بات ہے کہ یہ روایت چونکہ ان کے مذہب کے خلاف
ہے اس لیے غیر مقلدین حضرات اپنے مسئلہ اصولوں کو فراموش کر کے بطور تعصب
اس کا انکار کر دیں۔

ستم ظریف نہ سمجھو کہ بے زباں ہیں ہم
ہے بات یوں کہ ہم کرتے نہیں گلتم سے
دلیل ۱۹: ۱۔ منذ احمد ص ۲۷ میں روایت ہے۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی شہا
عبد القدوس بن بکر بن خنیس
قال انما حجاج عن عامر بن عبد اللہ
اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ
بن زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ

بن الذبیر عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ فرفع یدیه حتی یحاذی بہما اذنیہ قال قرئ عن سفیان وانا ما سمعت ابن عجلان وزیاد بن سعد عن عامر بن عبد اللہ عن ابیہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم هكذا وعقد ابن الذبیر آھ

جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کا نول کے برابر کرتے۔

اس حدیث میں چونکہ صرف رفع الیدین کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے اگر رفع الیدین افتتاح صلوۃ کے بعد بھی ہوتا تو حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ اس کو بھی بیان فرماتے بلکہ مولانا عبد الرحمن صاحب مہار کپوریؒ غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص ۲۲۳ و ص ۲۲۵ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے ایک شخص کو نماز میں دُعا مانگتے ہوئے رفع الیدین کرتے دیکھا تو فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو نماز میں رفع الیدین نہ کرتے تھے حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جاتے اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اس صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں بالکل رفع الیدین نہ کرتے تھے اگر رفع الیدین عند الکرع ہوتا تو حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ اس کی استنثار کرتے۔ حضرت عبد اللہؓ کے صاحبزادے حضرت عبادؓ کی مرسل صحیح حدیث بھی منع رفع الیدین میں گزر چکی ہے۔ الحاصل ترک رفع الیدین کی روایات مضبوط اور صحیح اور غیر مضطرب ہیں اور رفع الیدین عند الکرع وغیرہ کی روایات مبہم مضطرب اور ادھوری ہیں ہاں رفع الیدین عند الافتتاح کی روایات بہت مضبوط ہیں کیونکہ پچاس حضرات صحابہ کرام اس کے راوی ہیں جن میں

حضرات عشرہ جبرہ بھی شامل ہیں جسے کہ اسی کتاب کے مقدمہ میں یہ گزر چکا ہے۔
اب غیر مقلدین حضرات کی مرضی کہ پچاس صحابہ کرام کا مقابلہ کریں یا انہیں کے مطابق
ترک رفع الیدین پر عمل کریں۔

یاد تھ تو بچے یا کھولیں گے نقاب سلطانِ عشق کی یہی فتح و شکست ہے
اثر ۱۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اقتراحِ صلوٰۃ
آمار صحابہ کرام کے بعد رفع الیدین ذکر کرتے تھے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے گواہی
دی ہے دیکھتے دلیل ۱۵ میں۔

اثر ۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۶ طحاوی ص ۱۱۱ نصب الرایہ ص ۵۵۱ درایہ
ص ۸۵ میں روایت آتی۔

واللفظ ک بن ابی شیبہ حدثنی
بن آدم عن حسن بن عیاش عن
عبد الملك بن الجبر عن الزبیر
بن عدی عن ابراهیم عن الاسود
قال صلیت مع عمر فلم یرفع
یدیه فی شیء من صلوٰتہ الا
حین افتتح الصلوٰۃ قال عبد الملك
ورایت الشعبي وابراہیم و ابا
اسحق لا یرفعون ایدیهما الا حین
یفتتحون الصلوٰۃ۔

حضرت اسود ابی فرات نے کہ میں نے حضرت
عمرؓ بن خطاب کے ساتھ نماز پڑھی پس آپ نے
نماز کے کسی حصے میں رفع الیدین نہ کیا مگر
اقتراحِ صلوٰۃ کے وقت عبد الملك بن الجبر
فرماتے ہیں کہ میں نے امام شعبیؒ و ابراہیم نخعیؒ
والاسحق بنیعیؒ کو دیکھا وہ بھی نماز کی ابتداء کے
سوا رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

علامہ دارقطنی الجوزی النقی ص ۳۶ میں لکھتے ہیں وهذا السند ایضاً صحیح علی شرط مسلم حافظ ابن الحارث
فتح القدر ص ۲۱۹ میں لکھتے ہیں بسند صحیح علامہ زمری آمار السنن ص ۱۱۱ میں لکھتے ہیں و ہذا صحیح علامہ زمری
کثیر فی نیل الفرقین ص ۲۷ میں لکھتے ہیں فاشعر عمر صحیح بلائیٹ دیگر ایسی مسائل کی طرح اس

میں بھی ہمارے مخالف اور فی نفسہ سخت متعصب حافظ ابن حجرؒ بھی اس روایت کی صحت کا اقرار کرتے ہوئے فرماتے ہیں و ہذا رجالہ ثقات و رايہ ص ۸۵ کہ اس حدیث کے سب راوی معتبر و ثقہ ہیں۔

و آگے آگے وصل کا اقرار ساتھ ساتھ میں آئیے تبھیے سر یہ ہوں بستر لیے ہوئے
الحاصل اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں پہلا راوی حضرت ابو بکر بن ابی شیبہؒ جو امام بخاریؒ
و امام مسلمؒ کا استاد ہے اور صحیحین کا مرکزی راوی ہے دوسرا یحییٰ بن آدمؒ بھی صحیحین کا راوی
ہے تیسرا حسن بن عیاشؒ جو ابو بکر بن عیاش کا بھائی ہے (کمانی الترمذی) اور صحیح مسلم کے
راوی ہے مثلاً صحیح مسلم ص ۲۸۳ وغیرہ چوتھا عبد الملک بن ابی بکرؒ تابعی ہیں (نوی شرح مسلم
ص ۱۱) یہ بھی صحیح مسلم کے رجال میں سے ہیں دیکھیے صحیح مسلم ص ۱۶۱ ص ۲۸۶ ص ۳۱۱ وغیرہ
پانچواں زبیر بن عدیؒ صحیحین کے راوی ہیں مثلاً دیکھیے صحیح بخاری ص ۱۴۴ حضرت
ابراہیم نخعیؒ اور حضرت اسود جلیل القدر تابعی ہیں اور حضرت عمر بن خطاب غلیظہ راشد
ہیں جب حضرت ابو بکر صدیقؓ و حضرت عمر فارغ الیدین نہیں کرتے تو ان کے مقتدی
صحابہ کرامؓ کیسے رفع الیدین کرتے ہوں گے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرامؓ کا ترک رفع
الیدین پر اجماع تھا۔ چنانچہ امام طحاویؒ شرح معانی الآثار ص ۱۱۱ میں لکھتے ہیں۔

قال ابو جعفر فہذا عمر لم یکن یرفع ید یہ ایضا الذی فی التکبیر الاولی
فی ہذا الحدیث و ہو حدیث صحیح لان الحسن بن عیاش وان کان ہذا
الحدیث انما دار علیہ فانہ ثقہ حجة قد ذکر ذالک یحییٰ بن معین
وغیرہ افتقری عمر بن الخطاب خفی علیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کان یرفع ید یہ فی الركوع والسجود وعلو ذالک من دونه
ومن ہو معہ یراہ یفعل غیر ما ذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یفعل ثم لا ینکر ذالک علیہ ہذا عندنا محال فل عمر ہذا و
ترک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ علی ذالک دلیل

صیحح ان ذالک هو الحق الذی لای ینفی لاحد خلافہ آہ بلفظہ : اس آہی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حسن بن عباسؓ ثقہ ہیں امام بخاری بن معین وغیرہ نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے اگر عمر فاروقؓ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع الیدین رکوع اور سجود میں کرتے دیکھتے تو خود اس کے خلاف عمل نہ کرتے۔ حضرت عمرؓ کا ترک رفع الیدین کرنا اور صحابہ کرام کا ان پر انکار نہ کرنا یہ اس بات کی صاف دلیل ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہی (ترک رفع الیدین) سنت ہے اور یہی حق ہے اور اس کے خلاف عمل کرنا کسی کو بھی مناسب نہیں۔ علامہ سیّد محمد النور شاہ صاحب نیل الفرقدین ص ۴۷ میں لکھتے ہیں۔ و ذکر ابن بطال انہ لم یختلف عنه فی ذالک کہ علامہ ابن بطالؒ نے فرمایا ہے کہ حضرت عمرؓ سے ترک رفع الیدین کے سوا اور کچھ بھی ثابت نہیں یعنی رفع الیدین آپؐ سے مروی نہیں ہے (لطیفہ) حافظ عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی غیر مقلد اپنے رسالہ زمینۃ الصلوٰۃ ص ۱۹ میں لکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ سے رفع الیدین کا ثبوت بحوالہ کتب محدثین اور درج ہو چکا ہے پس طحاوی حنفی کا بیان قابل وثوق نہیں ہے یہ امام مزنی کا بھانجہ اور شاگرد ہے جو ان سے بگڑ کر حنفی ہو گیا بس پھر کیا تھا حنفی ہوتے ہی امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کے فتوؤں کی تائید میں کتاب بنام شرح معانی الآثار لکھ ماری کہ جس میں ضعیف حدیثوں کی تصحیح اور صحاح کی تصنیف کر کے اخلاف کی خوب رضا جوئی کی مگر خدا کی شان کہ پھر بھی اس کی کتاب کو نہ تو حنفیوں میں قبولیت حاصل اور نہ وہ اہل حدیثوں کے یہاں مقبول و مسلم ہوئی پھر یہ ترک احیاناً جو جو کے خلاف ہے سنت کے خلاف نہیں آہ بلفظہ۔

تصویر کا دوسرا نسخہ :- ناقد فن رجال علامہ ذہبیؒ تو امام طحاویؒ کے بارے لکھتے ہیں۔

الامام العلامة الحافظ صاحب التصانیف البدیعۃ - الی قولہ وکان

ثقة ثبتاً فیہا عاقلہ لم یختلف مثله (تذکرہ الحفاظ ص ۲۸ صفحہ ۲)

یعنی امام طحاویؒ امام علامہ حافظ الحدیث اور بے مثال کُتب کے مصنف تھے۔ اور ثقہ ثبت فقیہ اور عقلمند تھے اپنے بعد اپنی کوئی نظیر نہیں چھوڑ گئے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ خود حافظ غنایت اللہ صاحب اسی رسالہ کے ص ۲۰ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں امام طحاوی جامع روایت و درایت ہیں اور وہ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اور زفر کی حدیث نبوی کے احترام میں مخالفت بھی کرتے ہیں الخ بلفظ۔ سچ ہے کہ دوسرے را حافضہ بنا شد۔ حدیث شریف میں آتا ہے اذالہ تہسقی فاصنع ما شئت۔

بخاری ص ۹۵ و ص ۹۹ و مسند احمد ص ۱۲۱ و ص ۱۲۲ کسی نے اس کا فارسی زبان میں کیا ہی خوب ترجمہ کیا ہے۔ بے حیا باش و صر آنچہ خواہی کن۔

قارئین کرام یہ حافظ غنایت اللہ صاحب پورے غیر مقلد ہیں کیونکہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا والد یوسف نجار کو ٹھہرایا ہے اور بہت سے معجزات کا انکار کیا ہے مثلاً شق قمر (دیکھئے انفاق البصر فی الشقاق قمر) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لے کر جو پتھر بھاگا تھا اس کے بارے حافظ صاحب نے کہا ہے کہ وہ حجر (پتھر) نہ تھا بلکہ حجر (گھوڑی) تھی جو کپڑے لے کر بھاگی تھی دیکھیے ان کی کتابیں عیون زمرم و آیات السائین۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو غیر مقلدین حضرات کے شر سے محفوظ رکھے آمین۔ یہ ہیں انکار تقلید کے نتائج۔

اعتراف بہ نصب الرأیہ ص ۱۵ میں ہے کہ امام حاکم نے اس روایت کو شاذ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس سے حجت قائم نہیں ہو سکتی اور نہ اس کا صحیح حدیثوں سے معارضہ ہو سکتا ہے جو طائوس بن کيسان عن ابن عمیر عن عمار بن یزید عن الخ کے الفاظ سے مروی ہیں کہ حضرت عمرؓ رفع الیدین کرتے تھے۔

الجواب الاول بہ نصب الرأیہ کے صحیح نسخہ میں ان عمر کی زیادت نہیں ہے۔ جیسے کہ نیل الفرقین ص ۱۰ و تعلیق الحسن ص ۱۱ میں خزائن المعروف ایشاک مسماً لکھتے کے نسخہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ نیز اس نسخہ کی صحت کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے

کہ حافظ ابن حجر نے درایہ ص ۸۵ میں امام حاکم کی طرف سے معارضہ کے وقت ان عمرہ کی زیارت ذکر نہیں کی بلکہ ابن عمرؓ کے عمل سے تعارض پیش کیا ہے حالانکہ درایہ نصب الرأیہ کا مختص ہے نیز حافظ ابن ہمام نے بھی فتح القدیر ص ۲۱۹ میں امام حاکم کی طرف سے ابن عمرؓ کے اثر سے تعارض پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو بغیۃ الالمی ج ۱ ص ۵۴۱۔ اس سے ثابت ہوا کہ ابن بطلان کا فرمان کہ حضرت عمرؓ کے عمل ترک رفع الیدین کے خلاف حضرت عمرؓ سے کچھ بھی مروی نہیں صحیح ہے۔

الجواب الثانی :- امام حاکم نے طاؤس بن کیسان کے طریق سے جس روایت کا حوالہ دیا ہے وہ مجہول ہے چنانچہ حکم بن عقیبؓ فرماتے ہیں۔

فَسَأَلْتُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ
 أَنَّهُ يُحَدِّثُ بِهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ
 عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 کہ میں نے طاؤسؓ کے اصحاب میں سے
 ایک شخص سے پوچھا کہ طاؤسؓ رفع الیدین
 کیوں کرتے ہیں تو اس شخص نے کہا کہ طاؤسؓ
 اس کو ابن عمرؓ عن عمر بن الخطابؓ عن النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔
 (بیہقی ص ۲۴۷)

نہ معلوم وہ شخص کون اور کیسا تھا؟

تو ایسی مجہول اور بے اصل روایت سے صحیح روایت کو شاذ قرار دینا کہاں کا

انصاف ہے؟

الجواب الثالث :- امام حاکم کا اس کو حضرت عمرؓ سے بیان کرنا وہم ہے اصل میں یہ مجہول روایت حضرت ابن عمرؓ سے بیان کی جاتی ہے دیکھئے مسند احمد ص ۴۲۰ اور نصب الرأیہ ص ۱۵۴ میں ہے کہ امام احمدؒ نے فرمایا ہے۔

لَيْسَ هَذَا بِشَيْءٍ أَنَا هُوَ عَنْ ابْنِ
 عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ
 کہ حضرت عمرؓ سے یہ روایت بیان
 کرنا لیس بشیء ہے بلکہ یہ ابن عمرؓ عن النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی گئی ہے۔

اور امام دارقطنی نے بھی ان عمرہ کی زیادت کو وہم قرار دیا ہے اور امام ابن
 والمفوظ عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (نصب الرأیہ ص ۱۵)
 قارئین کرام جب یہ روایت ہی مجہول ہے۔ تو اس کا بیان کرنا ہی بیکار ہے
 چاہے ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طریق سے ہو یا
 ابن عمر بن الخطاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے طریق سے ہو۔ اس لیے امام حاکم کا اس مجہول روایت کو صحیح قرار دینا اور
 پھر اس سے معارضہ پیش کر کے صحیح روایت کو (جس کا ابن حجر بھی اقرار کر
 چکے ہیں) شاذ قرار دینا غلط ہے ایسے موقع پر علامہ ذہبیؒ نے اس ایکہ آخری جواب
 ہے جو امام حاکمؒ کو دہ بھیجی دیا کرتے ہیں دیکھئے دلیل ۲ کے تحت جواب میں۔
 الجواب الرابع: حضرت ابن عمرؓ کی روایت مجہولہ کا اس صحیح روایت کے تعارض
 پیش کرنا غلطی ہے کیونکہ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمرؓ کو تکبیر
 افتتاح کے سوا رفع الیدین کرتے بھی نہیں دیکھا کما میأتی من بعدہ۔

الجواب الخامس: اگر بالتراض حضرت ابن عمرؓ سے رفع الیدین کا اثر ثابت بھی
 ہو تب بھی اس کا حضرت عمرؓ کے عمل سے تعارض نہیں کیا جاسکتا چنانچہ مولانا
 مبارکپوریؒ غیر مقلد ابکار المنہ ص ۱۶۵ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نہایت بیٹے ابن عمرؓ
 سے سنت کے زیادہ بڑے عالم تھے اس لیے حضرت عمرؓ کے اثر کو ابن عمرؓ
 کے اثر پر ترجیح ہوگی۔ (بحوالہ احسن الکلام ص ۲۱)۔

اثر ۲: حضرت عثمان غنیؓ سے بھی رفع الیدین صرف عند الافتتاح ثابت ہے
 بیسے کہ مقدمہ میں بحث گذر چکی ہے۔

اثر ۳: شرح معانی الآثار ص ۱۱ مؤطا محمد ص ۹۲ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ سنن الکبریٰ
 بیہقی ص ۸۲ نصب الرأیہ ص ۱۶ درایہ ص ۸۵۔ میں روایت ہے۔

واللفظ للخطوط۔ قال محمد اخبرنا امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابو بکر بن عبد اللہ

ابو جبر بن عبد اللہ النہسلی عن
عاصم بن کلیب الجری عن
ابیہ وکان من اصحاب علی
ان علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
کان یرفع یدیمہ فی التکبیرۃ
الاولیٰ التی یفتح بہا الصلوۃ
ثم لا یرفعہما فی شئ من
الصلوۃ آہ ملاحظہ۔

نہسلی نے خبر دی عاصم بن کلیب کے اور انہوں
نے اپنے باپ کلیب سے اور کلیب
کہ حضرت علیؑ کے شاگردوں و مصاحبین میں
سے تھے کہ حضرت علیؑ پہلی تکبیر میں جس
سے نماز شروع کی جاتی ہے رفع الیدین
کرتے تھے پھر نماز میں کہیں بھی رفع الیدین
نہ کرتے تھے۔

قارئین کرام یہ حدیث بھی صحیح ہے اور محمد اللہ تعالیٰ حضرات خلفاء راشدینؓ پر
کا اس پر اجماع و اتفاق ہے اور مولانا امیر ربانیؒ غیر مقلد سبل الاسلام ص ۱۲۸ باب طلق التعلیقات
حدیث ۱۶ میں حدیث علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدين کا جواب دیتے ہوئے لکھتے
ہیں۔

اذا اتفق الخلفاء الاربعة علی
قول کان حجة لا اذا انفرد واحد
منہم

کہ جب خلفاء راشدین اربعہ کا کسی مسئلہ پر
اتفاق ہو تو وہ عمل حجت ہوگا نہ جب کہ ان
میں سے کوئی علیحدہ ہو۔

غیر مقلدین حضرات کا انصاف دیدہ پایدہ۔
اعتراف ۱۔ یہ مولوی محمد صاحب غیر مقلد دلائل محمدی حصہ دوم ص ۱۱۱ میں لکھتے ہیں
میں کہتا ہوں کہ یہ بھی غلط ہے اس اثر کی صحت کوئی شخص پیش نہیں کر سکتا۔
مسک الختام میں ہے بصحت زیدہ آہ
جواب ۱۔ یہ حدیث صحیح ہے علامہ زمینیؒ نصب الرایہ ص ۱۲۸ میں لکھتے ہیں۔
وہو اش صحیح نیز فرماتے ہیں۔

فجعلہ الدار قطنی موقفاً صواباً
کہ دار قطنی نے بھی اس موقف کو صواب قرار دیا ہے

اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں صحیح علی شرط مسلم (شرح البخاری ص ۹) و شرح البدایہ ص ۶۶
 علامہ مار دینیؒ (المجربہ النقی ص ۱۳۸) میں فرماتے ہیں رجالہ ثقات یہ علامہ ابن حجرؒ شافعی
 فرماتے ہیں رجالہ ثقات وهو منقوف (درایہ ص ۸۵ طبع دہلی)۔ امام طحاویؒ فرماتے
 ہیں جب حضرت علیؑ کی حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے تو اس میں تارکین رفع الیدین
 کے لیے بڑی بھاری حجت ہے (طحاوی ص ۱۱) مولوی محمد صاحب غیر مقلد نے نہ معلوم
 کس نشہ میں یہ کہہ دیا ہے کہ اس کی صحت کوئی شخص پیش نہیں کر سکتا۔
 گریبہ روز شپہ چشم چشم آفتاب را چہ گناہ

اعتراض ۱۔ مولوی محمد صاحب غیر مقلد دہلوی جو ناگزیرھی فرماتے ہیں اور بالضرع اگر
 ثابت بھی مان لیں تو کہیں گے کہ ممکن ہے کہ یہ مسئلہ باوجود خوب شہرت کے حضرت علیؑ
 کو معلوم نہ ہو جیسے کہ بیع اموات اولاد کا آپ کو علم نہ تھا وغیرہ (دلائل محمدی ص ۴۴
 حصہ دوم)۔

جواب :- غیر مقلدین حضرات اپنی مرضی کے خلاف صحیح حدیثوں کے انکار کرنے میں
 کوئی دقت محسوس نہیں کرتے بس ممکن بالضرع اگر مگر وغیرہ الفاظ بول کر ماری کی
 طرح اس کو ایک کھیل اور تماشہ سمجھتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون
 پھر باوجود خوب شہرت کے حضرت علیؑ کو پتہ نہ ہو یہ کیسی خوب شہرت ہے
 کہ جس کا خلیفہ راشد حضرت علیؑ جیسے شخص کو علم نہ ہو۔ نیز مولوی محمد صاحب غیر مقلد
 کا یہ کہنا کہ بیع اموات اولاد کا حضرت علیؑ کو علم نہ تھا بالکل بے جا ہے۔ حضرت علیؑ
 سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ انہوں نے اموات اولاد کی بیع کی تحریم سے جواز
 کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ اور خود فرماتے ہیں کہ پہلے میری اور حضرت عمرؓ کی رائے
 اس پر متفق ہو گئی تھی کہ ان کو نہ بیجا جائے پھر میری رائے یہ ہوئی کہ بیع جائز ہے
 امیر یابیؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس مسئلہ میں کوئی نص ہوئی تو حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ
 کرامؓ کو رائے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ نہی کے بارے جو روایت ہے وہ حضرت

پر موقوف ہے اور اجازت کے بارے میں روایت ضعیف ہونے کے باوجود حضرت علیؑ کے ہاں معمول ہے۔ (دیکھئے سبل السلام ج ۲ ص ۲۲۸، ۲۲۹ کتاب المبرور محمدؑ) کسی نے اسی موقع پر بہت ہی خوب کہا ہے۔

خوئے بد را بہانہ ہائے بسیار

اعترض من مل وجوابہ۔ علامہ زلمعیؒ نصب الرایہ ص ۱۳ میں لکھتے ہیں
وقال الشيخ في الامام قال عثمان بن
سعيد الدارمي وقد روى من طريق
واهية عن علي انه كان يرفع
يديه في اول تكبيرة من الصلاة
ثم لا يعود قال وهذا ضعيف
اذ لا يظن بعلي انه كان يختار
فعله على فعل النبي صلى الله
عليه وسلم وهو قد روى عن
النبي صلى الله عليه وسلم انه
كان يرفع عند الركوع وعند
الرفع منه قال الشيخ وما قاله
الدارمي ضعيف فانه جعل رواية
الرفع مع حسن الظن بعلي في
ترك المخالفة دليل على ضعف
هذه الرواية وخاصة لعكس
الامور يجعل فعل علي بعد الرسول
دليلا على نسخ ما تقدم والله اعلم۔

امام ابن دقيق العيدؒ نے اپنی کتاب ام میں
لکھا ہے کہ دارمیؒ نے کہا ہے کہ حضرت علیؑ سے
کمزور طریقہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ
پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے پھر کرتے
تھے دارمیؒ نے کہا کہ یہ ضعیف ہے اس لیے
کہ حضرت علیؑ پڑگمان نہیں کیا جاسکتا کہ وہ
پہلے ترک رفع الیدین کے فعل کو انحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل رفع الیدین
پر ترجیح دیں حالانکہ خود حضرت علیؑ نے انحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رفع الیدین بولت
کیا ہے امام ابن دقیق العيدؒ دارمی کو جواب
دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دارمیؒ نے جو کچھ
کہا ہے ضعیف ہے کیونکہ انہوں نے بقول خود
رفع الیدین کی روایت کی جو حضرت علیؑ سے مروی
ہے ترک رفع الیدین کے عمل کے ضعیف ہونے
پر حضرت علیؑ سے حسن ظن کرتے ہوئے
دلیل پکڑی ہے اور مخالفت کو بھی حق ہے کہ

وہ معاملہ کو اُن کو حضرت علیؑ سے منسوب کرتے
ہوئے ترک رفع الیدین کے عمل کو رفع الیدین
کی روایت کے لیے ناسخ بنا ڈالے واللہ
تعالیٰ اعلم۔ کیونکہ آپ کے بعد حضرت علیؑ
کا عمل نسخ کی رافضی دلیل ہے۔

فاریں کرام حضرت علیؑ کا عمل ترک رفع الیدین میں بہت مضبوط ہے۔ اولاً
تراس کی سند بہت مضبوط ہے حافظ ابن حجرؒ جیسے شخص بھی رجالہ ثقات فرمایا ہے
دہانیا حضرت علیؑ کے تمام ساتھی ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے یہ آپ کی تعلیم ہی
تو تھی جس پر وہ پابند عمل ہوئے۔ دوسری طرف رفع الیدین کی روایت نہایت
کمزور ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی عبدالرحمن بن ابی الزناد واقع ہے جو کہ
ضعیف ہے جس کی بحث اپنے مقام پر آجائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ بہر طور ثابت
ہوا کہ حضرات خلفاء راشدین رفع الیدین بعد الافتتاح نہ کرنے پر متفق ہیں۔

اثر ۵۔ بطحاوی ص ۱۱۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۱۰ نصب الرأیہ ص ۲۹۲ میں روایت ہے۔
واللفظ لابن ابی شیبہ حدیثنا
البوبکر بن عیاش عن حصین
عن مجاہد قال ما رأیت ابن
عمر یرفع یدیه الا فی
اول ما یفتح اھ

اتام بخاریؒ کے استاد حافظ البوبکر بن
ابی شیبہؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے البوبکر بن
عیاشؒ نے حدیث بیان کی کہ وہ حصینؒ سے وہ
اہم المفسرین حضرت مجاہدؒ سے روایت کرتے
ہیں وہ فرماتے ہیں کہ افتتاح صلوة کے بعد
رفع الیدین میں نے کبھی بھی حضرت ابی عمرؒ کو کرتے
نہیں دیکھا۔

علامہ مارون بن الحویرثیؒ ص ۱۲۶ میں فرماتے ہیں وھذا سندٌ صحیحٌ، علامہ عینیؒ
شرح بخاری ص ۸ میں فرماتے ہیں۔ باسناد صحیح اور شرح ہدایہ ص ۶۶۶ میں فرماتے

ہیں واسناد مارواه الطحاوی صحیح علائقہ غموشی فرماتے ہیں سندہ صحیح آثار السنن ص ۱۰۸
اعترض ما :- حضرت امام بخاری فرماتے ہیں ابوبکر بن عیاشؒ کو آخری عمر میں حافظ
متغیر ہو گیا تھا تو یہ روایت صحیح کیسے ہو سکتی ہے ۔
الجواب الاول :- امام ابن عدی فرماتے ہیں ۔

لم أجده حدیث منكر من
روایة الثقات عنه بحوالہ
مقدمة فتح الباری وفتح الملہم ص ۱۶
کہ میں نے ابوبکر بن عیاشؒ کی کوئی روایت
صحی اور پی اور منکر نہیں پائی جو ثقہ راویوں نے
ان سے روایت کی ہو ۔
اور یہاں ان سے ثقہ راوی حافظ ابوبکر بن ابی شیبہؒ ہیں جن سے حضرت امام بخاریؒ
صحیح بخاری میں روایت کرتے ہیں ۔

الجواب الثانی :- امام بخاریؒ نے خود ابوبکر بن عیاشؒ سے صحیح بخاری میں کافی روایات
ذکر کی ہیں مثلاً دیکھیں صحیح بخاری ص ۱۸۶ و ص ۲۳۲ و ص ۲۶۰ و ص ۲۶۳ و ص ۲۷۴
ص ۳۹۶ و ص ۶۵۵ و ص ۷۲۵ و ص ۷۲۸ و ص ۸۸۹ و ص ۹۰۲ و ص ۹۵۲ و ص ۹۵۴ و ص ۹۶۳
و ص ۹۸۶ و ص ۱۰۵۲ و ص ۱۱۱۸ و ص ۱۲۰۴ وغیرہ ۔ حضرت امام بخاریؒ خود تو ابوبکر بن
عیاشؒ سے احتجاج کرتے ہیں لیکن فریق مخالف پر اعتراض کرتے ہیں اگر ہم ابوبکر
بن عیاشؒ کی روایت احتجاج کرنے کے باعث گناہ گار ہیں تو حضرت امام بخاریؒ
خود بھی تو اس کے ترکہ میں ہیں ۔

یہ گناہ ہیست کہ دشمن شمایز کنند

الجواب الثالث :- حضرت ابوبکر بن عیاشؒ کا مذہب ترک رفع الیدین ہے اور
ساتھ ہی یہ گواہی بھی دیتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کو بھی رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا
اتنے مضبوط عقیدے والے شخص سے ترک رفع الیدین کے مسئلہ میں کیا وہم کا قصود
کیا جاسکتا ہے ہرگز نہیں ۔

الجواب الرابع :- جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم سے ترک رفع الیدین کی روایت ذکر کی ہیں تو اگر خود ان پر عمل کریں تو اس میں کیا عرج ہے بلکہ ان پر لازم ہے کہ ضرور وہ ترک رفع الیدین پر عمل کریں تاکہ سنت نبوی پر عمل ہو جائے۔

الجواب الخامس :- حضرت ابن عمرؓ کے اس اثر کے اور بھی متابعات ہیں مثلاً موطا محمد ص ۹۲ میں ہے۔

قال محمد اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن عبد العزيز بن حكيم قال رأيت ابن عمر يرفع يديه هذا اذ نيه في اقل تكبيرة الافتتاح ولد يرفعهما فيما سوى ذلك -

عبد العزيز بن حكيم جو جلیل القدر ثقہ تابعی ہیں وہ گواہی دیتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ افتتاح صلوٰۃ کے سوا نماز میں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

اور نصب الرأی ص ۲۰۶ میں ہے۔

اشراخراخرجه البيهقي عن سوابن مصعب العوفي - عن عطية العوفي ان ابا سعيد الخدري وابن عمر كانا يرفان ايديهما اقل ما يكبران ثم لا يعودان -

کہ حضرت ابوسعید الخدریؓ و حضرت ابن عمرؓ پہلی بکیر میں رفع الیدین کرتے تھے پھر نماز میں اس کی طرف نہ لوٹتے تھے۔

یہ روایت اگرچہ کمزور ہے لیکن بطور تائید پیش کی جاسکتی ہے غیر مقلدین حضرات کے محمد بن اسحقؒ کذاب اور دجال کی روایت سے تو کسی طرح یہ کم نہیں ہے حالانکہ وہ تو ایسے راوی سے فاتحہ خلف الامام کے پڑھنے کا وجوب ثابت کرتے ہیں فرا سفا۔

اعترض على :- مکتوبی محمد صاحب غیر مقلد دہلوی دلائل مجدی ص ۲۲ میں لکھتے ہیں۔ حنفی دوستو ایک بزرگ صحابی پر آپ کا بہتان کہ جو آج زندہ ہوئے تو آپ کے پتھر

مارا کرتے عجب تعجب انگیز ہے۔ اور مولوی نور حسین صاحب گھر جا کھی غیر مقلد قرۃ العین
منہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مارنے کو کنگریاں
مارتے تھے الخ لمخصا۔

جواب ۱۔ یہ غیر مقلدین حضرات کی عادت ہے کہ وہ حضرت ابن عمرؓ پر طرح
طرح کے بہتان باندھتے ہیں کبھی تو ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
تک رفع الیدین کی روایت ان سے روایت کرتے ہیں اور پھر اس کو ثابت بھی مانتے
ہیں (نیل الاوطار) حالانکہ یہ موضوع ہے بحث آرہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اور کبھی
ان سے رفع الیدین نہ کرنے والے کو کنگریاں مارنے کی روایت کرتے ہیں حالانکہ
یہ بھی غیر ثابت ہے چنانچہ مسند حمیدی ص ۲۴ حدیث ۶۱۵ و علی ص ۲۲۵ میں
اس کی سند میں ولید بن مسلم واقع ہے جو کہ مختلط الحدیث وضعیف ہے امام احمدؒ
فرماتے ہیں کہ کثیر الخطاء ہے نیز فرماتے ہیں۔

اختلط علیہ احادیث ماسبق کہ اس کی سنی ہوئی حدیثیں اور نہ سنی ہوئی سب
ومالہ یسمع وکانت لہ منکرات کمال گتیں اور اس کی روایتیں منکر ہیں۔

تہذیب التہذیب ص ۱۵۰-۱۵۱) امام ابو داؤد فرماتے ہیں اس راوی کی امام مالکؒ سے دس حدیثوں کی
کوئی اصل ہی نہیں ہے اور ان دس میں سے چار نافعؒ کے طریق سے ہیں (اور یہ
روایت بے اصل بھی نافعؒ کے طریق سے ہے حافظ حبیب اللہ) پھر اس نے کذا بین سے
تذیس کی ہے (دیکھئے میزان الاعتدال ص ۲۵۴ و تہذیب)۔

ایسے راویوں کی لاتوں کے سہارے غیر مقلدین حضرات بڑے بڑے
دعوے کرتے ہیں اور انہیں صحیح حدیثیں بہتان نظر آتی ہیں۔ فوا اسفا۔

جواب ۲۔ مسند حمیدی کی روایت میں فی کل خفض و رفع کے الفاظ ہیں
یعنی ہر اونچ نیچ میں جو رفع الیدین نہ کرتا تو حضرت ابن عمرؓ اس کو کنگریاں مارتے
اور غیر مقلدین حضرات ہر اونچ نیچ میں رفع الیدین کے منکر ہیں کیونکہ سجدہ کو جاتے اور

سراٹھاتے وقت وہ رفع الیدین کے قائل نہیں ہیں تو حضرت ابن عمرؓ اگر آج زندہ ہوتے تو غیر مقلدین حضرات کو ضرور سنگسار کرتے۔

جواب ۳ :- علامہ ابن حزم ظاہریؒ (محل ص ۱۴۲) بتشیہ محمد خلیل ہر اس میں اس حدیث کے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں قال علی ما کان ابن عمر لیحصب من ترک مالہ ترکہ آہ یعنی علیؓ (ابن حزمؒ) نے کہا ہے کہ ابن عمرؓ ایسے نہ تھے کہ کنکریاں مارتے ترک رفع الیدین کرنے والے کو آپ کو کیا ضرورت تھی۔ اگر کسی نے اسے ترک کیا۔ علامہ ابن حزمؒ بھی اس عبارت میں اس حدیث کے غیر ثابت ہونے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

جواب ۴ :- حضرت مجاہدؒ جو حضرت ابن عمرؓ کے شاگرد ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی آپ کو افتتاح صلوٰۃ کے سوا رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا حضرت عبدالعزیز بن حکیمؒ بھی اس طرح فرماتے ہیں عطیہ عوفیؒ بھی اس طرح فرماتے ہیں اور حضرت امام شعبیؒ بھی جو دو سال ابن عمرؓ کی مجلس میں رہے ترک رفع الیدین پر عمل کرتے ہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابن عمرؓ سے کنکریاں مارنے کی یہ روایت غیر ثابت ہے بلکہ عین ممکن ہے کہ حضرت ابن عمرؓ رفع الیدین کرنے والے کو کنکریاں مارتے ہوں مگر راوی جو مختلط اور کثیر الوہم ہے اختلاط و سوء حفظ کے باعث الثبایان کر دیا ہو۔

اثر ۵ :- مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ طحاوی ص ۱۱۱ مؤطا محمد ص ۹۴ نصب الرایۃ ص ۲۹۶ و ص ۲۰۶ مصنف عبدالرزاق ص ۱۴ میں روایت ہے۔

عن ابراہیم قال کان عبد اللہ لا یرفع یدیه فی شئی الا فی الافتح حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ افتتاح صلوٰۃ کے سوا رفع الیدین نہ کرتے تھے علامہ زلیعیؒ فرماتے ہیں کہ امام بیہقیؒ اس موقف اثر کو ہوا الصواب اور امام حاکمؒ هذا هو الصحیح فرماتے ہیں (نصب الرایۃ ص ۲۹۶) علامہ مار دینیؒ فرماتے ہیں۔

وہذا سند صحیح (الجوہر النقی ص ۱۲۹)۔

اعتراف :- حضرت ابراہیم نخعیؒ کی حضرت عبداللہؒ سے ملاقات ثابت نہیں۔
جواب :- حضرت عبداللہؒ کی متصل روایات گزر چکی ہے۔

وقال الدارقطنی بعد اشارہ ابراہیمؒ امام دارقطنیؒ نے ابراہیمؒ کے اثر کے بعد جو
عن عبد اللہ فی باب الایات ابراہیمؒ حضرت ابن مسعودؒ سے باب الایات میں ہے یہ فرمایا
اعلم باقوالہ و لہتیاہ۔ ہے کہ ابراہیمؒ حضرت ابن مسعودؒ کے اقوال اور
(بحوالہ الزوار المحمود ص ۲۵)

جواب :- حضرت ابراہیم نخعیؒ کی مراسلات عند المحدثین صحیح ہیں امام احمدؒ فرماتے
ہیں مراسلات ابراہیم نخعیؒ لا بأس بها (تدریب الراوی ص ۱۲۴) امام حاکمؒ نے ابراہیم
نخعیؒ کی مراسلات کو مراسلات صحیحہ میں شمار کیا ہے (تدریب الراوی) ص ۱۲۳ اور
مقدمہ نصب الرایہ ص ۲۳ میں ہے واخرج البونعیم بسندہ الیہ و اهل النقد
یعدون مراسیل النعمی صحاحا و امام طحاویؒ فرماتے ہیں کان ابراہیم
لا یرسل عن عبد اللہ الا ما صحیح عنہ و لو اشرت بہ الروایۃ عند
آہ۔ شرح معانی الآثار ص ۱۸۱ الحافظ امام یحییٰ بن سعیدؒ فرماتے ہیں مراسیل نخعیؒ مراسیل شعبیؒ
و سالمؒ سے بہتر ہیں (تدریب الراوی ص ۱۲۴) نیز فرماتے ہیں مراسلات النعمی صحیحہ الا حدیث
تاجر البحرین (سنن الکبریٰ بیہقی ص ۱۴۸) نصب الرایہ ص ۵۲ و رایہ ص ۱۶ مراسیل ابی داؤد
ص ۴۰ (فائدہ) حدیث تاجر البحرین بھی صحیح ہے (آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا یا رسول اللہ میں بھریں کہ تجارت کے لیے جانا چاہتا
ہوں آپ نے فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھ لے) قال الہیثمی رجالہ مؤثقون
مجمع الزوائد ص ۲ (۲۵۳) و نزل الابرار ص ۳۴ لنواب ہدین حسن خان غفرلہ
جواب :- حضرت ابراہیم نخعیؒ سے مطالبہ کیا گیا کہ جب آپ حضرت عبداللہؒ سے
روایت کیا کریں تو سند سے کریں تو آپ نے فرمایا کہ میں جب سند سے بیان کرتا ہوں

تو مجھے ایک راوی معلوم ہوتا ہے جب میں بغیر سند کے اُن سے روایت کر دوں تو ایک جماعت نے مجھے وہ حدیث بتائی ہوتی ہے (مختصاً سنن ترمذی ص ۲۳۹ و قطنی ص ۳۹۱ زاد المعاد ص ۲۰۴ و طبقات ابن سعد ص ۱۴۰ تدریب الراوی ص ۱۲۴)

آ۔ رفع الیدین کی روایات کے بعض حصے بالاتفاق

لنصفی مذہب کے وجوہ ترجیح

مستردک العمل ہیں مثلاً رفع الیدین عند السجود وعند الرفع منہ وغیرہ جس سے رفع الیدین کی روایات کا منسوخ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ ۲۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع الیدین سے منع کیا ہے مثلاً لا ترفع الیدین

الذی فی سبع مواطن الحدیث اور مآلی اراکم دافعی اب یکم الحدیث اور پھر آپ کا عمل بھی ترک رفع الیدین تھا کما مر عن ابن مسعود دوسری طرف

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع الیدین کرنے کا حکم نہیں کیا جس سے معلوم ہوا کہ رفع الیدین کرنے والا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہی سے بے پرواہ ہے حالانکہ آپ کے صاف اعلان کیا ہے کہ رفع الیدین نہ کیا جائے مگر سات جگہوں میں۔

اور ان سات جگہوں میں افتتاح صلوٰۃ کا ذکر ہے مگر رکوع اور سجود کا کوئی ذکر نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وما نہاکم عنہ فانتہوا لآیتہ

یعنی جس چیز سے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں منع کریں پس تم اس سے رُک جاؤ۔ ۳۔ رفع الیدین ہر اونچ نیچ میں خشوع نماز کے خلاف ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جو رفع الیدین سے منع کرنے والی روایت ترفع الیدین الحدیث کے راوی ہیں اس رفع الیدین کو خشوع کے خلاف قرار دیا ہے دیکھئے دلیل ۶۔

علامہ امیر میمانیؒ سبل السلام ص ۶۶ باب المواقیت حدیث ۱۰ میں لکھتے ہیں۔ وتعلیل الزباد بان شدة الحر من

فیہ جہنم یعنی عند شدتہ یدھب الخشوع الذی ہو روح الصلوٰۃ وعظم کر کے پڑھنے کا حکم بیا ہے تراکی و جبریت کفری کی شدت جہنم کے سانس اور بھاپ پر بجے یعنی سخت

المطلوب منها - گرمی کے وقت خشوع چاہیے گا جو نماز کی روح اور مطلوب عظم ہے۔

بمحلہ اللہ تعالیٰ حضرات اخاف کا اس حدیث پر عمل ہے کیونکہ وہ سخت گرمی کے وقت ظہر کی نماز عام طور پر اڑھائی بجے سے لے کر تین بجے تک پڑھتے ہیں جب کہ غیر متعلقین حضرات اس حدیث کی سخت مخالفت کرتے ہیں اور سخت گرمی کے وقت بھی ظہر کی نماز عام طور پر بھی ایک بجے کے لگ بھگ پڑھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرات اخاف کی نماز قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کے عین موافق ہے۔ قد افلیح المؤمنون الذین ہم فی صلواتہم خاشعون الذیبتہ۔ تم جب حدیث قولی اور فعلی کا تعالٰیٰ ہو جائے تو باتفاق محدثین کرام قولی کو فعلی پر ترجیح دی جاتی ہے چنانچہ رفع الیدین کی روایات فعلیہ ہیں اور لا ترفع الیدین الحدیث اور مالی ادا کر رافعی ایدیکم الحدیث وغیرہ قولیہ ہیں جن میں رفع الیدین کرنے سے منع کیا گیا ہے لہذا ترجیح رفع الیدین نہ کرنے کو ہے۔ ۵۔ اکابر صحابہ کرام جیسے خلفاء راشدین کرام و حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہم ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے لہذا دیگر صحابہ کرام سے اگر رفع الیدین مروی ہو تو ان کی روایت مرجوح یا منول ہوگی۔ ۶۔ حافظ عبداللہ صاحب رد پڑی غیر متعلقہ رفع الیدین اور آئین ص ۳۳ میں لکھتے ہیں اگر دو دلیلوں میں تعارض ہو جائے اور پتہ لگ جائے کہ فلاں صحیح ہے تو پہلی کو منسوخ کہا جائے گا اور اگر پتہ نہ لگے تو ایک کو دوسری پر ترجیح دی جائے گی اور اگر یہ بھی نہ ہو سکا تو پھر موافقت کی جائے گی اور اگر موافقت کی بھی کوئی صورت نہ ہو تو پھر دونوں کو چھوڑ کر کسی (اسی) ادنیٰ دلیل کی طرف رجوع ہو گا مثلاً آیتوں میں تعارض ہو تو حدیثوں کی طرف اگر حدیثوں میں ہو تو اقوال صحابہ کی طرف یا قیاس کی طرف اور یہ بھی ناممکن ہو تو پھر اصولوں کو برقرار رکھا جائے گا یعنی شئی کی اصلی حالت پر حکم ہو گا مثلاً اگر کسی شئی میں اصل طہارت ہو تو وہ طہارت پر ہے گی اور اگر اصل نجاست ہے تو نجاست پر ہے گی۔ آھ

قائدین کرام ہم نے سب بحثوں کو چھوڑ کر اب یہ دیکھنا ہے کہ اصل رفع الیدین

کہنا ہے یا نہ کرنا۔ علامہ ابوالحسن سند صحیح حاشیہ نسائی ص ۲۰۲ طبع مصر میں رفع الیدین
بین السجدتین کی روایات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں تعارضت روایۃ
الفعل والتک۔ کہ رفع الیدین کرنے اور نہ کرنے کا تعارض آگیا ہے آگے فرماتے
ہیں اصل عدم رفع الیدین ہے۔ اخذ و ابان اصل تو محدثین کرام نے اصل کو
یعنی عدم رفع الیدین کو اختیار کیا ہے۔ مولوی عبدالنواب طنائی غیر مقلد حاشیہ مصنف
ابن ابی شیبہ ص ۱۸۴ میں رفع الیدین بین السجدتین کی روایات کا جواب دیتے ہوئے
فرماتے ہیں تعارضت فیہ روایات الفعل والتک۔ والاصل عدم الہ
کہ رفع یدین کرنے اور نہ کرنے کی روایات باہم متعارض ہو گئی ہیں اور اصل عدم
رفع یدین ہے۔ جب اصل ترک رفع الیدین ہے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ رکوع و سجود
میں رفع الیدین کرنے اور نہ کرنے کی روایات کا تعارض ہو گیا ہے اور اصل یہ ہے
کہ رفع یدین نہ ہو اور اپنی اصلی حالت پر اس کو برقرار رکھا جائے۔ ۷۔ رفع الیدین
کی روایات منظر ہیں کئی میں رفع الیدین عند الركوع و بعد الركوع ہے اور رفع یدین
بین السجدتین کا ذکر نہیں ہے اور کئی میں ترک رفع الیدین بین السجدتین کا ذکر ہے اور
کئی میں رفع الیدین بین السجدتین کا ذکر ہے اور کئی میں فی کل خفض و رفع کا ذکر ہے
مگر ترک رفع الیدین کی روایات اس اضطراب سے خالی ہیں فلہذا ترجیح ترک رفع الیدین
کو ہے۔ ۸۔ علامہ زرقانی شرح مؤطا مالک ص ۱۴۳ مطبعہ خیرید میں امام اصیلی کے حوالہ
سے لکھتے ہیں۔

لان سالما و نافعاً لما اختلفا
فی رفعه و وقفه ترک مالک فی
المشہورۃ ولہ باستحاب ذالک
لان الاصل صیانتہ الصلوۃ
عن الافعال۔
کہ امام اصیلی نے فرمایا ہے کہ امام مالک نے رفع یدین
کی روایت پر اس لیے عمل نہیں کیا کہ سالم اس کے رفع
بیان کرتے ہیں اور نافع اس کو موقوف بیان کرتے ہیں جب
انہوں نے جھگڑا کیا تو امام مالک نے رفع یدین عند الركوع
وغیرہ کے استحباب کا قول چھڑ دیا کیونکہ اصل یہ ہے کہ نماز کو افعال
سے بچایا جائے۔

۹۔ پچاس صحابہ کرام جن میں خلف راشدین و عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں رفع الیدین عند الافتتاح روایت کرتے ہیں (دیکھیے سبل السلام ذیل الادطار) اگر رفع الیدین بعد الافتتاح بھی ہو تو وہ اس کو بھی روایت کرتے معلوم ہوا کہ رفع الیدین بعد الافتتاح مرجوح ہے۔

۱۰۔ ترک رفع الیدین کی روایات کے راوی زیادہ فقہ اور حافظ ہیں مثلاً حضرات خلفاء راشدین کرام و عشرہ مبشرہ و ابن مسعود و غیرہم اور حضرات محدثین کرام کا قاعدہ ہے کہ جس روایت کو فقہاء بیان کریں وہ اولیٰ ہے۔ لہذا ترجیح ترک رفع الیدین کو ہے۔

تلك عشرة كاملة :-

الباب الثالث

رفع الیدین کے دلائل

دلیل ۱۔ صحیح ابن خزیمہ ص ۲۹۱ و ابوداؤد وصحیح میں روایت آتی ہے ۔

واللفظ له عن ابيه قال رأيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
إذا استفتح الصلاة رفع يديه
حتى يجاذى منكبيه وإذا أراد أن
يسركع وبعد ما يرفع رأسه من
الركوع (إلى) فلا يرفع بين
السجدتين ۔

حضرت سالمؓ اپنے باپ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ جب نماز شروع کرتے تو کاندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے اور جب ارادہ کرتے کہ رکوع کریں اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد پورے دو سجودوں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے ۔

جواب ۱۔ باب ثانی کی دلیل ۱ کے تحت گذر چکا ہے کہ یہ حدیث دراصل ترک رفع الیدین کی دلیل ہے کیونکہ اذا کی جزاء محذوف تھی عبارت اس طرح تھی ۔ وإذا أراد أن يسركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع فلا يرفعهما الصحيح البغواني ص ۹۱ ومن

حمیدی ص ۲۴۱ بعض محدثین کرام نے اس حدیث کی جو تخریج کی ہے اس میں جزاء مذکور نہیں اور بعض نے شرط کی جزاء رفعہما کذلک ایضا ذکر کی ہے لیکن صحیح ابو عوانہ اور منہ حمیدی کی روایت میں جزاء لہم رفعہما مذکور ہے اور صحیح ابو عوانہ کی حدیثیں غیر مقلدین حضرات کے نزدیک بھی صحیح ہیں جیسا کہ گذر چکا ہے جب حدیث کی صحیح کتابوں سے لایا رفعہما کی جزاء بھی ثابت ہے تو رفع یدین کی روایت ہی حتمی اور قطعی نہ رہی جس پر غیر مقلدین حضرات کا بلاوجہ خاصا زور صرف ہوتا رہتا ہے۔

جواب ۲ :- حضرت ابن عمرؓ ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے حضرت امام مجاہدؒ فرماتے ہیں میں نے کبھی بھی آپ کو افتتاح کے سوا رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے رفع الیدین کی روایت جو بیان کی جاتی ہے وہ صحیح نہیں ہے

جواب ۳ :- رفع الیدین اور ترک رفع الیدین کی روایات کا تعارض ہو گیا ہے اور اصل یہ ہے کہ رفع الیدین نہ کیا جائے کہ ابھی وجہ ترجیح میں گزرا۔

جواب ۴ :- مجاہد الدین فیروز آبادی روض السعاده ص ۱۱ طبع مصر از مصر میں لکھتے ہیں۔

والذی ورد فی بعض الاحادیث انہ	بعض حدیثوں میں جو ہر اونچی نیچ میں رفع یدین
کان یرفع یدہ فی کل خفض	کا ذکر وارد ہوا ہے سہو و غلطی سے صحیح
ورفع سہو والروایت الصحیحۃ	روایت یہ ہے کہ ہر اونچی نیچ میں تکبیر
انہ کان یکبر فی کل خفض ورفع الی	کہتے تھے۔

اگر فیروز آبادی کے اہل رفع الیدین بین السجدتین کی روایات سب سہو پر مبنی ہیں تو اگر یہی ضابطہ عند الکرکوع وغیرہ پر بھی چسپاں کر دیا جائے تو اسے بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔

جواب ۵ :- امام مالکؒ کے دور میں یہ روایت مدینہ منورہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفا میں غیر معمول بہا رہی ہے۔

جواب ۱۔ حضرت ابن عمرؓ سے رفع الیدین بین السجدتین کی روایات بھی مروی ہیں۔
 اور غیر مقلدین حضرات رفع الیدین بین السجدتین کے قائل ہی نہیں ہیں ملاحظہ ہوں۔
 ۱۔ ردی الطحاوی حدیث الباب فی مشکل من طریق نصر بن علی عن
 عبد اللہ بن علی بلفظہ کان یرفع یدیه فی کل خفض ورفع و رکوع
 وسجود و قیام وقعود و بین السجدتین و یذکر ان النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم کان یفعل ذلک (بحوالہ بسط الیدین ص ۲۹) اور علامہ
 احمد محمد شاہؒ غیر مقلد شرح ترمذی ص ۲۲ میں کہتے ہیں۔ وفی روایۃ الطحاوی
 من حدیث ابن عمرؓ کان یرفع یدیه فی کل خفض ورفع و رکوع
 وسجود آھ بلفظہ ۲۔ مجمع الزوائد ص ۲۲ میں ہے وعن ابن عمرؓ ان النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیه عند التكبير
 للركوع وعند التكبير حين يمشي ساجدا رواه الطبرانی
 فی الاوسط وهو فی الصحیح خلا التكبير للسجود واسنادہ صحیح
 ۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ میں ہے۔ ابو بکرؓ قال نا ابن فضیل عن
 عاصم بن کلیب عن محارب بن وثار عن ابن عمرؓ قال رأیتہ یرفع
 یدیه فی الركوع والسجود۔ ۴۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۸۲ میں ہے۔
 حدثنا ابو بکرؓ قال حدثنا ابواسامہ عن عبید اللہ عن نافع
 عن ابن عمرؓ انه کان یرفع یدیه اذا رفع رأسه من السجدة
 الاولى۔ ۵۔ امام بخاریؒ جز ۲ رفع الیدین ص ۱۱ میں کہتے ہیں۔ اخبرنا ابو بکر بن
 سلیمان ثنا ابو بکر بن اویس عن سلیمان بن بلال عن العلاء انه سمع
 سالم بن عبد اللہ ان اباہ کان اذا رفع رأسه من السجود واذا اراد
 ان یقوم رفع یدیه۔ ۶۔ علی ابن حزم مک ۲۹ بتحشیہ محمد فضیل ہر اس میں
 بطریق نافع عن ابن عمرؓ موقوفاً روایت آئی ہے۔

واذا قال سمع الله لمن حمده واذا سجد وبين الركعتين سرفعهما الى شدة يسه . قال علي (ابن حزم) هذا اسناد لا دلالة فيه وما كان ابن عمر يجمع الى خلاف ما روى من ترك الرفع عند السجود الا وقد صح عنه فعل النبي صلى الله عليه وسلم لذلك او بلنظم ان مٹوس حوالوں سے ثابت ہوا کہ حضرت ابن عمرؓ کی روایات میں رفع یدین بین السجدتین بھی ہے اور غیر مقلدین حضرات اس کے قائل ہی نہیں اگر غیر مقلدین حضرت ان روایات کو منسوخ مانتے ہیں تو ہماری طرف سے رفع الیدین عند الركوع وعند الرفع نہ کا یہی جواب سمجھ لیں اگر کوئی اور جواب کہ تو خدا ہو جواب کہ وہو جوابنا حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی غیر مقلد رفع یدین اور امین منہا تا ص ۱۱ میں حافظ ابن الہمام حنفیؒ کو یہ ناکافی جواب دیتے ہیں کہ اذا قام من المسجدين سے مراد اذا قام من الركعتين ہے لیکن روپڑی صاحب اور غیر مقلدین حضرات ان مذکورہ بالا روایات میں کیا تاویل کریں گے دیدہ باید :-

جواب :- حضرت امام مالکؒ نے اس روایت کو خود روایت کر کے اس پر عمل نہیں کیا معلوم ہوا کہ اس میں رفع الیدین بیان کرنا انکے ہاں صحیح نہیں ہے اور محدثین کرامؒ کا اصول ہے کہ راوی الحدیث ادنیٰ بسواد حدیثہ من عنیدہ ۔ جواب :- یہ روایت مضطرب ہے کہیں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند الركوع وبعد الركوع رفع الیدین کرتے تھے (صحیحین) اور کہیں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان دو مقاموں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے صحیح ابوداؤد و مسند حمیدی اور کہیں رفع الیدین عند الركوع وبعد الركوع کا ذکر نہیں کیا گیا ۔ (ابوداؤد صحیح) اور کہیں آتا ہے رفع الیدین بین السجدتین نہ کرتے تھے ۔ (صحیح مسلم) اور کہیں آتا ہے کہ رفع الیدین بین السجدتین کرتے تھے مجمع الزوائد و طحاوی وغیرہ اور کہیں آتا ہے کہ ہر اونچے نیچے میں رفع الیدین کرتے تھے شکل الآثار للعلامة

لہذا ان روایات کو ترک کر دینا چاہیے۔ اب رفع الیدین عند الافتتاح ہی رہ گیا ہے اور اس میں کوئی اضطراب نہیں ہے اور اس کو پچاس شخص حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روایت کرنے والے ہیں۔

جواب ۹ :- غیر مقلدین حضرات کا اصول ہے کہ اگر کسی صحابی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کی دوسری روایت کو بھی وہ مشکوک سمجھتے ہیں مثلاً حضرت ابن مسعود کے متعلق ان کا اعتراض باب ثانی میں دلیل ۱۳ کے اندر اعتراض ۱۲ میں دیکھیں اور حضرت علی کے متعلق باب ثانی میں آثار صحابہ میں اثر ۴ اور اعتراض ۱۲ میں دیکھیں ان کے اسی اصول کے مطابق حضرت ابن عمر سے بھی اغلاط ثابت ہیں تو ان کی قوت رفع الیدین مشکوک ہو جائے گی مثلاً۔ آ۔ حضرت ابن عمرؓ کو مسح علی الخفین کا کوئی علم نہ تھا حالانکہ حافظ ابن کثیرؒ تفسیر ص ۲۸ میں تصریح کی ہے کہ مسح علی الخفین قولاً وفعلاً متواتر ہے چنانچہ مسح علی الخفین کے علم نہ ہونے کی روایات ان کتابوں میں دیکھیں موطا مالک ص ۲۵ تخفہ کلال صحیح بخاری ص ۳۳ مسند احمد ص ۱۵ و ص ۲۵ - ۲۶۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عمرہ جب میں کیسے حالانکہ حضرت عائشہؓ نے تردید فرمائی ہے صحیح بخاری ص ۲۳۱ و ص ۲۱۰۔ مسلم ص ۴۹ ابن ماجہ ص ۲۲۱ مسند احمد ص ۱۵۵ و ص ۴۲ و ص ۱۲۹ و ص ۵۵ و ص ۱۵۔ ۳۔ حضرت ابن عمرؓ صلوۃ الضعی کو بدعت کہتے تھے حالانکہ یہ سنت ہے دیکھئے صحیح بخاری ص ۲۳۸ مسلم ص ۴۹ البوداؤد ص ۱۸۳ مسند احمد ص ۱۲۹ و ص ۱۵۵ اگرچہ اسی حدیث کی تشریح میں شرح حدیث نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اہتمام کے مسجد میں صلوۃ الضعی پڑھنا اور اس کا ظاہر کرنا یہ بدعت ہے نہ کہ نفس صلوۃ ضعی (دیکھئے نووی شرح مسلم وغیرہ) مگر مشکوٰۃ ص ۱۱۶ مسند احمد ص ۲۳ و ص ۴۵ میں یہ بھی تصریح ہے وہ فرماتے ہیں کہ نہ تو میں پڑھتا ہوں نہ حضرت عمرؓ و ابو بکرؓ پڑھتے اور نہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ ان کی اس روایت

سے نفس صلوٰۃ الفضلی بدعت معلوم ہوتی ہے

۴۔ بخاری ص ۴۱۱ میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ رات کو خوشبو لگائی جائے اور صبح کو اسی حالت میں احرام باندھا جائے اس لیے حضرت ابن عمرؓ خوشبو کے بجائے زیتون کا تیل لگایا کرتے تھے بخاری ص ۲۰۸۔ تو حضرت عائشہؓ نے تردید فرمائی بخاری ص ۱۱۱ و ص ۲۰۸ و ص ۸۶۶ و ص ۸۶۸۔

روپڑی صاحب رفع یدین اور آمین ص ۱۱۱ میں لکھتے ہیں غرض جب اس قسم کی غلطیاں عبداللہ بن مسعودؓ سے ثابت ہیں تو رفع یدین کے مسئلہ میں غلطی کوئی الذکھی چیز نہیں آہ۔ تو ہم بھی الزامی جواب کے طور پر کہتے ہیں کہ غرض جب اس قسم کی غلطیاں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ثابت ہیں تو رفع یدین کے مسئلہ میں غلطی کوئی الذکھی چیز نہیں ہے اور یہ جواب روپڑی صاحب اور غیر مقلدین حضرات کے ذہن کے عین موافق ہے۔

جواب ۵۔ حضرت ابن عمرؓ کی اس حدیث کے موقوف اور مرفوع ہونے میں خاصہ جھگڑا ہے حضرت سائدؓ اس کو مرفوع بیان کرتے ہیں جب کہ حضرت نافعؓ اس کو موقوف بیان کرتے ہیں چنانچہ علامہ زرقانیؒ مالکی شرح مؤطا مالک ص ۱۴۲ میں لکھتے ہیں۔

قال الاصيلي لا يأخذ به مالك لان نافعاً وقفه علي ابن عمر وهو احد المواضع الاربع التي اختلف فيها سالم و نافع (الى) لان سائدا و نافعاً لما اختلفا في رفعه و وقفه تركه مالك في المشهور
 انهم ايلي نكحاً، كلام مالك اس روایت پر عمل اس لیے نہیں کیا کہ حضرت نافعؓ نے اس کو حضرت ابن عمرؓ پر موقوف بیان کیا ہے اور یہ روایت ان چار روایتوں میں سے ایک ہے جہاں سالم و نافع کا اختلاف ہے (الی) اس لیے جب سالم و نافع نے اس کے مرفوع اور موقوف ہونے

القول باستحباب ذلك لان الأصل
حُيَانَةُ الصلوة عن الافعال الو
میں اختلاف کیا ہے تو امام مالک نے اپنے مشہور قول
میں رفع الیدین کے استحباب کو ترک کر دیا ہے
کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ نماز کو (مبذول) کی
افعال سے بچایا جائے۔

سوال: حضرت نافعؓ بھی (بطریق عبدالاعلیٰ بن عبید اللہ عن نافع) اس کو مرفوع بیان
کرتے ہیں دیکھئے صحیح بخاری ص ۱۰۲۔

جواب: حافظ ابن حجر فتح الباری ص ۱۵۱ میں لکھتے ہیں۔

وحكى الاسماعيلي عن بعض مشائخه
انه اوصا الى ان عبد الاعلى اخطأ
في الرفع قال الاسماعيلي وخالفته
عبد الله بن ادریس وعبد الوهاب
الثقفی ومعتز بن سليمان عن عبید اللہ
فردوه موقوفا عن ابن عمر الخ
کہ امام اسماعیلی نے اپنے بعض مشائخ سے
حکایت کیا ہے کہ انہوں نے اشارہ کیا ہے
اس بات کی طرف کہ عبد الاعلیٰ نے خطا کی
ہے اس روایت کو مرفوع بیان کرنے میں امام
اسماعیلی نے کہا ہے کہ عبد اللہ بن ادریسؓ
اور عبد الوہاب ثقفیؓ اور معتز بن سلیمانؓ سب
سب عبد الاعلیٰ کی مخالفت کرتے ہوئے عبید اللہؓ
سے روایت کرتے ہوئے حضرت ابن عمرؓ

سے اس کو موقوف بیان کرتے ہیں۔

نور امام بخاریؒ نے بھی دبی زبان سے اس کی طرف اشارہ کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں
ورواه ابن طهمان عن ايوب وموسى بن عقبة مختصراً صحيح بخارى ص ۱۱۱ امام ابو داؤد اس روایت کے بارے میں

فرماتے ہیں الصحيح قول ابن عمر ليس بمرفوع (البداء ص ۱۱۱) امام بیہقیؒ فرماتے ہیں

وعبد الاعلى ينفرد برفعہ الى
النسبي صلى الله عليه وسلم وهو ثقة
کہ عبد الاعلیٰ اس کے مرفوع بیان کرنے میں
اکیلا ہے لیکن ثقہ ہے۔

اگر امام بیہقی کی مراد یہ ہو کہ زیادۃ الثبوت مقبولۃ تو پھر مشکل الّا طحاوی میں
عبد اللہ اعلیٰ کے طریق سے عن ابن عمرؓ مرفوعاً ہر اونچ نیچ میں رفع الیدین مروی ہے حالانکہ
وہ اس کے قائل ہی نہیں ہیں یہ کیسا ضابطہ ہے کہ میٹھا میٹھا صاحب اور کڑوا کڑوا کھٹو۔
امام بخاریؒ پر بھی تعجب ہے اور یہ کنا پڑا ہے کہ ترک رفع الیدین کے باب میں تو وہ سفیان
ثوریؒ کی روایت کو عبد اللہ بن ادریسؒ کی روایت کے مقابلہ میں دہم قرار دیتے ہیں
اور یہاں عبد اللہ بن ادریسؒ غیب الوحاب ثقیؒ و معتمر بن سلیمانؒ سب کے سب اس روایت
کو موقوف قرار دیتے ہیں مگر امام بخاریؒ اس کی پروا کیا ہے بغیر عبد اللہ اعلیٰ کی روایت کو
مرفوع تسلیم کرتے ہیں شاید کہ ان کا بھی اسی ضابطے پر عمل ہے کہ میٹھا میٹھا صاحب کڑوا کڑوا کھٹو۔
امام ابوبکر اسماعیلیؒ نے صحیحین پر تخریج کے طور پر کتاب لکھی ہے جس کی تمام حدیثیں
صحیح ہیں اور اس کتاب میں صحیحین میں محذوفات و اغلاط کو ظاہر کیا گیا ہے۔ دیکھئے
باب ثانی میں حدیث ۱۰ کے تحت مولانا روپڑی صاحبؒ کا حوالہ اور امام ابوبکر اسماعیلیؒ
نے اس روایت کو مرفوع بیان کرنا عبد اللہ اعلیٰ کی خطا شمار کی ہے اور علامہ امیریؒ نے
غیر مقلد کے حوالہ سے گندہ چک ہے کہ صحیحین کی جس حدیث پر محدثین کرام کی تنقید ہو
جائے گو یا کہ وہ صحیحین کی معیاری حدیث ہی نہیں ہے اور پھر عبد اللہ اعلیٰ کی کتاب ہے
اور اس کے مخالف ایک جماعت ہے اور حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی غیر
مقلد رفع یدین اور آمین کے صحت میں لکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جماعت کے مقابلے
میں اکیلے کی سنیں مانی جاتی آہ۔

جواب ۱۔ امام زہریؒ کے شاگردوں میں سے سفیان بن عیینہؒ اس روایت کو
ترک رفع الیدین میں بیان کرتے ہیں دیکھیے صحیح ابوعوانہ ص ۹۰ و ص ۹۱ و مسند حمیدی
ص ۲۲ اس طرح امام زہریؒ کے شاگرد امام مالکؒ بھی اس روایت کو ترک رفع الیدین
میں بیان کرتے ہیں خلافت بیہقی بحوالہ نصب الرایہ ص ۱۲۲۔ و مدونہ کبریٰ ص ۱۲۲
اس طرح امام زہریؒ کے شاگرد دیونسیؒ بھی اس کو ترک رفع الیدین عندہم کو مع
میں بیان کرتے ہیں۔

کما قال ابن عبد البر المالکی بحوالہ معارف السنن ص ۲۴۲ ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ اس روایت کو رفع الیدین میں بیان کرنا صحیح نہیں ہے۔

جواب ۱۲: حضرت ابن عمرؓ سے اگر رفع الیدین کی روایت صحیح بھی تسلیم کر لی جائے تب بھی حضرت ابن مسعودؓ کی روایت کے مقابلہ میں یہ مرجوح ہے کیونکہ جب حضرت ابن مسعودؓ و حضرت ابن عمرؓ کی روایات کا اختلاف ہو جائے تو محدثین کرامؓ کے ہاں ترجیح حضرت ابن مسعودؓ کی روایت کو ہوتی ہے چنانچہ علامہ احمد محمد شاہؒ غیر مقلد شرح ترمذی ص ۱۲۸ میں لکھتے ہیں کہ مستدرک حاکم ص ۱۳۹ میں ہے کہ حضرت علیؓ بن مدینی و حضرت یحییٰ بن معینؒ کا مناظرہ ہوا ابن مدینیؒ استاد امام بخاریؒ نے فرمایا کہ میں ذکر سے وضو نہیں ٹوٹتا ابن معینؒ نے فرمایا کہ ٹوٹ جاتا ہے نتیجہ بیان تک پہنچا کہ ابن مدینیؒ نے حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث پیش کی اور ابن معینؒ نے حضرت ابن عمرؓ کی حدیث پیش کی حضرت علیؓ بن مدینیؒ نے فرمایا کہ جب حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کا اجتماع ہو جائے اور پھر اختلاف کریں تو ترجیح حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کو ہوگی حضرت ابن معینؒ خاموش ہو گئے اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے علی بن مدینیؒ کی تصدیق کی۔

حضرت مولانا علامہ سید محمد النور شاہ صاحبؒ بسط الیدین ص ۵۹ میں لے لیں تحریر فرماتے ہیں واذا اجتمع ابن مسعود وابن عمر واختلفا فان مسعود اولیٰ ان یتبع فقال له احمد نعم۔ الدارقطنی ص ۵۵ والعارضی والمتدرک ص ۱۳۹ حافظ عبد اللہ صاحبؒ روپڑی غیر مقلد کو بھی اس کا ایک گونہ اقرار ہے چنانچہ وہ رفع الیدین اور آئین ص ۶۷ میں لکھتے ہیں بلکہ عبد اللہ بن عمرؓ کو قریباً عبد اللہ بن مسعودؓ کے مرتبہ پر رکھنا چاہیے۔

جواب ۱۳: یہ روایت ابن ماجہ ص ۶۷ میں اس طرح آئی ہے۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الى الصلوة المكتوبة كبر ورفع يده

ان قوم اذا اراد ان يرفع فعل مثل ذلك الحديث اور یہ حدیث آگے بھی
 باحوالہ آ رہی ہے جس سے فریق ثانی استدلال کرتا ہے۔ ترفع فعل مثل ذلك
 کے جملہ سے بعض نے رفع الیدین سمجھ لیا ہے حالانکہ یہ مماثلت صرف تجرید میں ہے
 کیونکہ مماثلت میں یہ ضروری نہیں ہے کہ من کل الوجوه مماثلت ہو مثلاً حدیث شریف
 میں آتا ہے قولوا مثل ما يقول المؤمن کہ تم بھی ویسا کہنا کرو جیسے مؤذن کہتا ہے۔
 مؤذن تو چلا چلا کر اذان دیتا ہے تو کیا جواب دینے والے بھی چلا چلا کر اذان کا جواب دیں۔
 پھر تو ایک اذان کی بجائے کئی اذانیں ہو جائیں گی اور پھر حدیث شریف میں یہ بھی
 آتا ہے حتی علی الفلاح کے جواب میں لا حول ولا قوة الا باللہ کہنا چاہیئے۔ تو اس
 میں من کل الوجوه مماثلت کہاں ہے۔ اس لیے امام ابن دقیق العید احکام الاحکام
 ص ۵۵ میں لکھتے ہیں۔

ان لفظة المثل لا تقتضي المساواة کہ مثل باللفظ من کل الوجوه مساوات نہیں
 من کل جهة۔ چاہتا۔

اور علامہ عینی غمدۃ القاری ص ۱۴۳ میں لکھتے ہیں۔

قلت التشبيه لا عموم له فلا يلزم میں رعینی کہتا ہوں کہ تشبیہ میں عموم نہیں
 ان یکون فی جمیع الاجزاء۔ ہوا پس نہیں لازم آتا کہ جمیع اجزاء میں ہو۔

پس یہاں فعل مثل ذلك سے مراد کبریا ہے نہ کہ رفع یدیں ہے بلکہ اس حدیث
 میں اصل خبری جزاء مخدوف لا یرفعہما کے باعث آئی ہے ورنہ اس قدر شدید
 اختلاف اس حدیث میں پیدا نہ ہوتا۔

جواب ۲۱ کہ ترک رفع الیدین کی حدیث لا ترفع الیدیں الا فی سبع مواطن۔

الحديث جس کے بارے نوآب صدیق حسن خان غیر مقلد ہند جتہ کہتے ہیں قولی
 ہے اس طرح مالی اراکہ و رفعی ابیدیکہ الحدیث بھی قولی ہے اور رفع الیدین
 کی یہ حدیث فعلی ہے اور جب قولی اور فعلی حدیث کا تعارض ہو جائے تو ترجیح قولی

قولی کہوتی ہے۔ دیکھئے نووی شرح مسلم ص ۵۳ و تحفۃ الاحوذی ص ۱۰۔

دلیل ۲ :- ابو داؤد ص ۱۹۱ سند احمد ص ۹۳ ابن ماجہ ص ۶۲ میں روایت آتی ہے
واللفظ عن علی بن ابی طالب حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جناب
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب
وسلہ اذا قام الی الصلوۃ المکتوبۃ فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو پچیر کہتے
کیہ و رفع ید یہ حتیٰ تکون کبیر اور کاغذوں کے برابر رفع الیدین کہتے
حذو منجیہ واذا اراد ان تھے اور جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے
یدکفع فعل مثل ذالک واذا رفع تو ایسا کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے
رأسہ من الركوع فعل مثل تراپا کرتے اور سجدہ تین سے جب کھڑے
ذالک واذا قام من السجدة تین ہوتے تو ایسا ہی کرتے۔

فعل مثل ذالک آھ

جواب :- اس حدیث کی سند میں عبد الرحمن بن ابی الزناد ایک راوی ہے جو کہ
خطا کار اور مضطرب الحدیث اور ضعیف الحدیث ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر
کے استاد علامہ نور الدین صہیمیؒ فرماتے ہیں عبد الرحمن بن ابی الزناد وهو ضعیف
مجمع الزوائد ص ۲۸ و ص ۱۳۱ و ص ۵۲ و ص ۹۳ و ص ۲۵ و ص ۲۹ و ص ۵۱ - اور
مجمع الزوائد ص ۲۲۴ میں فرماتے ہیں عبد الرحمن بن ابی الزناد وثقة النسائی وغیرہ
وضعف الجمهور کہ امام النسائیؒ وغیرہ نے تو اس کی توثیق کی ہے لیکن جمهور اس کی
تضعیف کرتے ہیں۔ علامہ نور الدین صہیمیؒ نے جو امام نسائیؒ کی طرف ابن ابی الزناد
کی توثیق منسوب کی ہے غلط ہے اور یہ ان کا وہم ہے کیونکہ امام نسائیؒ کے ہاں
بھی یہ راوی ضعیف ہے چنانچہ علامہ ذہبیؒ میزان الاعتدال ص ۱۱۱ میں لکھتے ہیں
وضعف النسائی اور خود امام نسائیؒ اپنی تصنیف ضعیفہ صغیرہ ص ۴۴ میں فرماتے
ہیں ضعیف۔ امام یحییٰ بن سعیدؒ فرماتے ہیں ضعیفٌ لیس بشئ لا یحتج بہ

میزان الاعتدال ص ۱۱۱ و تاریخ بغداد ص ۲۲۸ و تہذیب ص ۱۶۱ امام مالکؒ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے تذکرۃ الحفاظ ص ۲۲۸۔ امام ترمذی بھی اس کی ایک حدیث کا جواب یوں دیتے ہیں بشیر مالکؒ بعد الرحمن کہ امام مالکؒ کا اشارہ عبد الرحمن بن ابی الزناد کے ضعف کے بارے میں ہے کہ یہ حدیث اُس نے غلط روایت کی ہے سنن ترمذی ص ۱۵۱ ج ۱ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں مضطرب الحدیث ضعیف۔

میزان الاعتدال۔ امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں ضعیف لا یحتج بہ یس بشی (میزان) امام بخاریؒ کے استاد علی بن مدینیؒ فرماتے ہیں کان عند اصحابنا ضعیفا (تاریخ بغداد ص ۲۲۸) کہ ہمارے حضرات محدثین کے ہاں ضعیف ہے اور حضرت عبد الرحمن بن مہدیؒ بھی اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں (تذکرۃ الحفاظ ص ۲۲۸) بلکہ حضرت عبد الرحمن بن مہدیؒ نے اس کی تمام حدیثوں پر قلم پھیر دیا تھا یعنی کہ وہ سب کی سب غلط ہیں (دیکھئے تاریخ بغداد ص ۲۲۹ و تہذیب التہذیب ص ۱۶۲ اور امام حاکم ابو احمدؒ فرماتے ہیں یس بالفاظ عندہم کہ محدثین کرامؒ کے ہاں حافظ الحدیث شمار نہیں کیا جاتا (تہذیب ص ۱۶۳) امام ابن سعدؒ فرماتے ہیں وکان یضعف لروایتہ عن ابیہ (تاریخ بغداد ص ۲۲۹) کہ اپنے باپ سے غلط روایت کرنے کے باعث ضعیف قرار دیے جاتے تھے اور محدث صالح بن محمد جزرہؒ فرماتے ہیں قد روی عن ابیہ اشیا لعیبہ غیہ (تذکرۃ الحفاظ ص ۲۲۸) کہ اس نے اپنے باپ سے ایسی روایتیں کی ہیں جو اس کی کوئی بھی موافقت نہیں کرتا اور امام ابو جعفر عمرو بن علیؒ اور امام ساجیؒ بھی فرماتے ہیں کہ فیہ ضعف (تاریخ بغداد ص ۲۲۹ و ص ۲۳۰) کہ اس میں کمزوری ہے اور علامہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں اس کی بعض منکر روایات کا بطور مثال تذکرہ بھی کیا ہے اور تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں کہ اگرچہ بہت مضبوط نہیں ہے لیکن پھر بھی ہشام بن عروہؒ کی روایت میں حجت ہے۔ لیکن یہ روایت ہشام بن عروہؒ کے طریق سے نہیں ہے اس لیے علامہ ذہبیؒ کے ہاں بھی یہ منکر

سمجھی جائے گی امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ابن ابی الزناد ضعیف ہے اور رفع یدین

کے یہ الفاظ اس کے سوا کسی اور راوی نے نقل نہیں کیے (شرح معانی الآثار ص ۹۶)

ص ۱۱۱۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں صدوق تغیر حفظہ لما قدم بغداد

(تقریب ص ۲۲۹)۔ کہ سچا ہے لیکن بغداد میں جب آیا تو حافظہ متغیر ہو چکا تھا۔

قارئین کرام جب یہ راوی ضعیف الحدیث مضطرب الحدیث لا یحتاج بہ

لیس بشی غلط روایت کرنے والا اور متغیر الحافظہ ہے تو اس کی روایت کس طرح

قابل احتجاج ہو سکتی ہے۔ اسلئے یہ حدیث ان سب محدثین کرام کے ہاں ضعیف سمجھی جائے گی۔

جواب ۱۔ یہ حدیث ضعیف حضرت علیؑ کے اثر صحیح کے خلاف ہے کیونکہ

حضرت علیؑ ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے اور حضرت حافظ ابن حجر جیسے متعصب

شخص بھی اس کے بارے فرماتے ہیں رجالہ ثقات، افضل الشهادات ماشہد

بہ اعطاء معلوم ہوا کہ رفع الیدین کی یہ روایت حضرت علیؑ سے بیان کرنا غلط ہے

اور یہ خرابی عبدالرحمن بن ابی الزناد ضعیف راوی کے باعث ظہور میں آئی ہے ورنہ

تو حضرت علیؑ سے کسی راوی نے بھی رفع الیدین کی روایت نہیں کی۔

جواب ۲۔ اس حدیث میں رفع الیدین عند الركوع وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

فعل مثل ذالک سے رفع الیدین کا ثبوت نہیں ہو سکتا بلکہ یہ تملیث صرف تکبیر

میں ہے چنانچہ عند الافتتاح تکبیر رفع الیدین کا بیان ہے تو یہ ثابت بھی صرف تکبیر میں ہے اور

پہلے گزر چکا ہے کہ ثابت جمیع اجزاء میں ضروری نہیں ہے اس لیے سند احمد ص ۲۲۸ تا ص ۲۲۹ میں جو

روایت بیان کی گئی ہے اس میں صرف تکبیر سے رفع الیدین عند الركوع کا نام و نشان ہی نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو۔

عن مطرف بن عبد الله الشافعي

قال صليت انا وعمران بن حصين

بالكوفة خلف علي بن ابي طالب

فكبر بنا هذا التكبير حين يركع

وَحِينَ يَجِدُ الْكَبِيرَةَ كَلَّمَ فَلَمَّا
انْصَرَفَ قَالَ لِي عَمْرَانُ بْنُ حَصِينٍ
مَا صِلَيْتَ مِنْ حِينَ اَوْ قَالَ مِنْ كَلَّمَ
اَشْبَهَ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هَذِهِ الصَّلَاةِ
يَعْنِي صَلَاةَ عَلِيٍّ ؓ۔

یہی وجہ ہے کہ تمام اہل کوفہ قدیماً و حدیثاً کا ترک رفع الیدین پر اجماع تھا۔
(تبیین) جناب مولانا نور حسین صاحب گھر جا کھی غیر مقلد قرۃ العینین ص ۱۵۱ میں لکھتے
ہیں فرشتے بھی رفع الیدین کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں جب سورۃ کوثر نازل
ہوئی (الی ص ۱۵۱) ہم ساتوں آسمانوں کے فرشتے بھی رفع الیدین سے نماز پڑھتے
ہیں (الی) اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن متابعت و تأیید لکھنے میں کوئی حرج
نہیں ہے۔ آہ حالاً کہ یہ روایت موضوع ہے چنانچہ علامہ ذہبیؒ میزان الاعتدال
ص ۹۱ میں لکھتے ہیں۔

اسرائیل بن حاتم المرزبی کہ اسرائیل نے مقاتل سے موضوعات اور
روای عن مقاتل الموضوعات اناب شتاب اور مصائب روایت کئے
والا وابہ والطامات۔ میں اور یہ روایت ان موضوعات میں سے ہے۔

اور پھر اس سند کا دوسرا راوی مقاتل بن حیان بھی ضعیف ہے دیکھئے میزان
الاعتدال ص ۱۹۶۔ تیسرا راوی اصبع بن نباتہ ہے ابوجبر بن عیاشؒ اس کو کذاب
قرار دیتے ہیں اور امام نسائی و ابن معین و ابن حبان بن عدیؒ سب اس پر جرح کرتے
ہیں (میزان ص ۱۲۵) تو گھر جا کھی صاحب نے حضرت علیؓ کی ضعیف روایت کی تأیید
موضوع روایت سے کر کے مشہور مثال کی تصدیق کر دی ہے۔ عذر گناہ ہرگز نہ
ابن الجوزیؒ فرماتے ہذا حدیث موضوع و کتاب المغات ص ۹۹ علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں وھو

موضوع لا یساوی شیئا (الفوائد البرہانہ ص ۱۲) من گھڑت اور بالکل صحیح ہے۔

جواب :- اس حدیث میں رفع الیدین مسجد تین سے قیام کے وقت بھی ذکر کیا گیا ہے حالانکہ غیر مقلدین حضرات اس کے منکر ہیں۔

دلیل ۳ :- ابو داؤد ص ۱۶۱ وغیرہ میں حضرت ابو حمید ساعدیؓ کی روایت ہے جو درج صحابہ کرامؓ میں انہوں نے بیان کی ہے جن میں حضرت ابو قتادہؓ بھی تھے اور سب نے سُن کر کہا صدقت تو سچ کہا ہے اور اس میں رفع الیدین عند الركوع وعند رفع الرأس من الركوع کا بیان کیا گیا ہے۔

جواب :- اس حدیث کی سند میں عبد الحمید بن جعفر شکم فید راوی ہے۔ امام نسائیؒ ضعفہ صغیر ص ۴۷ میں فرماتے ہیں لیس بالقوی امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں لا یحتج بہ اور امام سفیانؒ ثوریؒ بھی اس کی تضعیف کرتے تھے وکان الشوی یضعفہ من اجل القدر (میزان الاعتدال ص ۹۲) اور حافظ ابن حجرؒ (تہذیب التہذیب ص ۱۱۳) میں لکھتے ہیں وکان یحیی بن سعید یضعفہ کہ امام الجرح و التعلیل یحیی بن سعید القطانؒ بھی اس کی تضعیف کرتے تھے امام الجرح والتعلیل حضرت یحیی بن معینؒ سے پوچھا گیا کہ کیا وہ اس سے روایت بھی لیتے تھے تو ابن معینؒ نے فرمایا کہ حضرت یحیی القطانؒ اس سے روایت بھی لیتے تھے وکان یضعفہ وکان یری القدر اور ساتھ ہی اس کی تضعیف بھی کرتے تھے اور یہ تقدیر کا منکر تھا۔ وقال ابن حبان ربحا خطا اور ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ اس نے اکثر اوقات خطا کی ہے مگر امام ترمذیؒ نے بھی اس کی ایک روایت کو غیر اصح قرار دیا ہے (دیکھئے سنن ترمذی ص ۱۴۴ سورۃ حجر) امام طحاویؒ شرح معانی الآثار ص ۱۱۱ میں فرماتے ہیں۔

واما حدیث عبد الحمید بن جعفر کہ عبد الحمید بن جعفر کو جب وہ خود ضعیف فانہم یضعفون عبد الحمید قرار دیتے ہیں اور اس سے اجتہاد نہیں کرتے

فلا یقیمون بہ حجۃ فکیف یقیمون بہ فی مثل هذا الا
تو پھر اس کی حدیث سے کس طرح
حجۃ پکڑتے ہیں۔

اور خود امام طحاویؒ نے (شرح معانی الآثار ص ۱۲۷ میں) اسے ضعیف قرار دیا
ہے اور حافظ ابن قیمؒ نے اس کی ایک حدیث کا جواب یوں دیتے ہیں۔

وضعت یحییٰ بن سعید والثوری کہ امام یحییٰ بن سعیدؒ اور امام ثوریؒ نے عبد الحمید
عبد الحمید بن جعفر و زاد المعاد ص ۱۳۶ میں جعفر کو ضعیف قرار دیا ہے۔

اس خطا کار راوی نے رفع الیدین کا ذکر کر کے اپنی خطا کا اظہار کیا ہے۔
قاضی شوکانیؒ غیر مقلد نیل الاوطار ص ۲۳۲ میں عبد الحمید بن جعفر کی ایک روایت بارے
یوں لکھتے ہیں۔

وقال ابن المنذر لا یثبتہ اهل النقل وفي اسنادہ مقال الخ یعنی ابن المنذر نے فرمایا اس راوی کو محدثین کلام
مضبوط قرار نہیں دیتے اور اس سناد میں کلام ہے۔

چنانچہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری ص ۱۳۴ میں ابو حمید سعدیؒ کی یہ روایت
ذکر کی ہے مگر رفع الیدین عند افتتاح الصلوٰۃ کے علاوہ کا اورد کوئی ذکر نہیں ہے۔
چنانچہ علامہ امیر یامانیؒ غیر مقلد سبل السلام ص ۱۵۱ میں لکھتے ہیں۔

تقدم حدیث ابی حمید من کہ حضرت ابو حمیدؒ کی حدیث جو بخاری کی

روایۃ البخاری لکن لیس فیہ روایت سے گزر چکی ہے اس میں رفع الیدین

ذکر الرفع الا عند تکبیرۃ الاحرام تکبیر احرام کے سوا اور کہیں نہیں لیکن ابو داؤد

بخلاف حدیثہ عند ابی داؤد کی یہ روایت اس کے خلاف ہے اور اس

ففیہ اثبات الرفع فی المواضع میں تین مقامات میں رفع الیدین کا ذکر ہے۔

الملاشۃ۔

معلوم ہوا کہ رفع الیدین کا بیان بخاریؒ میں اس لیے نہیں ہے کہ وہاں راوی عبد الحمید

بن جعفر نہیں ہے اور چونکہ ابو داؤد میں عبد الحمید ہے اس لیے اس نے بطور خطا رفع

الیدین کا ذکر کر دیا ہے اگر رفع الیدین کا ذکر صحیح ہوتا تو امام بخاری اسے صحیح البخاری میں بیان کرنے سے ہرگز نہ چھوکتے کیونکہ انہوں نے جزء رفع الیدین میں ہر قسم کی رطب و یابس روایات کی بھرتی کی ہے۔

جواب :- اس حدیث میں عبد الحمید بن جعفر کے ضعیف ہونے کے علاوہ یہ حدیث منقطع بھی ہے کیونکہ محمد بن عمرو بن عطاء کا سماع حضرت ابو قتادہؓ سے ثابت نہیں ہے حالانکہ حدیث میں ہے منہ ابو قتادہؓ چنانچہ امام طحاویؒ شرح معانی الآثار ص ۱۲۱ میں لکھتے ہیں۔

وفاء ابی قتادہ قبل ذالک کہ حضرت ابو قتادہؓ کی وفات اس محمد بن عمرو وصالی علیہ علی بن عطاء کی ولادت سے بھی پہلے ہے اور ان کی نماز جنازہ حضرت علیؓ نے پڑھائی ہے۔

چنانچہ صحیح سند سے ثابت ہے کہ حضرت ابو قتادہؓ کی نماز جنازہ حضرت علیؓ نے پڑھائی ہے دیکھیے مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۱۶ شرح معانی الآثار ص ۱۳۹ سنن الکبریٰ بیہقی ص ۲۶ تاریخ بغداد ص ۱۶۱ طبقات ابن سعد ص ۹۔

اور علامہ مار دینیؒ الجوہر النقی ص ۲۶ میں لکھتے ہیں کہ امام ابن عبد البر مالکیؒ نے استیعاب میں کئی طرق سے روایت موسیٰ بن عبد اللہ بن زید الانصاریؒ و امام الشعبیؒ سے کی ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو قتادہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی اور امام حسن بن عثمانؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو قتادہؓ سہ ماہ میں فوت ہوئے ہیں الخ ملخصاً۔

اور حافظ ابن حجرؒ مخیر الجیر ص ۱۶۱ میں بیہقیؒ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ راجح یہی ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو قتادہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی ہے علامہ سیّد محمد الرشاد صاحب نیل الفرقین ص ۲۶ میں لکھتے ہیں۔

وفی الکمال و قیل توفی کمال میں کہا گیا ہے کہ حضرت ابو قتادہؓ کو ذی

بالکوفة سنة ثمان وثلاثين ولهذا قال ابن حزم ونقله وهم فيه يعني عبد الحميد .

۲۸ھ میں فوت ہوئے ہیں اس لیے علامہ ابن حزم غلابری غیر مقلد فرماتے ہیں شاید کہ عبد الحمید کا وہم ہے (محل ص ۱۳۸) یعنی اس حدیث میں رفع الیدین بیان کرنا اور پھر محمد بن عمرو بن عطاء کی حضرت البوقادہ سے

حدیث بیان کرنا .

الحاصل یہ امام شعبی موسیٰ بن عبد اللہ الانصاری امام طحاوی علامہ ابن عبد البر مالکی علامہ ابن عزم امام حسن بن عثمان حافظ ابن حجر علامہ ماروسی سب کے سب فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے حضرت البوقادہ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی . نیز علامہ ماروسی الجوهری النقی ص ۱۲۸ میں لکھتے ہیں

قال ابن قطان فيجب التثبيت في قوله فيهم البوقادة فان اب قتادة قتل مع علي وهو موصلي عليه هذا هو الصحيح وقتل علي سنة اربعين ومحمد بن عمرو لم يدرك ذلك وقيل توفي البوقادة سنة اربع وخمسين وليس بصحيح يعني ابن قطان فاسی نے فرمایا ہے کہ واجب ہے ان کے لیے طوی کا یہ قول ثابت کرنا کہ ان میں حضرت البوقادہ بھی تھے کیونکہ حضرت البوقادہ تو حضرت علیؑ کے دور خلافت میں شہید ہوئے ہیں اور حضرت علیؑ نے آپؑ کی جنازہ پڑھایا ہے اور یہی صحیح ہے اور حضرت علیؑ ۴۰ھ میں شہید ہوئے ہیں اور محمد بن عمرو نے یہ نماز نہیں پایا اور کہا گیا ہے کہ حضرت البوقادہ ۵۴ھ میں فوت ہوئے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے (کیونکہ واقعی کتاب کی روایت ہے)

اس لیے امام ابن ابی حاتم (کتاب اعلل ص ۱۳ میں) لکھتے ہیں .

قال ابی فصار الحديث مرسلًا کہ میرے باپ ابو حاتم نے فرمایا کہ پس

یہ حدیث منقطع ہے

(فائدہ) ابو حاتم کی اصطلاح ہے کہ وہ منقطع روایت کو مرسل کہتے ہیں . (توضیہ النظر)

(بحوالہ احسن الکلام ص ۱۱۸) علامہ سید محمد الورثہ صاحب نیل الفرقین ص ۲۴ میں فرماتے ہیں
 وكان قتل علي سنة أربعين کہ حضرت علیؑ ۴۰ھ میں شہید ہوئے ہیں اور
 وان محمد بن عمرو بن عطاء مات محمد بن عمرو بن عطاء ۱۲۰ھ کے بعد فوت
 بعد سنة عشرين ومائة ہوئے تو اس کی کل عمر انسی سال سے کچھ
 ولفه نيف وثمانون سنة ههلي زائد ہے تو اس عمر کے مطابق محمد بن عمرو بن عطاء
 هذا لم يدرك باقتادة نے حضرت البوقادہؒ کا نہ نہ نہیں پایا۔

امام عیثم بن عدیؒ بھی فرماتے ہیں کہ حضرت البوقادہؒ ۲۸ھ میں فوت ہوئے ہیں
 (دیکھیے البدایہ والنہایہ ص ۶۸)۔

فاریقین کرام جب یہ حدیث ضعیف اور منقطع ہے تو رفع الیدین نہ حضرت ابو حمید
 ساعدیؒ سے ثابت ہوا اور نہ دستس صحابہ کرامؓ سے۔ اسی کو کہتے ہیں نہ ہے بانفس بچہ بزرگ
 اور محمد بن عمرو بن عطاء کی ملاقات نہ تو حضرت علیؑ سے ثابت ہے اور نہ البوقادہؒ سے
 قاضی شوکانیؒ غیر مقلہ نیل الادطار ص ۱۸۵ میں لکھتے ہیں یہ صحیح ہے کہ حضرت البوقادہؒ
 حضرت علیؑ کی خلافت میں فوت ہوئے ہیں مگر محمد بن عمروؒ کی عمرو وفات میں غلطی ہے
 یعنی تاریخ لکھنے والے غلط کار ہیں۔ سبحان اللہ تعالیٰ۔

(تہذیب) مولوی عبد اللہ صاحب روپڑی غیر مقلہ رفع یدین اور آئین ص ۱۱۹ میں لکھتے ہیں
 مجلس علماء دیوبند نے جس شخص کے ص ۱۶ سے یہ عبارت نقل کی ہے (کہ حضرت علیؑ
 نے حضرت البوقادہؒ کی غار جنازہ پڑھائی تھی اور یہی راجح ہے) اس شخص کے ص ۱۸۳
 میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں محمد بن عمروؒ ہیں ایک محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص لیس
 (والصیحح لیسٹی) مدنی جو عطاء بن خالد کا استاد ہے اس کی ملاقات البوقادہؒ سے
 نہیں ہوتی اور ایک محمد بن عمرو بن عطاء تابعی کبیر ہے جو عبد الحمید بن جعفر کا استاد ہے
 اس کی ملاقات ہے اس نے ابو حمید ساعدیؒ وغیرہ سے خود سنا ہے خواہ وفات
 البوقادہؒ خلافت علیؑ میں ہوئی یا بعد میں چنانچہ امام بخاریؒ نے اس کے سماع کی تصریح

کی ہے اور اسی بنا پر اس کی روایت اپنی کتاب صحیح بخاری میں لائے ہیں گویا
 طحاوی نے غلطی کی کہ محمد بن عمرو ایک ہی سمجھ کر حدیث کو ضعیف لکھ دیا قارئین کرام
 مجلس علماء دیوبند کی دیانتداری ملاحظہ فرمادیں کہ حافظ ابن حجر ہی سے اس حدیث
 کا ضعف بیان کر رہے ہیں حالانکہ وہی اسکو صحیح کہہ رہے ہیں الخ بلفظہ۔ حافظ عبد اللہ
 رد پڑی نے اس عبارت میں کئی غلطیاں کی ہیں اولاً تو محمد بن عمرو روایت بلانہے فائدہ ہے
 کیونکہ محمد بن عمرو بن علقمہ کی باتفاق محدثین کرام حضرت البوقادہ سے ملاقات نہیں ہے
 باقی محمد بن عمرو بن عطاء کی ملاقات حضرت البوقادہ سے ہے یا نہیں بحث اس میں
 ہے اگر اس روایت کو لیا جائے جو موسیٰ بن عبد اللہ انصاری و امام شعبی شاکر دان
 حضرت علی رضی نے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی نے حضرت البوقادہ کی نماز جنازہ
 پڑھائی ہے تو پھر محمد بن عمرو بن عطاء کی حضرت البوقادہ سے کسی صورت میں بھی ملاقات
 متصور نہیں ہو سکتی بلکہ اس کی ولادت بھی حضرت البوقادہ کی وفات کے بعد ہوئی
 ہے کیونکہ حضرت علی رضی ۴۰ھ میں شہید ہوئے ہیں اور حضرت البوقادہ بحوالہ کمال ۳۸ھ
 کو فہ میں فوت ہوئے ہیں اور محمد بن عمرو بن عطاء ۱۲۰ھ کے بعد فوت ہوئے ہیں۔
 اور اس کی کل عمر ۸۰ سال سے متجاوز ہے تو حضرت البوقادہ سے ملاقات کب
 ہو سکتی ہے ہاں اگر واقعی کذاب کی روایت لی جائے کہ حضرت البوقادہ ۴۵ھ
 میں فوت ہوئے ہیں تو حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب ص ۲۴۵ میں کہتے ہیں۔
 و یکن محمد بن عبد علی

هذا ادرك من حياته احوال
 من عشرينين والله تعالى اعلم
 کہ اس روایت کی بنا پر محمد بن عمرو حضرت
 البوقادہ کی حیات کے سنس سال سے زیادہ عرصہ
 پائے والا ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس میں روایت کے ضعف کی طرف اشارہ ہے مولانا حافظ عبد اللہ صاحب
 رد پڑی کا حافظ ابن حجر کی طرف وثوق سے یہ منسوب کرنا کہ حضرت البوقادہ کی وفات

خواہ خلافت علیؑ میں ہوئی ہو یا بعد میں۔ حافظ ابن حجرؒ کے ہاں محمد بن عمرو بن عطاء کی علامت حضرت ابو قتادہؓ سے ثابت ہے بالکل غلط اور حافظ ابن حجرؒ پر بے جا حملہ ہے۔ ثانیاً امام طحاویؒ کی غلطی تو ثابت نہ ہو سکی بلکہ غیر مقلدین حضرات کی تاریخ سے ناواقفیت ثابت ہوئی۔ وثالثاً حضرت امام بخاریؒ نے محمد بن عمرو بن عطاء کی روایت جو حضرت ابو حمزہ ساعدیؓ سے صحیح بخاری ص ۱۱۳ میں روایت کی ہے اس میں نہ تو رفع الیدین ہے اور نہ عبد الحمید بن جعفر ہے اور نہ دس صحابہ کرام کا کوئی ذکر ہے انہوں نے عبد الحمید بن جعفر کا بنایا ہوا یہ سارا گورکھ دھندلا ہی ختم کر دیا ہے۔

جواب ۳ :- اس حدیث کی سند میں اضطراب کسی روایت میں آتا ہے عن محمد بن عمرو بن عطاء عن ابی حمید الساعدی دیکھئے ابو داؤد ص ۱۱۳ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ طحاوی ص ۱۰۹ ابن ماجہ ص ۹۲۔ اور کسی روایت میں ہے محمد بن عمرو اخبرنی مالک عن عیاش او عباس بن سہل الساعدی انہ کان فی مجلس فیہ ابوہ الا سنن الکبریٰ بہقی ص ۱۱۱ اور کسی روایت میں ہے عن محمد بن عمرو بن عطاء عن عباس بن سہل عن ابی حمید الساعدی سنن الکبریٰ ص ۱۱۸ اور کسی روایت میں ہے عن محمد بن عمرو بن عطاء عن عباس او عیاش ابو داؤد ص ۱۱۱ طحاوی ص ۱۲۴ اور کسی روایت میں ہے محمد بن عمرو بن عطاء قال حدثنی رجل انہ وجد عثرۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طحاوی ص ۱۲۴۔ الغرض شدید اضطراب ہونے کے باعث یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ مضطرب بھی ضعیف کی قسم ہے چنانچہ ثواب صدیق حسن خاںؒ غیر مقلد نے دلیل الطالب ص ۶۱۸ و ص ۸۸۲ میں اور مولانا عبدالرحمن صاحب مبارکپوریؒ غیر مقلد نے تحقیق الکلام ص ۲۴ میں اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ بخوار احسن الکلام ص ۹۸۔

جواب ۴ :- اس حدیث کے متن میں بھی اضطراب ہے طحاوی ص ۱۲۴ ابو داؤد

صفحہ ۱۶ میں توڑک کا ذکر ہے لیکن ابو داؤد ص ۱۱۱ میں توڑک کی نفی ہے پھر عبد الجبار بن جعفر کے طریق سے قال وجباً صحت وقت اور دوسرے طریق میں یہ ندارد۔ جب یہ روایت ضعیف ہے منقطع ہے مضطرب ہے سنداً و متنناً تو یہ صحیح کیسے ہو سکتی ہے اور اس سے احتجاج کیسے کیا جاسکتا ہے۔ جناب گھر جا کھی صاحب نے اس روایت کی بناء پر سولہ صحابہ کرامؓ سے رفع الیدین ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنے رسالہ میں خوب بھرتی کی ہے اور حضرت سلمان فارسیؓ المتوفی ۳۵ھ سے (قرة العین ص ۲۲) اور حضرت ابو سعید انصاریؓ المتوفی ۴۱ھ سے (قرة العین ص ۲۳) بھی اس روایت کی بناء پر رفع الیدین بیان کیا ہے حالانکہ ٹھوس دلائل سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ محمد بن عمرو بن عطا۔ اس زمانے کو نہ پاسکے۔ نیز حضرت ابو سعید انصاریؓ سے مرفوع روایت میں صرف رفع الیدین عند الافتتاح کا بیان ہے جس کو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

سالم البراد قال دخلنا على ابي مسعود الانصاري فقلنا عن الصلوة فقال الا اهلتي بكم كما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي قال فقام فكبر ورفع يديه . الحديث روي عنه هذا احمد ص ۲۵۵۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ۔

نخست اول چوں نہ معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج
دلیل ۴ :- ابو داؤد ص ۱۰۸ منہ احمد ص ۲۵۵ و ص ۲۸۹ میں روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کو کعب و مسجد میں رفع الیدین کرتے تھے ۔

جواب :- یہ حدیث ضعیف اور مجہول اور باطل ہے کیونکہ اس کی سند میں دو آدمی ہیں ایک عبد اللہ بن لہیع ہے جو کہ ضعیف ہے باتفاق اکثر محدثین وغیر مقلدین ۔ چنانچہ اسی حدیث کا جواب دیتے ہوئے مستغصب غیر مقلد عالم محی الدین عبد المجید عاصیہ ابو داؤد مصری ص ۲۴۵ میں فرماتے ہیں ۔

وفی اسنادہ عبد اللہ بن لہیعۃ کہ اس حدیث کی سند میں عبد اللہ بن لہیعۃ
وفیہ مقال ہے جس میں کلام ہے۔

علامہ امیر بخاریؒ غیر مقلد نے سبل السلام ص ۲۰ و ص ۱۳۲ و ص ۳۳۳ میں اسے ضعیف
قرار دیا ہے علامہ قاضی شوکانیؒ غیر مقلد نے الفوائد الجمعیہ ص ۲۱۴ و ص ۲۱۶ میں اسے ضعیف
اور ذاب الحدیث کہا ہے مولانا عبد الرحمن مبارک پوریؒ غیر مقلد نے تحفۃ الاحوذی
ص ۲۱ و ص ۱۵ و ص ۴۲ و ص ۵۳ و ص ۲۳ میں اسے ضعیف اور متروک الحدیث قرار دیا
ہے۔ دوسرا راوی میمون مکی ہے جو کہ مجہول ہے میزان الاعتدال ص ۲۲۵ میں ہے
لا یعرف تقریب ص ۳۰ میں ہے مجهول من الدلیلۃ۔ نیز اس روایت
میں رفع الیدین فی السجود کا ذکر ہے جس کے غیر مقلدین حضرات منکر ہیں نہا ہو جوابکم
نہو جوابنا نیز حضرت ابن الزبیرؓ سے صحیح روایت میں رفع الیدین صرف عند الافتتاح
ثابت ہے دیکھئے باب ثانی میں دلیل ۱۱ کے تحت بلکہ حضرت ابن الزبیرؓ نمازیں
مطلقاً رفع الیدین سے منع کرتے تھے جس کی سند بھی صحیح ہے دلائل ہی دیکھیں غیر مقلدین
حضرات نے اس باطل روایت سے احتجاج کیا ہے دیکھئے قرۃ العین ص ۱۱۱ گھر کجی
صاحب وزینۃ الصلوۃ ص ۵ حافظ عنایت صاحب اثری غیر مقلد گجراتی منکر معجزات
اور پھر ص ۱۱۱ کے الفاظ شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں۔ خواہ اسفا۔

دلیل ۵۔ ابن ماجہ ص ۶۲ میں ہے

عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کان یرفع
یہ یہ عند کل تکبیرۃ۔
حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر تکبیر
کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔

الجواب :- یہ روایت بھی باطل اور موضوع ہے کیونکہ اس کی سند میں عمرو بن ربیع
واقع ہے جو کہ ضعیف اور دجال ہے امام بخاریؒ اپنے استاد عمرو بن علی فلاسؒ سے
نقل کرتے ہیں کہ یہ دجال ہے امام نسائیؒ اور امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں متروک امام حاکمؒ

ابو احمد فرماتے ہیں ذرا حسب الحدیث ہے اور یہ حدیث رفع الیٰدین عند کل مکبرۃ اسی نے روایت کی ہے (تہذیب التہذیب ص ۳۳۵) حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ امام ابن عدیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ راوی ابن طاؤس سے باطل روایتیں نقل کرتا ہے اس کی کوئی راوی متابعت نہیں کرتا (یہ باطل روایت بھی ابن طاؤس سے ہے) اور امام ابن حبانؒ نے کہا ہے کہ یہ راوی ثقہ راویوں سے موضوع روایتیں نقل کرتا ہے اس کی روایت کھنٹی جائز نہیں ہے مگر بطور تعجب کے اور امام عقیلیؒ نے کہا ہے کہ یہ راوی منکر الحدیث ہے اور امام ساجیؒ نے کہا ہے کہ باطل اور منکر روایتیں نقل کرتا ہے التہذیب التہذیب ۔

اور تذکرہ مقدسی ص ۱۵۲ میں ہے لا یحل الاحتجاج بہ کہ اس سے احتجاج کرنا حلال نہیں ہے حافظ ابن حجرؒ نے تقریب میں لکھا ہے کہ بعض محدثین حضرات نے اسے کذاب قرار دیا ہے۔ نیز اس حدیث میں عند کل تکبیرۃ رفع الیٰدین کا بیان ہے اور تم اس کے منکر ہو مگر جو جواب کہ وہو جوابنا اس طرح حضرت ابن عباسؓ سے نصر بن کثیر سعدی کے طریق سے ایک روایت مروی ہے ابو داؤد ص ۱۸۱ مگر یہ روایت بھی منکر اور موضوع ہے کیونکہ نصر بن کثیر سعدی سخت مجروح ہے امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں شیخ فیہ نظر امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں فیہ نظر امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں ۔

یروى الموضوعات عن الثقات لا یحکم کہ ثقہ راویوں سے موضوع روایتیں نقل کرنا الاحتجاج بہ بحال ۔ ہے اس احتجاج کرنا کسی حالت میں بھی جائز نہیں (الیٰ)

میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ اس کو علی بن حسین بن جنیۃ اور امام دولابیؒ اور امام عقیلیؒ وغیرہم سب نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ص ۳۳۵) اور تذکرہ مقدسی ص ۶۸ میں اسی حدیث کے جواب میں ہے۔ فیہ النظر بن کثیر ابو سہل قال البخاری عندہ مناکیر۔ علامہ احمد محمد شاہؒ نے غیر مقلد تعلیقات محلّی ص ۱۸۴ میں لکھتے

ہیں ضعیف اور مولوی محی الدین عبدالحمد غیر مقلد حاشیہ ابو داؤد ص ۲۴۵ میں اسی حدیث کے جواب میں لکھتے ہیں وہو ضعیف الحدیث وقال البواحدہ انیسا بودی هذا حدیث منکون من حدیث ابن طاؤس آھ بلفظہ - علامہ شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد عون المعبود شرح ابن داؤد ص ۲۴۱ میں لکھتے ہیں النضر بن کثیر السعدی ضعیف الحدیث بہت افسوس آتا ہے ان غیر مقلدین حضرات پر جو اس روایت سے احتجاج کرتے ہیں چنانچہ گھربا کھی نے قرۃ العین ص ۲۶ میں اس سے احتجاج کیا ہے نیز حضرت ابن عباسؓ کی صحیح حدیث لا ترفع الایدی الخ گذر چکی ہے کہ رفع الیدین سات مقامات کے علاوہ نہ کیا جائے اور لو اب صدیق حسن خانؒ غیر مقلد فرماتے ہیں بسند جید فلذا حضرت ابن عباسؓ سے رفع الیدین ثابت کرنا سخت غلطی ہے ۔

دلیل ۶ :- ابن ماجہ ص ۶۲ میں روایت ہے ۔

ان جابر بن عبد اللہ کان اذا افتتح	حضرت جابر بن عبد اللہ جب نماز شروع کرتے
الصلوة رفع یدیه واذا رکع	تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور
رفع رأسه من الركوع فعل مثل	رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسا کرتے اور فرماتے
ذلك ويقول رأيت رسول الله	کہ میں نے نبیؐ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم فعل	علیہ وسلمؐ ایسا ہی کرتے دیکھا ہے ۔
مثل ذلك ۔	

حافظ ابن حجرؒ درایہ ص ۸۶ میں فرماتے ہیں رجالہ ثقات ۔

الجواب :- اس حدیث کی سند میں ڈیڑھ سو مشکلم فیہ میں ایک ابراہیم بن طہمان ہے جس کے بارے امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ اس کی بعض روایات تو صحیح روایتوں کے مشابہہ ہیں اور بعض روایات ایسی ہیں جن میں یہ خود متفرد ہے اور وہ روایات مؤضعات ہیں یعنی غیر مضموم المراد ہیں (تہذیب التہذیب ص ۱۳۱) اور تذکرہ

مقدس صنف میں اس کی ایک روایت کو بے اصل قرار دیا گیا ہے چنانچہ اصل الفاظ یہ ہیں فیہ ابراہیم بن طہمان وهذا اصل له عن رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ چنانچہ اس حدیث کے بارے بھی محدث سلیمان فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن طہمان نے جو یہ حدیث رفع الیدین کی عن ابی الزبیر عن جابر روایت کی ہے محدثین کرام نے اس کا انکار کیا ہے چنانچہ اصل الفاظ یہ ہیں وقال السلیمان انکروا علیہ حدیثہ عن ابی الزبیر عن جابر فی رفع یدین (تہذیب التہذیب ص ۱۳۱)۔

حافظ ابن حجرؒ کا اس راوی کے بارے آخری فیصلہ

قلت الحق انه ثقة صحيح
الحديث اذا روى عنه ثقة
وله يثبت غلقه في الدرجات
(تہذیب التہذیب ص ۱۳۱)

میں (ابن حجرؒ) کہتا ہوں کہ حق بات یہ ہے کہ ابراہیم بن طہمان ثقہ اور صحیح الحدیث ہے جب کہ اس سے روایت کرنے والا بھی ثقہ ہو اور اس کا درجہ میں غلو ثابت نہیں ہے۔

مگر یہاں ابراہیم بن طہمان سے روایت کرنے والا ثقہ نہیں ہے چنانچہ اس روایت میں موسیٰ بن مسعود البغدیدی تلمیذ ابراہیم بن طہمان ضعیف ہے امام ترمذیؒ فرماتے ہیں وموسیٰ بن مسعود ضعیف فی الحدیث سنن ترمذی ص ۹۸ امام ترمذیؒ اپنے استاد محمد بن بشرؒ سے اس کا ضعیف و متروک الحدیث ہونا نقل کرتے ہیں سنن ترمذی ص ۹۸ امام بخاریؒ کے استاد عمرو بن علی الفلاسؒ فرماتے ہیں لا یحدث عنه من یبصر الحدیث جبکہ حدیث میں بصیر ہوگی وہ اس سے روایت نہ کرے معلوم ہوا کہ اس حدیث سے احتیاج کرنے والے بصیرت حدیث سے

محروم ہیں)۔ امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں لا یحتج بہ امام حاکم البواہدیؒ فرماتے ہیں لیس بالقوی عندہم امام ابن قانعؒ فرماتے ہیں ذیہ ضعیف امام حاکم البواہدیؒ فرماتے ہیں کثیر الوعد سیئ الحفظ امام ساجیؒ فرماتے ہیں یمتنع وھولین

کہ اصل عبارت میں تحریر ہے کہ تاتھا لیتن المحدث ہے امام دارقطنی فرماتے ہیں
قد اخرجہ البخاری وهو كذا الوحد فكلموا فيه کہ امام بخاری
نے اس سے احتجاج کیا ہے حالانکہ یہ کثیر الوحد ہے محدثین کرام نے اس میں کلام
کیا ہے ابن حجر جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بخاری میں اس کی کوئی حدیث
نہیں ہے بغیر تین حدیثوں کے جو اس نے سفیان سے روایت کی ہیں وہ بھی بطور
احتجاج کے نہیں بلکہ متابعت ہیں امام احمد و امام ابو حاتم و امام ابن حبان سب نے
اس کو خطا کا رکن قرار دیا ہے تہذیب التہذیب ص ۲۶۲ تا ص ۳۰۶۔ علامہ ابن حزم
ظاہری غیر مقلد فرماتے ہیں۔

موسیٰ بن مسعود البوحہ یضہ کر یہ ضعیف حروف بدلنے والا کثیر الخطا
النہدی ضعیف مصحف کثیر ہے اور اس نے سفیان سے باطل روایتیں
الخطا رفی عن سفیان البطل نقل کی ہیں۔
(محل ص ۱۲۶)

حافظ ابن حجر پر بہت افسوس آتا ہے کہ وہ اس ضعیف حدیث کے بارے
رجالہ ثقات فرماتے ہیں۔ حافظ ابن حجر ایک حدیث کے بارے فرماتے ہیں۔
رجالہ ثقات علامہ امیر عیانی غیر مقلد نے سبل السلام ص ۲۶۲ حدیث ثامن متعلق
ثمن سنور و کلب میں حافظ ابن حجر کی خوب خبر لی ہے کہ یہ حدیث منکر اور
باطل ہے اس کے رجال ثقات کیسے ہیں۔ حافظ ابن حجر قصہ تک غرائیق العلل
کو بھی صحیح سمجھتے ہیں ردیکھے فتح الباری ص ۲۳۲ تا ص ۲۳۴۔ حالانکہ قاضی عیاض و
امام نورانی اس کو موضوع و باطل قرار دے چکے ہیں اس لیے علامہ احمد محمد شاہ غیر مقلد
نے شرح ترمذی ص ۲۶۵ میں حافظ ابن حجر کی خوب خبر لی ہے اور آخر میں فرماتے
ہیں وقد اخطا فی ذلک خطا لا یرضاه له و لكل عالم ذل
عفا اللہ عنہ آھ الحاصل حضرت جابر بن عبد اللہ سے رفع الیدین کی

روایت غیر ثابت ہے اور حافظ ابن حجرؒ کی سخت غلطی ہے جو اسنوں نے اس روایت کے بارے کہہ دیا ہے کہ رجالہ ثقات۔

دلیل :- ابن ماجہ ص ۱۱۱ میں روایت ہے

عمیر بن حبیب قال کان رسول اللہ ﷺ حضرت عمیر بن حبیب فرماتے ہیں کہ فرض صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیه نماز میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ مع کل تکبیرۃ فی الصلوۃ المکتوبۃ وسلم ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔

الجواب :- یہ حدیث باتفاق محدثین کرام ضعیف و بناوٹی ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی تورفہ بن قضاۃ الغسانی الشامی ہے جو کہ ضعیف و مجہول ہے دوسرا راوی عبد اللہ ہے جس نے اپنے باپ کے نہیں سنا۔ چنانچہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں رفدہ بن قضاۃ الغسانی الشامی عن الذوائج فی احادیثہ مناکیر (ضعفاء صغیر بخاری ص ۱۳) یہ روایت بھی اونٹنی کے طریق سے ہے امام نسائیؒ فرماتے ہیں ویس بالقوی (ضعفاء صغیر نسائی ص ۴۲) اور تذکرہ محدثی ص ۳۳ میں اسی حدیث کا جواب یوں دیا گیا ہے فیہ رفدہ بن قضاۃ وهو ضعیف۔ علامہ محمد فواد عبد الباقی تعلیقات ابن ماجہ جلد اول حدیث ۸۶۱ میں اس حدیث کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مجمع الزوائد میں ہے کہ رفدہ بن قضاۃ ضعیف ہے اور عبد اللہ نے اپنے باپ سے نہیں سنا۔

حکاء العلانی عن ابن جریرؒ محدث علانی نے اس کی ابن جریرؒ سے حکایت کی ہے۔ امام دارقطنیؒ امام ابن حبانؒ امام ابن عدیؒ سب کے سب اس حدیث کو غلط قرار دیتے ہیں (دیکھئے تہذیب التہذیب ص ۲۸۳ و ۲۸۴) اور امام احمدؒ و امام یحییٰ بن معینؒ بھی اس حدیث کو غلط قرار دیتے ہیں (دیکھئے بذائع الفوائد ص ۱۰۱ لابن قیوم) نیز اس حدیث میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین بیان کیا گیا ہے حالانکہ غیر مقلدین حضرات اس کے قائل ہی نہیں ہیں فہو جوابکم فہو جوابنا تعجب کی بات ہے کہ

مولوی نور حسین گرجا کھی غیر مقلد اپنے رسالہ قرۃ العینین ص ۳۸ میں اس غلط روایت کے احتجاج کرتے ہیں۔

ولیل ۸: قال ابو بکر صلیت خلف
حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
وہاں یرفع یہ یہ اذا افتتح
بیچھے نماز پڑھی ہے اور آپ رفع الیدین کہتے
الصلوة واذا رکع واذا رفع رأسه
تھے جب کہ افتتاح صلوٰۃ کرتے اور جب کہ
من الركوع رواه ثقات و یحییٰ (۳۲)
رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔
امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کے راوی ثقہ ہیں۔

الجواب: اس حدیث میں کئی خرابیاں ہیں جن کے باعث یہ حدیث غیر ثابت ہے
اؤّل تورہ حدیث منقطع ہے کیونکہ الفاظ اس طرح ہیں۔

اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ ثنا
محمد بن عبد اللہ الصغار الزاہد نے اپنی کتاب کے یہ
ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ
حدیث کھولی اور کہا کہ محمد بن اسماعیل سلمیٰ نے کہہ ہے
الصغار الزاہد املاء من اصل
معلوم ہوا کہ یہ حدیث انہوں نے سلمیٰ سے خود
کتاہ کہ قال ابو اسماعیل محمد
نہیں سنی بلکہ ان کی کتاب سے نقل
بن اسماعیل السلمی الا
کی ہے۔

من ادعی الاتصال فعليه البيان۔ ثانی محمد بن اسماعیل سلمیٰ مشکلم فیہ ہے ثالث سلمیٰ
کا استاد محمد بن فضل سدوسیؒ اگرچہ ثقہ ہے مگر آخر عمر میں مختلط الحدیث اور متغیر الحافظ
اور مفقود العقل ہو گئے تھے اور محدثین کرامؒ کا اتفاق ہے کہ ایسے راوی کی حدیث ضعیف
ہوتی ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں وعارم (اس کا لقب ہے) اختلط آخرًا (مقدمہ
شرح مسلم ص ۱۸) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں لقبه عارم ثقتہ ثبت تغیر فی
آخر عمرہ (تقریب ص ۳۲) امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں اختلط عارم فی آخر عمرہ
وزال عقله (تمذیب التمذیب ص ۳۲) امام بخاریؒ فرماتے ہیں تغیر فی آخر

عمرہ - امام ابن حبان فرماتے ہیں

تغییر حتی کان لا یدری ما یحدث
به فوق فی حدیث المناخیر
فیجب التنبہ عن حدیثہ
فیما رواہ المتأخرون فاذا لم
یعلم هذا ترک العمل ولا
یحاج بشئ منها الخ

(تہذیب ص ۴۰۴ ج ۹)

کہ اس کا اتنا سا فلف متغیر ہو گیا تھا کہ جو حدیث
بیان کرتا اس کو یہ علم نہ ہو تا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے
تو اس کی حدیث میں متغیر باتیں آگئیں پس طریقت
اس کی حدیث سے گریز کرنا اور ترک کرنا جو اس
سے متأخرین نے روایت کی ہو پس جب اس
بات کا علم نہ ہو سکے تو اس کی تمام حدیثیں متروک
قرار دی جائیں گی اور کسی کیساتھ بھی احتیاج نہ کیا جائیگا۔

چنانچہ محمد بن فضل سدوسی کا شاگرد محمد بن اسماعیل سلمیٰ متأخرین میں سے ہے علامہ بیہقی

تعلیق حسن سنن میں لکھتے ہیں

قلت فیہ ابوالنعمان محمد بن
فضل السدوسی وهو ثقة تغیر
بالآخره رواہ عنہ ابواسماعیل
السلمی وهو یس من اصحابہ
القدماء ولم یخرج الشیخان
فی صحیحہما الخ

اس حدیث کی سند میں ابوالنعمان محمد بن
فضل سدوسی واقع ہے جو کہ ثقہ تھے مگر آخری
عمر میں متغیر الحافظ ہو گئے تھے اس روایت
کرنے والا ابواسماعیل سلمیٰ اس کے متقدمین
شاگردوں میں سے نہیں ہے اور امام بخاری و
اہل مسلم نے اس کی کوئی حدیث بھی صحیحین میں تحریر نہیں کی۔

محمد بن فضل سدوسی متوفی ۲۲۴ھ میں اور اس کا شاگرد محمد بن اسماعیل سلمیٰ متوفی

۲۸۰ھ ہے جس نے حالت اختلاط میں سنہ ۲۰۰ھ راجع یہ حدیث حضرت ابوبکر صدیق رضی

کے عمل کے خلاف ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے اور
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور یہ سب حضرات رفع الیدین اقتراح کے
سوا کرتے تھے دیکھئے باب ثانی میں دلیل ۱۵ میں۔

(تبیہ) مولوی نور حسین صاحب گھر جا کھی غیر مقلد اپنے رسالہ قرۃ العین ص ۱۱ میں عنوان قائم کرتے ہیں دوسری حدیث صدیق اکبر پھر آگے لکھتے ہیں (جس کا خلاصہ یہ ہے) ابن جریج رفع یدین کرتے تھے امام عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ ابن جریج نے نماز عطار سے سیکھی ہے اور عطار نے حضرت ابن زبیرؓ سے اور انہوں نے حضرت البرکہ صدیقؓ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انہوں نے جبریلؑ سے اور حضرت جبریلؑ خدا سے لیکر آیا (بقی ص ۱۲) گھر جا کھی صاحب کے اس کو حدیث سمجھ کر اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے حالانکہ یہ امام عبدالرزاق کا قول ہے چنانچہ خود گھر جا کھی صاحب لکھتے ہیں کہ امام عبدالرزاق فرماتے ہیں اور حافظ عنایت اللہ صاحب اشری گجراتی غیر مقلد منکر معجزات نے اپنے رسالہ ذینۃ الصلوٰۃ ص ۱ میں اے عبدالرزاق کا قول کہا ہے اگر اسی کا نام حدیث ہے تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے ترک رفع الیدین والی نماز اپنے استاد حماد وغیرہ سے سیکھی ہے اور انہوں نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے اور انہوں نے حضرت اسود و علقمہؒ سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور انہوں نے حضرت جبریلؑ علیہ السلام سے اور حضرت جبریلؑ خدا تعالیٰ سے لے کر آیا۔ فلہذا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نماز میں رفع الیدین نہ کیا کرو۔

دلیل ۱۹۔ مجمع الزوائد ص ۱۲۲ و ص ۱۳۵ میں حضرت معاذ بن جبلؓ کی مرفوع روایت میں رفع الیدین کا بیان کیا گیا مگر علامہ ہشیمیؒ اس روایت کے بارے فرماتے ہیں۔
رواہ الطبرانی فی الکبیر و فیہ الخصب بن جَحْدَر و هو کذاب مجمع الزوائد ص ۱۲۲ و ص ۱۳۵۔ امام طبرانیؒ نے اس روایت کو اپنی کتاب معجم کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں خصیب بن جَحْدَر ایک راوی ہے جو کہ بہت بڑا جھوٹا ہے جب یہ روایت جھوٹی ہے تو اس سے استدلال کیسے کیا جاسکتا ہے۔ گھر جا کھی صاحب اس جھوٹی روایت سے بھی استدلال کرنے سے نہیں پوچھ کے (دیکھیے قرۃ العین ص ۱۲)

دلیل ۱۰ :- ابن ماجہ ص ۲۱ میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ نماز میں کاندھوں کے برابر رفع یدین کرتے جب کہ نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔

جواب :- اس حدیث کی سند میں ایک راوی اسماعیل بن عیاش واقع جو کہ ضعیف ہے اور اس کی روایت غیر الشامیین سے تو باتفاق محدثین کرامؒ مردود ہے دیکھئے نووی شرح مسلم ص ۱۸ و سنن ترمذی ص ۱۹ و ص ۱۳۲ و ص ۲۳۲ و ص ۲۹۹ علامہ ابن حزمؒ غیر مقلد فرماتے ہیں اسماعیل بن عیاش و هو ساقط لا سیما فیما روی عن الحجازیین (معلی ص ۲۱۲ بحشیہ شاکر) امام طحاویؒ شرح معانی الآثار ص ۱۱۱ میں لکھتے ہیں وهذا لا یحتج بہ لانه من روایة اسماعیل بن عیاش عن غیر الشامیین مبارکپوریؒ غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص ۲۲ میں لکھتے ہیں اسماعیل بن عیاش الحمصی صدوق فی روایتہ عن اہل بلدہ مختلط فی غیرہم آمد حافظ ابن حجرؒ نے بلوغ المرام میں اس کی ایک حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے حالانکہ وہ شامیوں سے روایت کی گئی ہے دیکھئے سبل السلام ص ۱۳ باب سجود السجود حدیث ۹۔ علامہ امیر بمبائیؒ غیر مقلد سبل السلام ص ۵۸ باب الوصایا میں لکھتے ہیں اسماعیل بن عیاش و هو ضعیف۔ علامہ شوکانیؒ غیر مقلد الفوائد المجموعہ ص ۱۱۱ میں لکھتے ہیں اسماعیل بن عیاش و هو کثیر الخطا الخ کہ وہ بہت خطا کار ہے۔

قارئین کرام! اسماعیل بن عیاش کی یہ روایت بھی غیر شامیین سے ہے جو باتفاق محدثین کرامؒ ناقابل قبول ہے۔

جواب ۲ :- حضرت ابو ہریرہؓ افتتاح صلوٰۃ کے سوا رفع الیدین نہ کرتے تھے اور اس نماز کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے زیادہ مشابہہ قرار دیتے تھے اور وہ حدیث بھی صحیح ہے دیکھئے باب ثانی میں دلیل ۱۰۔

جواب ۳ :- اس حدیث میں حین یسجد کے الفاظ بھی ہیں یعنی آنحضرت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ میں بھی رفع الیدین کرتے تھے اور غیر مقلدین سجدہ میں رفع الیدین کے منکر ہیں نہ اھو جواب کہ وہ وجواباً۔ گھر جا کھتی صاحبزادی رسالہ قرۃ العین میں اس روایت کو ذکر کرنے کے ابن ماجہ کا حوالہ دیتے ہیں اور حین یسجد کے الفاظ شیرازہ سمجھ کر ہضم کر جاتے ہیں فواہفا۔

اعترض :- حضرت ابو ہریرہؓ کی اگر یہ روایت ضعیف ہے تو ان کی دوسری روایت جو البدایہ ص ۱۰۸ میں رفع الیدین کے باب میں آتی ہے صحیح ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ تلخیص الجہیز ص ۸۲ میں (بحوالہ قرۃ العین ص ۲۶) فرماتے ہیں رواہ البدایہ و رجالہ رجال الصیح اور امام ابن دقیق العیدؒ فرماتے ہیں وہو لای کلہم رجال الصیح بحوالہ نصب الرایہ ص ۱۴۵۔

الجواب :- اس کی سند میں کئی خرابیاں ہیں الاول ۔ اس کی سند میں ایک راوی یحییٰ بن ایوب غافقی ابو عباس مصری ہے اگرچہ صحیحین میں اس سے احتجاج کیا گیا ہے مگر پھر بھی امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ اس کا حافظ خراب ہے اور وہ بہت خطا کرتا ہے اور محدث جلیل امام اسماعیلیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے احتجاج نہ کیا جائے امام ابن سعدؒ فرماتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث ہے امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی بعض حدیثیں میں اضطراب ہے اور امام عقیلیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے (تہذیب التہذیب ص ۱۸۶ آ ص ۱۸۷) حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر ص ۱۶۹ میں لکھتے ہیں فیہ مشیئ کما قال الامام احمد فیہ ہوسیئ الحفظ۔ کہ اس میں کوئی خرابی ہے جیسا کہ امام احمدؒ نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ وہ خراب حافظ والا ہے اور حافظ ابن حجرؒ تقریب ص ۲۴۴ میں لکھتے ہیں۔

حدوق رہا اخطاء من السالۃ سچا ہے لیکن اکثر اوقات خطا کر کے ہے۔

ساتویں طبقہ کاراوی ہے جناب نواب صدیق حسن خانؒ غیر مقلد نزل الابرار ص ۱۳ میں لکھتے ہیں وفیہ مقال لکنہ صدوق۔ اور اس میں محدثین کرامؒ کی

عنوان قائم کرتے ہیں۔ چودہ سو صحابہ کی شہادۃً۔ پھر یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ
 بن حرمہ فرماتے ہیں سألت جابر بن عبد اللہ کہ کنتم یوم الشجرة قال كنا
 الفار بعمامة قال وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه
 في كل تكبيرة من الصلوة مجمع الزوائد ص ۳۱۲۔ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ
 سے پوچھا کہ تمہاری (حدیث میں) جب درخت کے نیچے بیعت ہوئی تھی تو ادا
 کیا تھی تو انہوں نے فرمایا کہ ہم چودہ تگوتھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 وسلم نماز کی ہر تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے۔

الجواب :- اس حدیث کی سند میں نصر بن باب ایک راوی واقع ہے جس کے
 بارے امام ابو خثیمہ فرماتے ہیں کہ وہ بہت بڑا جھوٹا تھا امام احمد فرماتے ہیں کہ وہ کذاب
 نہ تھا مسند احمد ص ۳۱۲ اور محدثین کی ایک جماعت نے اسے ترک
 قرار دیا ہے اور امام بخاری فرماتے ہیں کہ محدثین کرام اسے جھوٹا شمار کرتے ہیں ابن معین
 وابن حبان نے بھی جرح کی ہے (میزان ص ۲۳)

الجواب :- جناب اگر باکھی صاحب نے مجمع الزوائد سے اس حدیث کے نقل کرنے
 میں خیانت اور بددیانتی سے کام لیا ہے کیونکہ مجمع الزوائد میں اس حدیث کے
 کے بعد علامہ ہشیمی خود فرماتے ہیں

قلت هو في الصحيح خلا رفع يدين رواه احمد وفيه الحجاج بن اسطة واختلف فيه۔
 میں (ہشیمی) کہتا ہوں کہ یہ حدیث صحیح بخاری میں موجود
 ہے مگر رفع الیدین کا ذکر اس میں نہیں ہے ہاں اس
 رفع الیدین کی روایت کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کی سند علی
 بن اسطاة واقع ہے جو کہ مختلف فیہ راوی ہے۔

چنانچہ چودہ سو صحابہ کی یہ حدیث صحیح بخاری ص ۵۹۸ و ص ۶۱۱ و ص ۶۲۲
 و مسند احمد ص ۳۱۲ و ص ۳۱۳ میں موجود ہے مگر رفع الیدین کا نشان تک اس میں نہیں
 ہے جس سے معلوم ہوا کہ رفع الیدین اس روایت میں بیان کرنا حجاج بن اسطاة کی

غلطی ہے کیونکہ حجاج بن ارطاة ضعیف اور مدلس اور کثیر الخطا۔ اور متروک الحدیث۔ چنانچہ امام بخاریؒ اپنی کتاب ضعیفاء صغیرہ میں لکھتے ہیں قال ابن مبارک۔ وکان المجتاج مدلساً حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا کہ حجاج مدلس تھا۔ امام نسائی سنن نسائی ص ۲۶۲ (کتاب قطع یہ السارق) میں فرماتے ہیں المجتاج بن ارطاة ضعیف ولا یحتج بحديثه۔ حافظ ابن قیمؒ نے فرماتے ہیں ضعیف لا یحتج بہ ردیکھے زاد المعاد ص ۸ و ص ۱۳۔ اور تذکرہ مقدسی میں بھی اے ضعیف و متروک الحدیث قرار دیا گیا ہے ردیکھے تذکرہ مقدسی ص ۱۱ و ص ۲۵ و ص ۲۲ و ص ۳۸ ص ۹۲ و ص ۱۴۔ نصب الرایہ ص ۹۲ میں ہے کہ حجاج بن ارطاة دھو ضعیف امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں لا یحتج بہ۔ امام اصمعیؒ فرماتے ہیں اول من ارتشی بالبصرة من القضاة حجاج بن ارطاة کہ حجاج بن ارطاة پہلا شخص ہے قضاة میں سے جس نے بصرہ میں رشوت لینے شروع کی اور عیسیٰ بن یونسؒ فرماتے ہیں کہ حجاج بن ارطاة جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھتا تھا۔ میزان الاعتدال۔ امام یعقوب بن شیبہؒ امام ساجیؒ امام ابن سعدؒ امام ابن خزیمہؒ امام حاکم البواحمہؒ قاضی اسماعیلؒ وغیرہ سب کے سب اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں۔

ترکہ ابن المبارک و ابن مہدی کہ ابن مبارک و عبدالرحمن بن ہدی و یحیی القطان و یحیی بن معین القطن و یحیی بن معین و امام احمدؒ سب نے

واحد بن حنبل اس کو ترک کر دیا تھا۔

(تہذیب التہذیب ص ۱۹۶ تا ۱۹۸)

امام محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں الغالب علی حدیثہ الارسل والتدلیس وتغییر اللفاظ۔ امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ

قلیل یس ہو عند الناس بذالک حجاج بن ارطاة محدثین کرام کے اُن قریبیوں
قال لان فی حدیثہ زیادة علی نہیں تو آپ نے فرمایا کیونکہ اس کی حدیث میں

حدیث اناس لیس بکا دل - زیادت ہوتی ہے جو دوسرے محدثین کرام کے ہاں نہیں پائی جاتی اس کی کوئی حدیث (تذیب التذیب ص ۱۹۷) بھی تقریباً زیادت سے خالی نہ ہوگی۔

قارئین کرام! امام احمدؒ جو اس روایت کے راوی ہیں وہ خود اس کی سند کے راوی حجاج بن ارطاة کو موقوف الحدیث قرار دیتے ہیں نیز فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث زیادت سے خالی نہیں ہوتی چنانچہ اس حدیث میں بھی اس نے رفع الیدین کا اضافہ کر دیا ہے۔ روتہ تو اس حدیث میں رفع الیدین کا بیان کسی راوی نے بھی نہیں کیا۔ اور مبارکپوری غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص ۲۳ میں لکھتے ہیں الحجاج بن ارطاة الکوفی احد الفقہاء صدوق کثیر الخطاء والتدلیس۔ اور عمادہ عطاء اللہ صاحب غیر مقلد تعلیقات سلفیہ ص ۱۵۶ میں لکھتے ہیں حجاج بن ارطاة ضعیف و مدلس۔

الجواب :- اس روایت میں ہر تکبیر میں رفع الیدین بیان کیا گیا ہے اور تم اس کے منکر ہو۔ فنا ہو جو ابکہ فہو جوابنا۔ ایسی کمزور و موضوع روایت سے گھر جا کھی صاحب اجماع صحابہؓ اور چودہؓ اسو صحابہؓ کی شہادۃ بیان کرتے ہیں۔ فوا اسفا مولانا گھر جا کھی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ صلح حدیبیہ میں شریک صحابہ کرامؓ کی تعداد چند رہ سو بھی آتی ہے دیکھیے بخاری ص ۵۹۸ پھر اس روایت میں ہر تکبیر میں رفع الیدین کرنے پر بھی بقول گھر جا کھی صاحب اجماع ثابت ہوا اور گھر جا کھی صاحب ہر تکبیر میں رفع الیدین کے منکر ہیں معلوم ہوا کہ گھر جا کھی صاحب اجماع صحابہؓ کرام کے منکر ہیں۔

دام گیسو میں پھنسا دل پاؤں میں زنجیر ہے وہ تمہارا خواب تھا یہ خواب کی تعبیر ہے (تنبیہ) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حجاج بن ارطاة کی ایک روایت بطور متابعت کے جو کہ معلق ہے صحیح بخاری میں کتاب العتق کے اندر دیکھی ہے (تذیب التذیب ص ۱۹۸) لیکن یہ حافظ ابن حجرؒ کا وہم ہے کیونکہ صحیح بخاری کتاب العتق ص ۲۴۲ میں

ہے تابعہ الحجاج هو الاسلامی الباہلی۔ اس لیے علامہ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ ص ۱۶۱ میں کہتے ہیں (حجاج بن ارطاة) ليس بالمتقن لمحدثه وكان ايضا يبدل من لم يخرج له البخاري المزبلة بطلان یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ حضرت جابرؓ کی اس روایت سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ اس روایت میں جس رفع الیدین کا ذکر ہے وہ حدیث کے مقام پر ہوا جس پر چودہ سو صحابہؓ کی شہادت کا عنوان اور سُرخ قلم کی گئی ہے۔ اس روایت میں تو حضرت جابرؓ دو چیزوں کا ذکر فرماتے ہیں ایک یہ کہ حدیث کے مقام پر چودہ گلو صحابہ تھے اور دوسری چیز دُکَّان (حرف وادعاطفہ کے ساتھ جو مطلق جمع کے لیے ہے اس میں ترتیب نہیں ہوتی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدفع ید ید الحدیث کہ آپ نے رفع یدین کیا یہ کب کیا؟ حدیث کے واقعہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ممکن ہے کہ یہ رفع یدین اس وقت ہوا ہو جب آپ رفع یدین کرتے تھے بعد کو یہ متروک و منسوخ ہو گیا۔

كما مر عن الطحاوي وابن الهمام وغيرهما.

دلیل ۱۲ :- ابن ماجہ ص ۶۲ میں ہے :-

عن حميد عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه اذا دخل في الصلاة واذا مكع . حميد الطويل حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے تھے جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے ۔

جواب :- اس حدیث کی سند میں حمید بن الطویل راوی مدلس ہے اور انسؓ نے یہ روایت حضرت انسؓ سے عنعنہ کے ساتھ بیان کی ہے اور ایسے راوی کی حدیث باتفاق محدثین کرامؒ غیر مقبول ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ طبقات المدلسین ص ۱۲ میں اس کو طبقہ ثالثہ کا مدلس شمار کیا ہے جن کی حدیث بغیر صیغہ والہ علی السماع کے قابل قبول نہیں ہوتی علامہ عطاء اللہ صاحب غیر مقلد نے اس روایت کا خوب

رتو کیا ہے ان کے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں ۔

فہمی ایضاً نیست مما تصلح للاحتجاج لان في سندها حميد الطويل
وهو من الطبقة الثالثة من المدلسين الذين قال المحافظ فيهم في
اول طبقات المدلسين لم يحتج الاثنية من احاديثهم الا ما صرحوا فيه
بالسمع ومنهم من رد حديثهم مطلقاً آھ۔ وهو (حميد الطويل) كثير التدليس
عن انس وغيره راجع الميزان للذهبي والتهذيب ومقدمة الفتح
وطبقات المدلسين آھ بلفظہ۔ (تعلیقات سلفیہ علی سنن نسائی ص ۱۲۹ مطبوعہ لاہور)
جواب ۱۔ یہ روایت مدّس ہوئے کے ساتھ حضرت انسؓ پر موقوف ہے چنانچہ
امام دارقطنی فرماتے ہیں۔ لا یروہ عن حمید مرفوعاً غیر عبد الوہاب
والصواب من فعل انسؓ (دارقطنی ص ۱۰۸) امام طحاوی فرماتے ہیں

واما حديث انس بن مالك فهم	یعنی یہ روایت مرفوع نہیں حضرت انسؓ کا فعل
يزعمون انه خطأ وابنه لم	اور ان پر موقوف ہے صرف عبد الوہاب الثقفیؒ
يرفعه احد الا عبد الوهاب	اس کو مرفوع بیان کرتے ہیں باقی سب حفاظ
الثقفي خاصة والحفاظ يوقفونه	اس کو حضرت انسؓ پر موقوف بیان کرتے ہیں

علی انس (شرح معانی الآثار ص ۱۱۱)

جواب ۲۔ پھر مرفوع روایت میں حضرت انسؓ سے رفع الیدین فی السجود بھی مروی ہے
ملاحظہ ہو۔ وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیه
فی الركوع والسجود قلت رواہ ابن ماجہ خذ قوله والسجود رواہ البیہقی و
دجالہ رجال الصیغ (مجمع الزوائد ص ۱۱۱) گھر جا کھنٹی صاحب غیر متقلد نے اپنے رسالہ
قرۃ العین ص ۲۷ میں مجمع الزوائد رجال الصیغ کا حوالہ دیا ہے مگر رفع الیدین فی السجود
کو شیر مادر سمجھ کر مہتمم کر گئے ہیں نیز حضرت انسؓ کا اپنا عمل بھی رفع الیدین فی السجود
مروی ہے دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۸۴ علی ابن حزم ص ۲۹۶ جند رفع الیدین

بخاری ص ۲۔ فہا وجوابکم فہو جوابنا۔ مجمع الزوائد ص ۱۲۱ میں ایک روایت
حضرت انسؓ سے ہر تکبیر میں رفع الیدین کی بھی آتی ہے لیکن علامہ ہشیمیؒ فرماتے ہیں رواہ
الطبرانی فی الاوسط وفيہ محمد بن عبید اللہ العزری وهو ضعیف۔
امام بخاریؒ فرماتے ہیں والعزری متروک الحدیث (ضعفاء صغیر ص ۹) امام ترمذیؒ
فرماتے ہیں و محمد بن عبید اللہ العزری یضعف فی الحدیث من قبل
حفظہ ضعفہ ابن المبارک وغیرہ (سنن ترمذی ص ۱۶) متن یضعفون فی
الحدیث (سنن ترمذی ص ۱۳۹)۔ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں قال الدارقطنی محمد
بن عبد اللہ العزری ضعیف (بدائع الفوائد ص ۲۶)۔ تذکرہ مقدسی ص ۲۷ و ص ۹
میں ہے متروک الحدیث تذکرہ ابن حبان علامہ ہشیمیؒ ایک اور مقام میں بھی
فرماتے ہیں وهو ضعیف (مجمع الزوائد ص ۲۹) اور دوسرے مقام میں فرماتے ہیں۔
محمد بن عبید اللہ العزری وهو جمع علی ضعفہ (مجمع الزوائد ص ۲۹ ج ۱)
امام احمدؒ فرماتے ہیں والعزری لا یساقی حدیثہ شیئاً (مسند احمد ص ۲۸)۔
نیز ہر تکبیر میں رفع الیدین کے غیر مقلدین حضرات خود منکر ہیں۔ نیز مجمع الزوائد ص ۱۳
میں حضرت انسؓ سے ایک اور روایت آتی ہے جس کے بارے علامہ ہشیمیؒ فرماتے
ہیں رواہ الطبرانی فی الاوسط وفيہ ابراہیم بن محمد الاسلمی وهو
ضعیف امام بخاریؒ بھی فرماتے ہیں ضعیف (ضعفاء صغیر ص ۳) امام ترمذیؒ فرماتے
ہیں کہ عبد اللہ بن مبارکؒ نے اسے ترک کر دیا تھا (سنن ترمذی ص ۲۳۹)۔ تذکرہ مقدسی
ص ۱۲۹ و ص ۱۵۰ میں ہے کذاب کہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے امام نسائیؒ ضعیفاء صغیر
ص ۵۷ میں لکھتے ہیں کہ یہ ان مشہور جھوٹوں میں سے ہے جو موضوع حدیث بنانے
کے ساتھ مشہم ہیں الحاصل یہ حضرت انسؓ سے رفع الیدین ثابت ہی نہیں ہے۔
دلیل ۱۳ :- نصب الرأیہ میں ایک روایت خلافیات بیہقی کے حوالے سے نقل
کی گئی ہے۔ عن عبد اللہ بن القاسم قال بینما الناس یصلون فی مسجد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ خرج علیہم عمر بن الخطاب فقال اقبلوا علی بروجکم اصابکم صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام مستقبل القبلة ورفع یدیه حتی یحاذی بہما منكبہ ثم کبر ثم رکع وكذلك حين رفع فقال القوم هكذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بنا قال الشیخ رجال اسنادہ معروفون۔ لیکن اس حدیث میں رفع الیدین عند الركوع کا کوئی ذکر نہیں ہے اور حضرت عمرؓ سے ترک رفع الیدین کا عمل گزر چکا ہے جس کے بارے حافظ ابن حجرؒ فرما چکے ہیں رجالہ ثقات اور تمام خلفاء راشدینؓ سے سوانح کبیر افتتاح کے رفع الیدین ثابت ہی نہیں ہے چنانچہ علامہ زبیریؒ آثار السنن ص ۱۹۱ میں فرماتے ہیں واما الخلفاء الاربعة فلم یثبت عنہم رفع الیدین فی غیر تکبیر الاحتم والله اعلم۔

دلیل ۱۴: عن ابی قتادۃ انہ رأى مالک بن الحویرث اذا صلی کبر ورفع یدیه واذا اراد ان یرکع رفع یدیه واذا رفع رأسہ من الركوع رفع یدیه وحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صنع هكذا (صحیح بخاری ص ۱۲ وغیرہ)

ابو قتادہؓ کہتے ہیں کہ میں نے مالک بن حویرثؓ کو دیکھا جب نماز پڑھتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور حدیث سناتے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ایسا کرتے تھے۔

جواب:۔ اگر اس روایت سے رفع الیدین ثابت کرنے پر آپ کا اصرار ہے تو ہم کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے یہ حدیث پوری نقل نہیں کی کیونکہ پوری حدیث میں رفع یدین عند السجود وبعد السجود کا بھی ذکر ہے (دیکھیے سنن نسائی ص ۱۶۵ و ص ۱۶۲ منہجد ص ۲۲۶ و ص ۲۲۷)۔ نیز امام ابو عوانہؒ نے جو کتاب بطور تخریج کے صحیحین پر لکھی ہے۔

جس میں صحیحین کی کئی بیسی کا ذکر ہے اس میں بھی پوری حدیث اس طرح ہے۔
 حدثنا الصائغ بمكة قال حدثنا عفان قال ثنا همام قال انبأنا قتادة باسناد
 النبي صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه حيال اذنيه في الركوع والسجود
 صحيح البوعوانه ص ۹۵۔ حافظ ابن حجر فتح الباری ص ۱۶۱ میں لکھتے ہیں۔

واصح ما وقفت عليه من الحديث سبب زیادہ صحیح روایت جس پر میں مطلع ہوا ہوں
 في الرفع في السجود ما رواه النسائي وہ روایت ہے جس پر میں مطلع ہوا ہوں وہ روایت
 (الى ان قال) ولم يتفرد به سعيد ہے جو نسائی نے روایت کی ہے جس میں رفع یدین
 بن ابی عدوبة فقد تابعه همام فی السجود کا ذکر ہے (الی) اور سعید بن عروبہ اس کے
 عن قتادة رواه البوعوانه في صحيحه روایت کرنے میں منقول نہیں بلکہ ہمام عن قتادہ اس کے
 متابع ہیں روایت کیا ہے اسکو البوعوانہ نے نہیں صحیح میں۔

قارئین کرام معلوم ہوا کہ اس روایت کو ادھور انقل کرنے میں امام بخاری وغیرہ
 نے غلطی کی ہے (تنبیہ) حافظ ابن حجر کا اس روایت کے بارے وقوف کمزور ہے۔
 کیونکہ سعید بن ابی عروبہ کی روایت سے بھی زیادہ مضبوط روایت خود نسائی ص ۱۶۵
 طبع مجتہبائی میں شعبہ عن قتادہ کے طریق سے مروی ہے۔ البتہ علامہ سید محمد نور شاہ
 نیل الفرقدین ص ۲۲ میں لکھتے ہیں کہ شعبہ کا نسائی کے اندر موجود ہونا غلط ہے جیسا کہ
 فتح الباری کی عبارت معلوم ہوتا ہے آپ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔ فی شعبه
 في النسخة غلط يعلم ذلك من الفتح وقال فيه وهو أصح ما وقفت
 عليه فيه وفيه الرفع بين السجدين ايضاً الا مكر علامه كشميري كاحاطه
 ابن حجر کے بارے یہ حسن ظن صحیح نہیں ہے کیونکہ جس طرح شعبہ نسائی میں موجود ہیں
 اس طرح صحیح البوعوانہ میں بھی موجود ہیں معلوم ہوا کہ شعبہ کا ذکر نہ تو نسائی میں غلط ہے
 اور نہ صحیح البوعوانہ میں بلکہ یہ حافظ ابن حجر کا وہم ہے اور علامہ سید کشمیری کا زاحسن ظن ہے
 (فائدہ) علوم دینیہ کے بارے علم محیط گئی نہ تو امام بخاری کا ہے نہ حافظ ابن حجر کا نہ

علامہ سید کشمیری وغیرہ کا اگر کسی مسئلہ کے متعلق ان حضرات کو علم نہ ہو سکے اور دوسرے دلائل سے وہ مسئلہ ثابت ہو جائے تو اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا مثلاً اذان کی مشہور دعاء اللہ رب هذه الدعوة التامة والدرجة الرفیعة کے جملہ کے بارے علامہ احمد محمد شاگرہ شرح ترمذی ص ۱۴۱ میں لکھتے ہیں وقد نقل المبادکونی فی شرح الترمذی (ص ۱۸۵) عن ملا علی القاری فی المرقاة قال اما زیادة الدرجة الرفیعة المشہورة علی النسخة فقال البخاری لوارہ فی شئ من الروایات وكذا المک قال الحافظ فی التلخیص (مک) لیس فی شئ من طرقہ ذکالدرجة الرفیعة آھ بلفظہ۔ امام بخاریؒ اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ الدرجة الرفیعة کا ذکر کسی روایت میں نہیں ہے۔ علامہ سخاویؒ بھی مقاصد حسنہ میں فرماتے ہیں کہ حدیث کی کتابوں میں اس کا کوئی وجود اور ثبوت نہیں ہے علامہ سید محمد النور شاہ صاحب بھی فیض الباری ص ۱۶۸ میں فرماتے ہیں زیادة والدرجة الرفیعة فلم یثبت عندی فی حدیث ۱۔ لیکن زبردست دلائل سے کتب حدیث میں والدرجة الرفیعة کا ثبوت موجود ہے ملاحظہ ہو۔ امام غزالیؒ اذان کی دعاء میں والدرجة الرفیعة کا ذکر کرتے ہیں (دیکھیے احیاء العلوم مع شرح ص ۱۳)۔ امام ابن سنیؒ جو امام نسائیؒ کے شاگرد ہیں اور موجودہ سنن نسائی جو صحیح ستہ میں شمار کی جاتی ہے کے ملخص ہیں وہ اپنی مشہور کتاب عمل الیوم واللیلہ ص ۲۳ طبع حیدرآباد دکن میں فرماتے ہیں۔

حدثنا ابو عبد الرحمن (امام نسائیؒ) اخبرنا عمرو بن منصور حدثنا علی بن عیاش حدثنا شعیب بن حمزة عن محمد بن المتکدر عن جابر بن عبد اللہؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال حين يسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمد بن الوسیلة والفضيلة والدرجة الرفیعة والعشہ مقام محمود الذي وعدته، جلت له الشفاعۃ یرم

لقيامہ۔ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ اول درجہ کی صحیح حدیث ہے
 علامہ غیریؒ تعلیق حسن ص ۵۴ طبع ہند باب الزوائد میں لکھتے ہیں واما احمد بن محمد
 اسحق المعروف بابن سنی صاحب کتاب عمل اليوم والليلة وروی
 سنن انسائی قال الذهبی فی الطبقات الحفاظ (تذکرۃ الحفاظ ص ۲۴۲) کان
 دیناً خیراً صدوقاً اختصر السنن وسماه المجتبیٰ آہ بلفظہ۔ مولانا عطاء اللہ صاحب
 غیر مقلد امام ابن سنیؒ کے بارے میں لکھتے ہیں کان اماماً فاضلاً ثقة صدوقاً
 ورعاً زاهداً مکثراً من الحدیث الا بلفظہ نواب صدیق حسن خانؒ غیر مقلد
 نزل الارواح میں مجمع الزوائد کے حوالے سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں جس میں ایک
 جملہ آیا آتا ہے جو والدرجۃ الرفیعہ کے ہم معنی ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو وعن ابن
 مسعود مرفوعاً ما من مسلم یسمع النداء (الی) اعط محمد بن الوسیلة و
 الفضیلة واجعله فی الاعلیین درجۃ و فی المعطوفین ہجۃ (الی) الخجۃ
 الطیر الی معجمہ الحسب قال الہیثمی فی مجمع الزوائد ورجالہ مؤفقون آہ
 بلفظہ۔ چنانچہ مجمع الزوائد ص ۲۴۳ میں یہ حدیث موجود ہے تارکین رفع الیدین بین السجودین
 نے حضرت مالکؒ بن خویرث کی حدیث کے کئی جواب دیے ہیں الاول۔ مولوی عبد التواب
 لمانی غیر مقلد حاشیہ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۸۴ میں وعلامہ شوکانیؒ غیر مقلد نیل الاوطار
 میں یہ جواب دیتے ہیں کہ رفع الیدین بین السجودین کہنے اور نہ کرنے کا تعارض ہو گیا ہے
 اور اصل بات ہے کہ رفع الیدین نہ کیا جائے جب غیر مقلدین حضرات کے ہاں
 اصل بات یہ ہے کہ رفع الیدین نہ کیا جائے تو سارا اختلاف اور جھگڑا ہی ختم ہو گیا ہے
 کیونکہ رفع الیدین عند الركوع کرنے اور نہ کرنے کا تعارض آ گیا ہے اور اصل بات یہ ہے
 کہ رفع الیدین نہ کیا جائے الجواب الثانی۔ مبارکپوریؒ غیر مقلد تحفۃ الاحوذی میں اس
 حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس میں قنادۃ مدلس ہے اور اُس نے یہ روایت
 غفنیہ سے روایت کی ہے فلہذا یہ روایت صحیح نہیں ہے مگر مبارکپوریؒ غیر مقلد کی یہ

بات منطقی نہیں ہے بلکہ من تنجی ہے کیونکہ وہ اپنے فرمان کی نافرمانی کر رہے ہیں وہ اس ضابطہ کو خود تسلیم کرتے ہیں کہ اگر قادیانہ سے شعبہ روایت کرنے والے ہوں تو وہ معفن روایت بھی صحیح شمار کی جائے گی چنانچہ ان کے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں۔ قال الحافظ ابن حجب فی طبقات المدلسین (ص ۲۱) قال الیہقی وروینا عن شعبۃ انه قال کفیئکم تدیس ثلثۃ الاعمش وابی اسحق وقتادہ قال الحافظ فہذہ قاعدۃ جیتۃ فی احادیث هؤلاء الثلاثۃ انہا اذاجت من طریق شعبۃ دلت علی السماع ولو کانت معنۃ انتہی بلفظ (کفۃ حوزہ ص ۱۵۸)۔ بہر حال غیر مقلدین حضرات جو جواب رفع الیدین بن السجدتین کی روایت کا دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے رفع الیدین عند الکوع کا سمجھ لیں۔

دلیل ۱۵ :- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت آتی ہے قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع ید یدہ مع التکید منذ احد ص ۳۱۶۔ حضرت وائلؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے اور ابو داؤد ص ۱۵۱ و دارقطنی ص ۱۱۹ میں بھی حضرت وائلؓ بن حجرؓ سے رفع الیدین کی روایت آتی ہے جس میں رفع الیدین بن السجدتین کا بھی ذکر ہے۔

الجواب الاول :- غیر مقلدین حضرات کے لیے یہ روایت دلیل نہیں بن سکتی بلکہ یہ ان پر محبت ہے کیونکہ وہ رفع الیدین مع التکید کے قائل نہیں ہیں لہذا جو جواب وہ اس روایت کا دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے رفع الیدین عند الکوع کا سمجھ لیں۔ الجواب الثانی :- حضرت امام ابراہیم رحمہ اللہ التابعی الکبیر نے اس روایت کو مروج قرار دیا ہے آپ کا کہنا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ و دیگر صحابہ کرامؓ کو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع الیدین کا پتہ نہ چل سکا اور وائل بن حجرؓ بن حجرؓ (ریضی) جس کی دربار نبویؐ میں دوبار حاضری ہوئی رفع الیدین کا پتہ چل گیا ہے (بحوالہ فتح القدیر وغیرہ)

رفع الیدین بین السجدتین اور فی کل تکبیرۃ کے مکرمین کی طرف سے اس کے کئی جواب دیئے گئے ہیں جن میں سے پہلا یہ ہے امام البوداؤد فرماتے ہیں کہ وائل بن حجر کی روایت میں ہمام نے رفع الیدین بین السجدتین کا ذکر نہیں کیا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ہمام نے ذکر نہیں کیا تو عبدالوارث بن سعید نے ذکر کیا ہے (البوداؤد ص ۱۵۱) جو اعلیٰ درجہ کا ثقہ ہے دیکھئے تذکرۃ الحفاظ ص ۲۳۷ و تنذیب التذنیب ص ۴۴۲ تا ص ۴۴۳ نیز عبدالوارث کے علاوہ حضرت وائل بن حجر کی روایت میں رفع الیدین مع کل تکبیر کا ذکر بھی آتا ہے دیکھئے منذ احمد ص ۲۱۶ اس روایت کا دوسرا جواب علامہ نور الدین ہیمی جمع الزوائد ص ۱۳۵ میں یہ دیتے ہیں بقاء البزار و فیہ محمد بن حنبل قال البزار فیہ بعض النظر و قال الذہبی لہ مناقب :- لیکن منذ احمد و نانی کی روایت میں محمد بن حنبل نہیں ہے - غیر مقلدین حضرات وغیرہ جو اس روایت کا جواب دیں گے وہی جواب رفع الیدین عند الركوع کا سمجھ لیں امام بخاری نے تو جان چھڑاتے ہوئے صحیح بخاری میں اس روایت کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے مولوی نور حسین گریہا کھی غیر مقلد قرۃ العینین ص ۲۵ میں اس روایت کو اپنے دلائل میں ذکر کرتے ہوئے البوداؤد کا حوالہ دیتے ہیں اور رفع الیدین بین السجدتین کو شیر مادر سمجھ کر معصوم کر جاتے ہیں۔

دلیل ۱۶ :- حضرت الموسیٰ اشعریؒ سے بھی دارقطنی وغیرہ کے حوالہ سے رفع الیدین کی روایت کی جاتی ہے۔

جواب :- اس روایت کے مرفوع اور موقوف ہونے میں خاصہ اختلاف ہے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اس کو حماد بن سلمہ سے موقوف بیان کرتے ہیں (بیہقی) جب کہ نصر بن شمل اور زبید بن الحباب اس کو حماد سے مرفوع بیان کرتے ہیں (دارقطنی) امام دارقطنی نے بھی اس اختلاف کی طرف اشارہ ان الفاظ سے کیا ہے رفعہ هذا (امی نصر بن شمل و زبید بن الحباب) عن حماد و وقفہ غیر ما عنہ :- اور علامہ ابن حزم ظاہریؒ غیر مقلد محلی میں اس کو موقوف بیان کرتے ہیں بحوالہ النیل النضریؒ

اور نیل الفرقین ص ۱۶ میں ہے والصواب انه موقوف

جواب ۱۲۔ پھر اس کے موقوف ہونے کے علاوہ اس حدیث کا دار و مدار حماد بن سلمہ پر ہے جو آخر عمر میں متغیر الحافظ ہو گئے تھے اور غلطی اور خطا کر جاتے تھے اور مولانا عبد الرحمن صاحب مبارکپوری غیر مقلد نے تحقیق الکلام ص ۱۳۱ میں اس کی تصریح کی ہے (بحوالہ احسن الکلام ص ۱۳۲) حافظ ابن حجر بلوغ المرام میں حماد بن سلمہ کی ایک روایت کے بارے امام ابو داؤد سے تضعیف نقل کرتے ہیں اور علامہ امیر بکافانی غیر مقلد اس کی شرح میں بہت سے محدثین کرام سے حماد بن سلمہ کی روایت کے غیر محفوظ اور خطا ہونے کے فتوے نقل کرتے ہیں اسی اصل عبارت اس طرح ہے
 سندہذا حدیث لویروہ عن ایوب الاحمد بن سلمة وقال المنذی
 قال القرمذی ہذا حدیث غیر محفوظ وقال علی بن المدینی حدیث
 حماد بن سلمة ہو غیر محفوظ وخطا فیہ حماد بن سلمة (سبل السلام ص ۱۱۱ باب الاذان حدیث ۱۵) اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی غیر مقلد اپنے رسالہ زوار المتقین ص ۵۶ میں لکھتے ہیں بعض راوی ایسے ہیں جو اکابر محدثین مثل امام بخاری وغیرہ کے نزدیک حجت نہیں ہے مثلاً حماد بن سلمہ الخ بلفظہ قاضی شوکانی غیر مقلد نیل الاوطار ص ۲۴۷ میں لکھتے ہیں کہ حماد بن سلمہ کے اوصاف میں یعنی غلطیاں ہیں۔ اس لیے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے حماد بن سلمہ کا رفع الیدین بیان کرنا غلطی و خطا ہے چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے حماد بن سلمہ کے سوا جو روایت بیان کی جاتی ہے اس میں تکبیر کے الفاظ ہیں رفع الیدین کا نام و نشان تک نہیں ہے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں یکبر کلما رکع وکلما رفع وکلما سجد (الحمدیت) منہ احمد ص ۳۹۳ و ص ۳۹۴۔

جواب ۱۔ اگر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے رفع الیدین کا ثبوت ہوتا تب بھی یہ روایت مرجوح شمار کی جاتی کیونکہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ حضرت عبداللہ بن مسعود کو اپنی ذات

پر ترجیح دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب تک وہ زبردست عالم تم میں زندہ رہیں مجھ سے مسائل پوچھا ہی نہ کرو (صحیح بخاری ص ۹۹۷ و مشکوٰۃ ص ۲۶۲) نیز ایک موقع پر ایک مسئلہ پوچھنے والے شخص کو فرماتے ہیں سَلِّ عَبْدُ اللَّهِ فَإِنَّهُ أَقْدَمُ وَأَعْلَمُ الخ محلّی ابن حزم ص ۸۳۔ نیز ایک موقع پر نماز کا جب وقت ہوا تو حضرت ابو موسیٰ حضرت عبداللہ بن مسعود کو فرماتے ہیں تقدّم یا ابا عبد الرحمن فانک اقدم منا واعلم الخ مسند احمد ص ۴۶۱۔

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَهُوً
اعرابی کی روایت | يَصَلِّي فَيَرْفَعُ رِوَاهُ الْبُؤَيْمِيُّ فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ جِزْءُ

سبکی ص ۸۲ تلمیذ البیہ ص ۸۲ (بحوالہ قرۃ العین ص ۸۱) مگر اس روایت میں رفع الیدین کا کوئی ذکر نہیں ہے نیز یہ روایت بھی مجہول ہے علامہ ہشیمیؒ مجمع الزوائد ص ۱۱۱ میں فرماتے ہیں رواہ احمد و فیہ جعل لعدیۃ نیز امام محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ حمید بن ہلال ان چار اشخاص میں سے ہیں جو بات بھی کسی شخص سے سن لیں اس کو پرکھے بغیر بیان کر دیتے ہیں (تہذیب التہذیب ص ۵۲) چنانچہ حمید بن ہلال سے یہ روایت یوں بیان کی گئی ہے عن حمید بن ہلال قال حدثنی من سمع الاعرابی الخ مجمع الزوائد ص ۱۱۱۔ حضرت براۓ بن عازب کی روایت بھی حافظ عبداللہ صاحب رد پڑی غیر مقلد نے اپنے رسالہ میں رفع الیدین کے دلائل میں ذکر کی ہے حالانکہ حضرت براۓ بن عازبؒ صحیح روایت کئی سندوں سے ترک رفع الیدین کے دلائل میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ حضرت براۓؒ کی یہ روایت جو رفع الیدین میں پیش کی گئی ہے بالکل غلط ہے کیونکہ اس کی سند میں ابراہیم بن بشار رمادی ہے جو سخت قسم کا مجروح ہے اور سیدھی باتوں کو الٹا بیان کرنے کے ساتھ مستہم ہے امام احمدؒ امام یحییٰ بن معینؒ امام نسائیؒ امام عقیلیؒ علامہ ذہبیؒ سب کے ہاں ضعیف ہے (دیکھئے تہذیب التہذیب ص ۱۰۹) منال و میزان الاعتدال

ص ۱۳۱) حافظ ابن حجر بھی اس کو صاحب اوہام قرار دیتے ہیں تقریباً طبع دہلی
امام بخاری نے بھی اس کی ایک روایت کو وہم قرار دیا ہے میزان الاعتدال ص ۱۳۱
قارئین کرام یہ ہے غیر مقلدین حضرت کے دلائل کی کائنات اور ان کا حشر جنہیں
وہ غیر متزلزل پہاڑ سمجھ بیٹھے ہیں اللہ تعالیٰ انکو سمجھ نصیب فرمائے آمین ۔

یہ شکوہ بے وفائی کا یہ رونا کچ ادا کی کا سزا ہے دل لگانے کی مزہ ہے آشنائی کا
غیر مقلدین حضرات بعض صحابہ کرام سے چند آثار بھی نقل کرتے ہیں جو ضعیف ہونے
کے علاوہ موقوفات صحابہ ہیں اور غیر مقلدین حضرات کے ہاں وہ حجت ہی نہیں ہیں
اگرچہ صحیح سندوں سے مروی ہوں قرۃ العین گھر جا کھی غیر مقلد ص ۹۶ نواب صدیق
حسن خاں غیر مقلد دلیل الطالب ص ۱۱۱ میں لکھتے ہیں علامہ شوکانی درمؤلفات
خود ہزار بار سے نوید کہ درموقوفات صحابہ حجت نیست (بحوالہ احسن الکلام ص ۱۴۹)
غیر مقلدین حضرات کا ایک غلط اور بے اصل دعویٰ ہے کہ رفع الیدین عند الکرع

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک جاری رہا ہے ۔

دلیل ۱ :- مولوی نور حسین صاحب گھر جا کھی غیر مقلد اپنے رسالہ قرۃ العین ص ۱۹
میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نماز شروع کرنے اور رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین
کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے ملنے دم تک آپ کی نماز اس طرح رہی یعنی
اپنی عمر کی آخری نماز تک آپ رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت
رفع یدین کرتے رہے (رسالت البیہ ص ۱۰۱ تلخیص الجیر ص ۸۱ نیل الاوطار ص ۱۴۹)
التعلیق المجد ص ۹۲ منہ امام احمد ص ۱۶۶ جز امام تقی الدین سبکی ص ۶ رواہ البیہقی
تسلیل القاری شرح بخاری ص ۸۷ ۔

الجواب :- نصب الرأیہ ص ۴۰۹ میں اس حدیث کی سند اس طرح ہے عن ابی

عبد اللہ الحافظ (امام حاکم استاد امام بیہقی) عن جعفر بن محمد بن نصر عن
عبد الرحمن بن قریش بن خزیمۃ الہمدانی عن عبد اللہ بن احمد الدبجی
عن الحسن بن عبد اللہ بن حمدان الرقی ثنا عصمتہ بن محمد الانصاری
ثنا مدسی بن عقبہ عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم (الحديث) اس حدیث کی سند میں دو راوی واقع ہیں جو وضاع اور کذاب
ہیں۔ اول عبد الرحمن بن قریش ہے جس کے بارے علامہ ذہبی میزان الاعتدال ص ۱۱۴
اور حافظ ابن حجر لسان المیزان ص ۴۲۵ میں لکھتے ہیں انھما السیماۃ بوضع
الحديث۔ کہ محدث سلیمانی نے اس راوی کو موضوع حدیث بنانے کے ساتھ مشتم
کیا ہے۔ دوسرا راوی عصمتہ بن محمد الانصاری ہے علامہ ذہبی میزان الاعتدال ص ۱۹۶
میں اور حافظ ابن حجر لسان المیزان ص ۴۲۵ میں لکھتے ہیں واللفظ لمیزان الاعتدال۔ قال ابو
البحاثہ ليس بالقوی وقال یحیی کذاب يضع الحديث وقال العقيلي یحیی
بالبواطیل عن الثقات وقال الدارقطني وغیره متروک (الی) قال ابن عدی
عصمتہ بن محمد بن فضالہ بن عبید الانصاری مدنی کل احادیثہ
غیر محفوظ اور حاشیہ نصب الرایہ ص ۱۴ میں بحوالہ تاریخ بغداد ص ۲۸۶ کے لکھا ہے
کہ امام یحیی بن معین نے کہا ہے کان کذابا یروی الاحادیث کذابا نیز انہوں
نے فرمایا من اکذب الناس نیز فرمایا ہذا کذاب يضع الحديث۔ علامہ قاضی
شوکانی غیر مقلد الغوامد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ ص ۶ طبع مصر ازہر میں لکھتے
ہیں عصمتہ بن محمد الانصاری کذاب وضاع اور ص ۱۸۷ میں لکھتے ہیں۔

عصمتہ بن محمد وہو کذاب علامہ عطاء اللہ صاحب غیر مقلد تعلیقات
سلفیہ ص ۱۴۲ میں لکھتے ہیں وحديث البیهقی ما زالت آہ ضعیف حبا الی
بلغظمہ کہ سخت قسم کی ضعیف ہے حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی غیر مقلد رفیع
یرین اور آئین ص ۴۵ میں اس روایت کو پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں حافظ
ابن حجر نے تلخیص البحر ص ۱۸۱ اور درایہ فی تخریج احادیث البدایہ کے ص ۸۵ میں اس

حدیث کو ذکر کیا ہے اور اس پر سکوت کیا ہے البتہ مجلس علماء دیوبند نے اس کا ضعف بیان کیا ہے چنانچہ حاشیہ نصب الرایہ میں اس کی اسناد میں دو راوی ضعیف بتلائے ہیں ایک عقیمر (صحیح عصر ہے) بن محمد بن فضالہ انصاری اور دوسرا عبدالرحمن بن قریشی (صحیح قریشی ہے) بن خزیمہ المروزی مگر دعویٰ نسخ بھی تو ایک تو ہم ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں اس کی تردید کے لیے ایسی حدیث کا پیش کرنا کوئی حرج نہیں آہ بلغظہ - روپڑی صاحب کی عبارت میں کہی غلطیاں ہیں اولاً تو ان کا حافظ ابن حجر کا سکوت پیش کرنا سخت غلطی ہے کیونکہ جب حدیث ہی بناوٹی ہے تو حافظ ابن حجر کا سکوت کیا فائدہ دے گا بلکہ ان کے سکوت سے یہی سمجھا جائے گا کہ چونکہ یہ جھوٹی روایت ان کے مذہب کے مطابق تھی تو وہ حق بات کہنے سے محروم ہے اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے و ثانیاً روپڑی صاحب نے ان دو راویوں کے ناموں میں بھی غلطی کی ہے و ثالثاً روپڑی صاحب کا یہ کہنا کہ ایسی حدیث کا پیش کرنا کوئی حرج نہیں ہے۔

غیر مقلدین حضرات کے ہاں ایسی جھوٹی روایات کا بیان کوئی حرج نہ ہو تو الگ بات ہے مگر احناف حضرات کے ہاں تو ایسی روایات کا پیش کرنا دوزخ میں ٹھکانہ تیار کرنا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے من کذب علی متعمداً فلیتبوأ من النار۔ علامہ سیّد محمد نور شاہ نیلوفر دین ص ۲۶ میں لکھتے ہیں کہ (بیعتی کی یہ روایت کہ آخری دم تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے ہیں) کذب - جھوٹ ہے علامہ نمبر ۱۰ آثار السنن ص ۱۱۱ میں لکھتے ہیں وہو حدیث ضعیف بل موضوع اور علامہ نمبر ۲ تعلیق حسن ص ۱۱۱ میں لکھتے ہیں قلت العجب منهم کیف ابدوه فی تصانیفہم و سکتوا عنہ مع ان بعض رجالہ اہلہم بوضع الحدیث آہ بلغظہ۔

مطابقہ :- علامہ قاضی شوکانی حنیف الاوطار ص ۱۸۴ میں اس جھوٹی روایت کے بارے
 لکھتے ہیں قد ثبت من حدیث ابن عمر عند البیهقی۔ الا کہ یہ حدیث
 ثابت ہے حالانکہ خود اس کی سند کے ایک راوی عصمہ بن محمد انصاری کو وضاع
 اور کذاب بھی قرار دیتے ہیں (الفوائد المجموعہ ص ۶۷ و ص ۱۸۱ للشوکانی) مولانا عبدالحی لکھنوی
 پر بھی انھوں نے آتا ہے کہ وہ اس موضوع حدیث اور معاذ بن جبل کی موضوع حدیث
 کو رفع الیدین کے دلائل میں بھرتی کرتے ہوئے رفع الیدین کی روایات کو اکثر دزدی
 قرار دیتے ہیں (التعلیق المحمدی) فالی اللہ المشتکی۔

دلیل ۲ :- حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی غیر مقلد رفع الیدین اور امین ص ۵۵ میں لکھتے ہیں
 کہ مالک بن حوریت اور وائل بن مجہر کا اخیر میں اسلام لانا ابھی اس کے دوام و بقا کی
 دلیل ہے۔

الجواب :- حضرت مالک بن حوریت اور حضرت وائل بن مجہر کی روایتوں میں رفع الیدین
 بین السجدتین اور عند کل تکبیر بھی موجود ہے مگر غیر مقلدین حضرات اس کے منکر ہیں۔
 دلیل ۳ :- کان جب مضارع میں داخل ہو جائے تو دوام اور استمرار کا فائدہ دیتا
 ہے اور رفع الیدین کی بعض روایات میں کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم یدفع ید یہ کے الفاظ آتے ہیں۔

الجواب :- امام نووی شرح مسلم ص ۲۵۴ میں نور قاضی شوکانی غیر مقلد نیل الاوطار
 ص ۱۴۴ میں لکھتے ہیں کہ کان کے مضارع پر داخل ہونے سے دوام اور استمرار کا ہونا
 لازمی نہیں ہے چنانچہ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔ فان المختار الذی علیہ
 اکثرہون والمحققون من الاصولیین ان لفظہ کان لا یلزم منها
 الدوام ولا التکرار وانما ہی فعل ماض یدل علی وقوعہ مرة فان
 دل دلیل علی التکرار عمل بہ والا فلا یقتضیہ بوضعہا الخ اور امام
 البراء سمعی لبریم بن موسی الشاطبی المتوفی ۹۰ھ الاعتصام ص ۲۹ میں اس ضابطہ

پر بحث کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں بل قد یأتی فی بعض الاحادیث کان
یفعل فیما لم یفعله إلا مرة واحدة نصر علیہ اهل الحدیث بکرم بعض
حدیثوں میں کان یفعل (یعنی مضارع پر واقع ہے) ایک مرتبہ کام ہو جانے کے
لیے آیا ہے محدثین حضرات نے اس کی تصریح کی ہے۔

مثال ۱: کان النبی صلی اللہ
حدیث شریف سے اسکی بعض مثالیں
علیہ وسلم یطوف علی نساءہ

بفعل واحد صحیح بخاری ص ۱۴۱ و ص ۱۴۲ و ص ۵۸۶ و ص ۸۵۶ و سنن ترمذی ص ۱۴۱
ابوداؤد ص ۲۹ مشکوٰۃ ص ۴۹ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۹۸ ابن ماجہ ص ۴۴ منذ احمد
ص ۹۹ و ص ۱۱۱ و ص ۱۶۶ و ص ۲۲۵ و ص ۲۹۱۔ یہاں کان مضارع پر داخل ہے
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کا ایسا یہ ایک واقعہ ہے دوسرا واقعہ
اس کے خلاف بھی مروی ہے ملاحظہ ہو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
طاف علی نساءہ فی لیلة وکان یقتل عند کل واحدة منهن
فقیل لہ یا رسول اللہ لا تجعلہ عند واحدہا فقال هو انکى واطیب
واظہر (ابوداؤد ص ۲۹ ابن ماجہ ص ۴۴)۔ کان یہاں بھی مضارع پر داخل
ہے مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کا ایسا یہ بھی ایک ہی واقعہ
ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرات ازواج مطہرات کے لیے
باری مقرر کیا کرتے تھے (دیکھئے نیل الاوطار ص ۱۵۱)۔

مثال ۲: وعن علی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج
من الخلاء فیقرئنا القرآن ویأکل معنا اللحم الحدیث مشکوٰۃ ص ۴۹
حالانکہ یہ بھی ایک دوسرا واقعہ ہے۔

مثال ۳: حضرت عائشہ رضی روایت ہے کہ اتیبت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لحملہ قبل ان یطوف صحیح بخاری ص ۱۴۱ و ص ۱۴۲

ص ۸۷۸ و ص ۸۷۹ مسند حمیدی ص ۱۰۶ مسلم ص ۲۴۸ - یہ صرف حجۃ الوداع کا واقعہ ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ نے آپ کا صرف یہی حج پایا ہے۔

مثال ۴ :- عن عائشہؓ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینام وھو جنب ولا یتمس ماء مشکوۃ ترمذی وغیرہ حالانکہ یہ بھی ہمیشہ کا معمول نہ تھا کیونکہ حضرت عائشہؓ سے بھی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے وضو کر لیا کرتے تھے۔

مثال ۵ :- عن عائشہؓ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقبل بعض النمل لھ ثم یمسح ولا یتوضأ البواقد منہا وقال صبیحؒ یہ بھی بعض اوقات کا واقعہ ہے نہ کہ ہمیشہ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے یہ فریضہ سرانجام دیتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے۔ اور بھی حدیث پاک سے بہت سی مثالیں موجود ہیں مگر ان پر اکتفا کرتا ہوں۔

علامہ مجد الدین فیروز آبادیؒ لغوی صاحب قاموس کی ایک گپ ملاحظہ ہو | وہ اپنے رسالہ سفر السعاده ص ۱۲ میں لکھتے ہیں۔

وقد ثبت رفع الیدین فی ہذہ
المواضع الثلاثہ ولکثرۃ دلتہ
شاہد المتواتر فقد صح فی
ہذا الباب اربعۃ خبر
واشرواھ العشرۃ المبشرۃ بالجنۃ
ولم یزل علی ہذہ الکیفیۃ
حتی رحل عن ہذا العالم
ولم یثبت شئ غیرھا
آھ بلفظ

رفع الیدین ان تین مقامات میں ثابت ہو
چکا ہے اور اس کے راویوں کی کثرت کے باعث
یہ متواتر روایت کے مشابہ ہو گیا ہے اور
رفع الیدین کے باب میں چار سو حدیثیں رفع
دور و قریب صحیح ثابت ہو چکی ہیں اور حضرت عشرؓ
نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور رفع الیدین
کی یہ کیفیت قائم رہی حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم اس عالم فانی سے کوچ کر گئے
اور رفع الیدین کے خلاف کوئی روایت بھی نہیں ہے

قارئین کرام فیروز آبادی صاحب کی تمام باتیں غلط و بے بنیاد ہیں اولاً تو ان تین مقامات میں رفع الیدین کی روایات پھر ان کا مفصل جواب آپ پڑھ چکے ہیں و ثانیاً فیروز آبادی کے ہاں چار تنہا حدیثیں صحیح ثابت ہو جانے کے باوجود رفع الیدین کی روایت پھر بھی متوازن نہیں ہے بلکہ مشابہ متوازن ہے خدا معلوم ان کے ہاں متوازن کی حد کیا ہے؟ الحاصل ان کا چار تنہا صحیح حدیث کا رفع الیدین کے بارے میں دعوے کرنا بالکل بے بنیاد ہے علامہ سید محمد النور شاہ صاحب فیض الباری ص ۲۵۹ میں فرماتے ہیں فباطل لا اصل له اصلاً علامہ نموی تعلیق حسن میں اور علامہ سید محمد النور شاہ صاحب نیل الفرقین ص ۱۷ میں کہتے ہیں کہ رفع الیدین کے بارے میں فلو یصح فیہ حدیث ایک حدیث بھی صحیح ثابت نہیں ہوئی ۔

دلیلان حضرات عشرہ بشرہ سے رفع الیدین بیان کرنا صحیح نہیں ہے امام ابن دقیق العید فرماتے ہیں یس عندی بحیث (نصب الرأیہ ص ۱۸) بلکہ حضرات عشرہ بشرہ سے رفع الیدین صرف عند الافتتاح مروی ہے (دیکھئے سبل السلام ص ۱۱۱ و نیل الاوطار ص ۱۸۴) علامہ حلی شرح شرح وقایہ ص ۲۹ میں فرماتے ہیں ان العشرۃ الذین بشرهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالجنة لعل یكونوا یفنون اید یہد الا عند الافتتاح ۔ حضرات عشرہ بشرہ افتتاح کے سوا رفع الیدین نہ کرتے تھے و رابعاً فیروز آبادی کا انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آخری عمر تک رفع الیدین بیان کرنا بے بنیاد ہے کیونکہ ابھی گزر چکا ہے کہ وہ حدیث موقوف ہے اس میں دو راوی جھوٹے واقع ہیں و خامساً فیروز آبادی کا یہ کہنا کہ رفع الیدین کے خلاف کوئی روایت ثابت نہیں ہے محض تعصب و سینہ زوری ہے ورنہ دلائل سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ ترک رفع الیدین کے دلائل نہ بہت مضبوط ہیں خود غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں نے ان کا مضبوط ہونا تسلیم کیا ہے چنانچہ اس کتاب کے مقدمہ میں علامہ ابن حزمؒ علامہ احمد محمد شاکرؒ علیہما السلام

علامہ محمد خلیل ہارس علامہ شعیب الارناؤط علامہ محمد زہیر الشاویش جناب
مرزا حیرت صاحب دہلوی کا حوالہ ملاحظہ فرمادیں۔
لطیفہ: حضرت انس رضی سے موقوف روایت آتی ہے

من رفع يديه في الموضع هذا جس نے رکوع میں رفع الیدین کیا اس کی نماز
صلوٰۃ لہ

لیکن اس کی سند میں محمد بن اسحق عکاشی واقع ہے جو کہ کذاب ہے غیر مقلدین حضرت
کا بھی ایک محمد بن اسحق راوی ہے جو فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے سے نماز کا باطل ہونا
روایت کرتا ہے یہ دونوں ہم نام ہو گئے ہیں یہ بھی کذاب ہے اور وہ بھی کذاب
ہے مگر غیر مقلدین حضرات اُس کی روایت سے تو احتجاج کرتے ہیں اور اس کی
روایت پر بہکتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو ہدایت نصیب کرے آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ

واصحابہ اجمعین

خط و کتابت کا پتہ

حافظ محمد حبیب اللہ

جامعہ اسلامیہ حبیب العلوم بلال آباد (ملتان روڈ) ڈیرہ اسماعیل خان

کوڈ نمبر ۵۹۶۱ - فون: 711364

مقدمہ طبع دوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

برادران اسلام

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے راقم الحروف کی تصنیف ”نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح“ بے حد مقبول ہوئی اور غیر مقلدین حضرات اس کی مقبولیت سے گنجھرا اٹھے۔ غیر مقلدین حضرات کی پریشانی کا ذکر تو بعد میں کیا جائے گا۔ اس سے پہلے راقم الحروف یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ حنفی حضرات نے اس کتاب مستطاب کو کس حد تک پسند کیا ہے۔ بڑی خوشی و سعادت کی بات یہ ہے کہ اس کتاب مستطاب کا پیش لفظ استاد مکرم محدث عظم حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفحہ دامت برکاتہم نے لکھا ہے۔ دوسری خوشی کی بات یہ ہے کہ محقق العصر استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحکیم رشید صاحب نعمانی مدظلہ اپنے مکتوب میں جو استاد مکرم حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب سواتی دامت برکاتہم کی طرف بھیجا ہے، اس میں لکھتے ہیں ”ہدیس یہ یعنی کتاب مستطاب نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح، وصول ہوئی ممنون فرمایا جننا کہم اللہ تعالیٰ عنی وعن سائر اہل العلم خیر“ مطالعہ کر کے مسرت ہوئی کہ آپ کے مدرسہ نصرت العلوم سے ایسے فضلاء نکلتے

جو اس طرح وارد تحقیق دیتے ہیں کثر اللہ امثالہم، حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اذ رکع و اذ رفع رأسه من الركوع لا یسفعهما، سب سے پہلے تو مولانا حبیب الرحمن اعظمی مدظلہ نے تعلیقات مسند حمیدی میں تنبیہ کی تھی۔ اب ڈیروی صاحب نے اس پر مزید روشنی ڈالی جو حضرت اہم کشمیری سے فاضل ڈیروی نے جو صفحہ ۲۲ میں اختلاف کیا ہے وہ ان کی بالغ نظری کی دلیل ہے۔ یاد پڑتا ہے احمد شاہ نے بھی ترمذی کی تعلیقات میں وہی بات کہی ہے جو حضرت شاہ صاحب نے فرمائی ہے (پھر مولانا نعمانی نے چند اغلاط کی نشاندہی فرمائی جن کی طبع دوم میں اصلاح کر دی گئی ہے) حضرت مولانا ابوالزہد صاحب اور مولانا ڈیروی صاحب کی خدمات میں سلام سنوں! بہر حال اس کتاب کی اشاعت آپ حضرات اور مصنف سب کے لیے قابل مبارک باد ہے۔

محمد عبدالرشید نعمانی

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

مجلس دعوت تحقیق اسلامی کراچی

ماہنامہ بینات کراچی سنہ ۱۴۰۰ھ ص ۵۸ تا ۵۹ میں نور الصباح پر بہترین تبصرہ موجود ہے۔ اس کے آخر میں لکھا "حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صاحب مدظلہ العالی نے اپنے پیش فہم میں اس موضوع پر جو مختصر اور جامع کلام فرمایا وہ بجائے خود ایک دقیق مقالہ ہے مولانا مدظلہ نے اس رسالہ کے بارے میں صحیح لکھا ہے کہ یہ کتنا تو مشکل ہے کہ یہ کتاب اس مسئلہ پر حرف آخر ہے

لیکن بلا خوف تردد یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ یہ کتاب خالص علمی معلومات اور پر مغز
حوالوں سے لبریز ہے (ص ۱۴)۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۳ جلدی الاول ۱۴۱۰ھ / ۱۱ اپریل ۱۹۸۹ء ص ۳۰
میں نور الصباح پر بہت بہترین تبصر کیا گیا ہے۔ تبصرہ نگار نے آخر میں لکھا "اللہ بھلا
کرے فاضل دوست مولانا حبیب اللہ ڈیروی فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم گوہر نوالہ
کا جنہوں نے اس مسئلہ پر قلم اٹھایا اور اس کے مالہ و ماعلیہ پر خوب خوب روشنی ڈالی،
مدرسہ نصرۃ العلوم کے شیخ الحدیث استاذنا المکرم مولانا محمد سر فر از خاں صفدر علم و تحقیق
کی دنیا میں جو معیار قائم کیا ہے اور ان کی کتابوں نے اہل حق کے مخالفین کی جس طرح
ناکہ بندی کی ہے اس سے ایک زمانہ آگاہ ہے" نور الصباح کے مصنف نے اپنے
استاد اور شیخ کے ذوق تحقیق کو سامنے رکھتے ہوئے بے پناہ محنت سے کام لیا
یہ کتاب مرتب کی ہے۔ جس کا مقدمہ حضرت الشیخ صفدر نے لکھا ہے، اور اپنے
عزیز ترین شاگرد کو "فاضل نو جوان عالم اجل، نکتہ رس، ذہین و فطین وسیع النظر اور
کثیر المطالعہ" جیسے الفاظ سے یاد کیا ہے جو میرے خیال میں ایک اسناد کی طرف
سے اپنے شاگرد کے لیے بڑا اعزاز ہے۔

غیر مقلدین حضرات کی صفوں میں تو اس کتاب نے کھلبلی مچا دی ہے۔
چنانچہ اس کا اعتراف غیر مقلد عالم محمد سلیمان صاحب انصاری یوں کرتے ہیں
اس اکتشاف سے کچھ کھلبلی سی مچانے کی کوشش کی گئی ہے (گزارش احوال داغی)
مسئلہ رفع الیدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ ص ۳

نور الصباح کے جواب میں ایک غیر مقلد عالم ارشاد اکتی صاحب اثری نے
ایک چھوٹا سا رسالہ تحریر کیا جس کا نام ہے، التحقیق والا ینصالح (البس) مافی نور الصباح
یعنی مسئلہ رفع الیدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ، اس کا پیش لفظ -
محمد سلیمان صاحب انصاری ناظم نشر و اشاعت دار الدعوة السلفیہ لاہور نے گزارش
احوال واقعی کے عنوان سے لکھا ہے۔ جس کو خود غیر مقلدین حضرات نے نظر حیات
سے دیکھا ہی ہے کہ وہ مقبول نہ ہو سکا، اس لیے گوہر النوالہ کے ایک غیر مقلد
عالم خالد گھر جاکھی کو جزر رفع الیدین کے نام سے ایک کتاب لکھنا پڑی جس کے
اندر مولانا ارشاد اکتی صاحب اثری کے مذکورہ بالا رسالہ کا اکثر حصہ درج ہے -
(دیکھئے جزر رفع الیدین خالد گھر جاکھی ص ۴۴ تا ۵۵) خالد صاحب دارشاد اکتی صاحب
نے ان میں خیانت اور بددیانتی سے کام لیا ہے (جس کی کچھ تفصیل بعد میں آرہی ہے)
اس لیے خود غیر مقلدین حضرات نے ان دونوں حضرات کی تصنیف کو پسند نہیں
کیا جس کی وجہ قبولیت گر گئیں۔ پھر غیر مقلدین حضرات کی ایک جماعت
نے جناب عبدالرشید صاحب انصاری کی توجہ نور الصباح کی طرف مبذول کرادی جناب
عبدالرشید صاحب انصاری نے سائل بن کر سوالات کر کے شروع کر دیے راقم الحروف
نے سمجھایا کہ کتاب نور الصباح کو بنظر انصاف پورا پڑھ لو انشاء اللہ تعالیٰ تسلی ہو جائے
گی مگر جناب عبدالرشید صاحب انصاری نے میرے ناصحانہ مشورہ کو قبول نہ کیا اور مزید
سوالات شروع کر دیے۔ سوالات کا یہ سلسلہ بالآخر چھ تک پہنچ گیا جو کہ سب کے سب
نور الصباح کی عبارتوں پر تھے راقم الحروف نے اس میں قدے خاموشی اختیار کی تو جناب
عبدالرشید صاحب نے ایک رجسٹری ادارہ نصرۃ العکوم گوہر النوالہ اور ایک رجسٹری ہمارے

استاد مکرم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مظلمہ کے نام سوال
کی۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی طرف سے جواب ۲۲ شوال ۱۴۰۴
۲۱ جولائی ۱۹۸۴ء کو لکھا گیا جس میں حضرت الشیخ نے فرمایا: "مولانا (حافظ محمد حبیب اللہ
ڈیرہ دی) چونکہ وسیع المطالعہ اور مدرس عالم ہیں۔ اس لیے علمی سوال کا جواب انشاء اللہ
الغریزہ ضرور دیں گے۔ اور محض الجھاو دین کی کسی خدمت کا نام نہیں ہے۔ آپ
(عبدالرشید انصاری) کو کم حوصلہ نہیں ہونا چاہیے الخ۔

اس کے بعد جناب عبدالرشید انصاری نے ۲۲ اگست ۱۹۸۴ء کو پھر
ایک رجسٹری (یہ پانچویں رجسٹری تھی) راقم الحروف کی طرف روانہ کی جس کے پہلے
ابتدائی صفحہ پر لکھا، سوالات کی تعداد چھ ہے ہر سوال کے جواب پر سو روپیہ ادا کیا
جائے گا۔ لہذا آپ سے التماس ہے کہ غور و فکر کے بعد جواب روانہ کریں جو آپ
کے لیے ساتھ ہی لفافہ بھیج دیا ہے جواب پندرہ دن کے اندر اندر آنا چاہیے
راقم الحروف نے اس کا جواب یہ دیا کہ آپ کے سوالات کا جواب نور الصباح
طبع دوم میں آپ کے نام سے دیا جائے گا۔ جناب عبدالرشید صاحب نے
رجسٹری ملا بھیجی اور اس کے ابتدائی صفحہ پر لکھا۔ جواب کتابت و طباعت
ہوتی ہے گی اور اپنے وقت پر وہ شائع ہو جائیگی جو آپ نے جواب لکھا ہے وہ
بغیر طباعت کے ہی بھیج دیں کیونکہ اسکی پڑتال ہونی ہے۔ اس کے بعد انعام دیا
جائے گا کیا جوابات درست ہیں یا نہیں، پھر عبدالرشید صاحب نے اسی
رجسٹری کے ص ۲ پر لکھا، سائل نے آپ کو لکھا تھا کہ ہر سوال کے صحیح جواب
پر ایک سو روپیہ پیش کر دیں گا جو آپ اپنی ذات پر یا اپنی صوابدید پر جہاں

چاہیں خرچ کریں۔ مگر سائل اب بات عام لوگوں کے سامنے آیا ہے۔ جو کوئی ان چھ سوالوں کا جواب دے گا۔ ہم اس کو ہر سوال کے صحیح حل پر تین سو روپیہ ادا کریں گے یعنی چھ سوالوں کے حل پر اٹھارہ سو روپیہ دیا جائے گا۔ (الی ان قال) سائل نے جو انعام مقرر کیا ہے ظاہری اسباب کے مطابق کیا ہے کیونکہ ایک دوسرے کی مدد کرنا ضروری ہے، پھر اسی رجسٹری کے صفحہ ۴ پر لکھا ہے۔ سائل نے جو انعام مقرر کیا ہے۔ پھر ص ۵ پر لکھا، سائل نے جو انعام مقرر کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کا دیا ہوا مال ہے (الی ان قال) سائل نے جو انعام مقرر کیا ہے وہ اپنی طاقت کے مطابق کیا ہے، پھر ص ۶ پر لکھا، سائل کے انعام مقرر کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ حق بات ظاہر ہو جائے اور باطل مٹ جائے۔ پھر آخری صفحہ یعنی ص ۷ پر خلاصہ کلام کے عنوان کے تحت لکھا، سائل نے ہر سوال کے صحیح حل کے لیے تین سو روپیہ انعام مقرر کیا ہے۔ چھ سوالوں پر اٹھارہ سو روپیہ انعام دیا جائے گا ہے کوئی عالم دین جو اشکالات کو حل کر کے انعام کا حقدار بنے اور شکریہ کا موقع دیکھ لے تو اب دارین حاصل کرے۔

عبدالرشید انصاری ۱۵/۸/۱۵

راقم الحروف نے اس کے جواب میں لکھا ہے کہ راقم الحروف اگر تمام سوالات کے جوابات دفعۃً واحدہً روانہ کر دے تو آپ نے انعام نہیں بھیجا فلہذا جواب بھی قسط وار آئیگا اور انعام بھی قسط وار آنا چاہیے۔ پہلے سوال کے جواب کا انعام تو عبدالرشید صاحب انصاری نے بہت جلد روانہ کر دیا مگر بعد میں سستی کرتے تھے اور راقم الحروف کے جواب کا جواب اب جواب تیار کرتے تھے راقم الحروف کو تاخیر یہ تنبیہ کرنی پڑتی تھی بالآخر ان تمام سوالات

کا جواب ۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۶ھ / ۱۲ فروری ۱۹۸۶ء کو مکمل ہو کر جناب عبدالرشید
 صاحب انصاری کے پاس پہنچ گیا اور انعام کی (آخری) قسط تین صد روپیہ بذریعہ
 منی آرڈر (بھی) اسی ماہ کے آخر میں آگیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اٹھارہ
 صد روپیہ انعام وصول ہو گیا حق ظاہر ہو گیا باطل مٹ گیا (والحمد للہ علیٰ ذالک جمہ اکثر)
 ان چھ سوالات کے جواب کے درمیان جناب عبدالرشید صاحب انصاری
 نے اپنے مختلف علماء کرام (غیر مقلدین) کا ارقم الحروف سے تحریری مناظرہ بھی کر دیا
 یہ مناظرہ رفیع یدین کی بعض خاص شہقوں کے بائے میں تھا۔ غیر مقلدین حضرات کے
 علماء کرام میں سے براہ راست اس مناظرہ میں حصہ لینے والوں کا نام درج کیا جاتا ہے
 (۱) اتاذ العلماء حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب لاہور (۲) ان کے فرزند امجد
 مولانا احمد شاہ صاحب لاہور (۳) اور مولانا حافظ صلاح الدین یوسف صاحب
 ایڈیٹر الاعتصام لاہور (۴) مولانا محمد صدیق صاحب سرگودھا (۵) مولانا ارشاد الحق
 صاحب اثر فیصل آباد (۶) مولانا خالد گھڑجاکھی صاحب گوجرانوالہ (۷) مولانا حکیم محمود
 صاحب ابن مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب مرحوم گوجرانوالہ۔ اول الذکر چھ حضرات
 سے باقاعدہ تحریری مناظرہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ مولانا عطاء اللہ حنیف، مولانا احمد شاہ
 مولانا صلاح الدین یوسف اور مولانا ارشاد الحق اثری۔ ان سب حضرات نے
 جواب دینے سے انکار کر دیا اور لا جواب ہو کر خاموش ہو گئے (جناب
 عبدالرشید صاحب انصاری کی تحریر ہمارے پاس موجود ہے) مولانا محمد صدیق
 سرگودھوی نے جناب عبدالرشید صاحب انصاری کو مشورہ دیا کہ ڈیرہ تی صاحب
 کے ساتھ گفتگو کا سلسلہ منقطع کر دو کیونکہ ڈیرہ تی صاحب جاہل و متعصب حنفی ہے

مگر مولانا محمد صدیق صاحب کا مقصد اپنی جان چھڑانی تھی کیونکہ مولانا موصوف نے
 جزر رفع الیدین (المنسوب) للبخاری کے ترجمہ اور فوائد میں خیانت اور جھوٹ سے
 کام لیا ہے مگر عبدالرشید صاحب نے اس کو معاف نہ کیا اور اس کی تحریر پھر
 میرے پاس بھیج دی۔ سوال و جواب کا سلسلہ ابھی مولانا موصوف سے منقطع نہیں
 ہوا۔ مولانا خالہ گھر جا کھی صاحب کے ساتھ بھی تحریر کی مناظرہ چلتا رہا ہے۔ لیکن
 مولانا موصوف نے تقریباً چھ ماہ سے راقم الحروف کی تحریر کا جواب عنایت نہیں فرمایا
 ہماری خواہش ہے کہ وہ جواب عنایت فرمائیں تاکہ مزید اس کے جھوٹ اور خیانتیں
 لوگوں کے سامنے لائی جاسکیں (۷) مولانا عبدالسلام بھٹوی گوہر النوالہ کی ایک — —
 تحریر جو ایک دین اور چار مذہب نامی رسالہ جو مولانا قاضی حمید اللہ صاحب مدظلہ
 کے خلاف لکھا گیا ہے) میں تھی جناب عبدالرشید نے وہ تحریر راقم الحروف کی طرف
 روانہ کی کہ اس کا جواب دو۔ راقم الحروف نے اس کا جواب ۳۶ صفحات میں روانہ
 کیا۔ یہ ایسا دندان شکن جواب تھا کہ مولانا عبدالسلام بھٹوی کے ہوش و حواس کے طوطے
 اڑ گئے نہ پائے ماند نہ جائے رفتن، والا معاملہ ہوا۔ محترم عبدالرشید صاحب
 انصاری بار بار یاد دہانی کرتے رہے ہیں مگر مولانا بالکل خاموش ہیں اس جواب کو
 جو راقم الحروف کی طرف سے مولانا کو پہنچا ہوا ہے تقریباً سات ماہ کا عرصہ ہو
 گیا ہے۔ مولانا حکیم محمود صاحب کی ایک تحریر آئی ہے جو پہلی تحریر ہے۔ اور
 راقم الحروف کی ایک تحریر کے جواب میں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا عنقریب
 جواب تیار ہو کہ مولانا موصوف کو پہنچ جائے گا، جناب عبدالرشید صاحب انصاری
 نے ایک کتاب مرتب فرمائی ہے جس کا نام ہے الرسائل فی تحقیق المسائل اس

کتاب کی جمع و ترتیب میں چودہ غیر مقلدین حضرات کا تعاون حاصل ہے جن میں شیخ الحدیث مدرس الخطیب، مفتی، حافظ، قاری، ڈاکٹر، وکیل سب شامل ہیں، یہ کتاب دراصل جواب ہے۔ تحقیق مسئلہ رفع یدین مؤلف مولانا ابو معاویہ صفدر جالندھری کا۔ اس کتاب میں جناب عبدالرشید انصاری اور اس کے معاونین و مجاہدین نے خیانت، دھوکہ و فریب سے کام لیا ہے اور بعض جھوٹی حدیثیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی ہیں مثلاً (۱) الرسائل ص ۲۹۶ تا ص ۲۹۷ طبع اول اور الرسائل ص ۲۹۹ تا ص ۳۰۰ طبع دوم میں ہے، علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ انا اعطینک الکوثر نازل ہوئی تو آپ نے جبریل سے پوچھا کہ یہ نچیر کیا چیز ہے جس کا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ نچیر (قربانی کرنے کا آپ کو حکم) نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ جب تکبیر تحریمہ کہہ لیں تو رفع یدین کریں اور اس طرح رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کریں۔ کیونکہ یہی ہماری نماز اور دیگر فرشتوں کی نماز ہے جو ساتوں آسمانوں پر ہوتے ہیں الخ

محترم عبدالرشید انصاری اور ان کے معاونین و مجاہدین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک جھوٹی اور من گھڑت روایت کی نہایت کر دی ہے۔ اور متواتر حدیث (مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعِدًّا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ) کی طرح خلافت ورزی کی ہے۔

اس روایت کی سند میں ایک راوی الاصمغ بن نباتہ الکوفی واقع ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں، مستدرک زعی بالرفض (تقریباً)

اس کی حدیث محدثین کرام کے ہاں قابل ترک ہے قابل عمل نہیں اور یہ رافضی
 (شیعہ جلیث ہے) محدث ابو الحسن علی بن محمد بن عراق الکافیؒ لکھتے ہیں (۲۱۱)
 اصبع بن نباتہ التیمی الحنظلی الکوفی کذاب قال ابو بکر
 بن عیاش کذاب وقال ابن حبان فتن بحب علیؑ فاق
 بالطامات (تسنیہ الشریعہ ص ۴۴) کہ اصبع بن نباتہ بہت بڑا
 جھوٹا ہے اور امام ابو بکر بن عیاشؒ نے فرمایا بہت بڑا جھوٹا ہے اور امام ابن
 حبانؒ نے کہا کہ حضرت علیؑ کے ساتھ غلو کے درجے کی محبت کر نیکی وجہ سے
 جھوٹی روایتیں بیان کرتا ہے، اصبعؒ پر لقیہ جرح و قدح۔ راقم الحروف کی کتاب
 مسئلہ رفع الیدین پر انعام یافتہ تحریر ہی مناظرہ میں ملاحظہ کریں۔ (۲) اصبع بن نباتہ
 کا شاگرد مقاتل بن حیان بھی مستکلم فیہ ہے (دیکھئے میزان الاعتدال) ۲۔ مقاتل بن
 حیان کا شاگرد اسرائیل بن حاتم المعروفیؒ ہے جو کہ چور ہے۔ ابن حبانؒ فرماتے
 ہیں کہ اس راوی نے اپنے استاد مقاتل سے جھوٹی اور من گھڑت روایتیں کی
 ہیں ان جھوٹی اور من گھڑت روایتوں میں سے ایک روایت وہ ہے جس کو
 عمر بن صبحؒ مقاتل سے روایت کرتا تھا تو اسرائیل اس جھوٹی و من گھڑت روایت
 کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور یہ روایت اس نے اپنے استاد
 مقاتل عن الاصبع سے بیان کر ڈالی (میزان الاعتدال ص ۹۷ و لسان المیزان ص ۲۸۵)
 قارئین کرام۔ عمر بن صبحؒ ایک بہت بڑا جھوٹا اور جھوٹی روایتیں بنانے والا
 شخص ہے (دیکھئے تہذیب التہذیب ص ۶۱۲ تا ص ۶۱۴ تقریب ص ۲۴۹) یہ
 من گھڑت روایت دراصل اسی جلیث کی تھی جس کو اسرائیل بن حاتم نے مقاتل

سے روایت کر دیا۔ (لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ) راقم الحروف نے عبد الرشید انصاری کو اس جھوٹی روایت کے بارے میں تنبیہ کی تھی مگر وہ ظالم حق کے سامنے اکڑ گیا اور اس روایت کو اپنی کتاب الرسائل طبع دوم میں دوبارہ ذکر کر دیا، ایک اور بہت بڑے ظالم نے تو کمال ہی کر دیا اس جھوٹی ذمّن گھڑت روایت کے اوپر عزان قائم کیا ہے۔ قرآن پاک سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے، پھر اس جھوٹی اور ذمّن گھڑت روایت کو ذکر کیا ہے (دیکھیے رسالہ رفع الیدین مرتبہ حضرت مولانا عبد سلفی مکتبہ الیورہ حدیث محل اے ایم ڈاکرچی ص ۱۷) پھر اس اَظْلَحُ (بہت بڑے ظالم) نے اسی رسالہ کے ص ۲۸ میں دوبارہ قرآن سے رفع الیدین کے ثبوت کا ذکر کیا ہے (لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)۔ یہ عبد الغفار مفتی عبدالستار (فتاویٰ ستارہ والا) امام غزالی ائمہ حدیث کراچی کالٹر کا ہے، غیر مقلدین حضرات کے بزرگ اور خالہ گھر جاکھی کے والد محترم مولانا نور حسین گھر جاکھی فرماتے ہیں، اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن متابعتہ و تائید اس کے میں کچھ حرج نہیں ہے (قرۃ العینین ص ۱۶)۔ مولانا خالہ گھر جاکھی سے سوال کیا جاتا ہے کہ کیا یہ روایت صرف ضعیف ہی ہے یا موضوع بھی۔ اگر موضوع نہیں تو موضوع حدیث کی تعریف بیان کریں، اگر موضوع ہو تو پھر متابعتہ و تائید پیش کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ اگر جائز ہے تو پھر فقہ حنفی کی بعض کتابوں میں اس قسم کی روایت کو تائید میں پیش کرنا جائز ہو گا یا نہ۔ اگر ناجائز ہو تو پھر آپ کے والد محترم کے لیے کس طرح جائز بن جائے گا یا اس بات کی تصریح کریں کہ آپ کے والد نے ایک ناجائز بات لکھی ہے (وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ)

تھے یعنی خانہ کعبہ کی توہین کی تھی اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کیا تھا۔

قارئین کرام، اس روایت کے بیان کرنے میں بھی یہ مشرح اکیلا ہے۔ کسی دوسرے راوی نے حضرت عقبہؓ سے ایسی روایت نقل نہیں کی۔ امام ترمذیؒ اس قسم کی ایک سند کی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں ولیس اسنادہ بالقوی (ترمذی ص ۲۲۴)۔ جواب ۴۔ اس سند میں ایک راوی عبداللہ بن لھیعہ ہے جس کو غیر مقلدین حضرات بھی ضعیف سمجھتے ہیں جن میں امیر بیانیؒ، قاضی شوکانیؒ، عبدالرحمن مبارکپوریؒ شامل ہیں (نور الصبیل ص ۲۱۱)۔

لطیفہ: عبدالرشید انصاری اور اس کے شیوخ حدیث نے ابن لھیعہ کی ایک روایت جو رفع یدین بین السجدتین میں مروی ہے کہ بارے میں فیصلہ دیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف اور ناقابلِ حجت بھی ہے (ال۱) اس حدیث کی سند میں ابن لھیعہ ہے اور اس کے متعلق اماموں کی جرح ہے (پھر اماموں کی جرح ذکر کی۔ ڈبروٹی) آخر میں پھر لکھا۔ الغرض حدیث ضعیف اور ناقابلِ اعتبار ہے (الرسائل ص ۴۷ تا ص ۴۸) بہت افسوس کی بات ہے کہ ابن لھیعہ کی روایت اگر تمہارے خلاف ہو تو ضعیف اور ناقابلِ اعتبار ہے اگر ابن لھیعہ کی روایت کو موافق بنایا جائے تو حجت بن جاتی ہے اور اس سے رفع یدین عند الکر کو رفع کشید کر کے رفع یدین کا ثواب بیان کیا جا رہا ہے یہ ہے غیر مقلدین حضرات کی دیانت اور امانت کا اصول (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ دھوکہ۔ دھل و فریب سے کام لینا ان حضرات کا معمول بن چکا ہے۔

چیلنج۔ ہمارے غیر مقلدین حضرات کو چیلنج ہے (۱) کہ کسی صحیح یا ضعیف

حدیث سے دکھادیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو فرمایا ہو کہ رفع یدین کیا کرو (۲) کسی صحیح یا ضعیف حدیث سے دکھادیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کی فضیلہ و ثواب کا بیان کیا ہو (۲) کسی صحیح یا ضعیف حدیث سے (بشرطیکہ موضوع نہ ہو) دکھادیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عمر تک رفع یدین کیا ہو نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

(۳) الرسائل ص ۲۸۲ میں دو سکر نمبر پر حضرت معاذ بن جبل کا ذکر رفع یدین کے رد میں کیا گیا ہے۔ راقم الحروف نے اس پر تنبیہ کی تھی کہ اس کی سند میں خضیب بن جحدر ہے جو کہ کذاب ہے اور یہ نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی ہے۔ جناب عبدالرشید صاحب انصاری کا جواب آیا کہ اب الرسائل طبع دوم میں کاٹ دیا گیا ہے (جزاہ اللہ احسن الجزار)

جناب عبدالرشید صاحب انصاری نے الرسائل طبع اول ص ۱۱ میں لکھا تھا، ہم نے سندوں کے اعتبار سے ۲۵۵ حدیثوں سے مسئلہ رفع یدین ثابت کیا ہے۔ اور اب طبع دوم ص ۱۱ میں ہے، ہم نے سندوں کے اعتبار سے ۲۴۵ حدیثوں سے مسئلہ رفع یدین ثابت کیا ہے، جناب انصاری صاحب نے دس سندوں کے کاٹ دیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انصاری اور اس کی جماعت نے دس ضعیف سندوں سے رفع یدین کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دی تھی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) لیکن الرسائل طبع دوم ص ۱۱ میں پھر بھی لکھا ہوا ہے، ۲۵۵ حدیثوں سے مسئلہ رفع یدین ثابت کیا ہے۔

دروغ گو را حافظ نباشد

عبدالرشید انصاری ایسی ایک سند سے بھی حدیث پیش نہیں کر سکے جس پر کسی محدث کا اعتراض و کلام نہ ہو۔ راقم الحروف نے تحریری مناظرہ میں اس کی تفصیل کر دی ہے (۴) الرسائل ص ۲۶۵ میں ہے، حضرت علیؑ اور آپؐ کے تمام اصحاب رفع یدین کیا کرتے تھے۔ عبدالرشید انصاری اور آپؐ کے معاونین نے یہ بالکل جھوٹی اور بے سند بات کی ہے۔ حضرت علیؑ کا رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ (نور الصباح ص ۱۷۴ تا ص ۱۷۵ ملاحظہ ہو) حضرت علیؑ سے ایک مرفوع روایت میں رفع یدین کا ذکر آتا ہے مگر اس کی سند میں عبدالرحمن بن ابی الزناد ایک راوی واقع ہے جو کہ ضعیف اور مختلط الحدیث ہے (یعنی آخری عمر میں اس کا حافظہ یادداشت کی خرابی ہو گئی تھی) دیکھئے نور الصباح ص ۱۹۹ تا ص ۲۰۱ جب ثقہ راوی اس حدیث کو بیان کرتے ہیں تو وہ رفع یدین کا ذکر نہیں کرتے (سنن دارقطنی ص ۲۹۶ ابوداؤد ص ۱۱۷ صحیح مسلم ص ۲۶۳) اس پر مکمل بحث راقم الحروف نے تحریری مناظرہ میں کر دی ہے۔ عبدالرشید صاحب انصاری اور آپؐ کے معاونین نے دھوکہ سے کام لیا ہے اور اس عبدالرحمن بن ابی الزناد راوی کا ضعف بیان کیے بغیر بار بار الرسائل میں اس کی روایت کو ذکر کر دیا ہے۔ مثلاً الرسائل ص ۲۴۲ و ص ۲۵۶ و ص ۲۶۱ و ص ۲۷۲ و ص ۲۰۵ و ص ۲۱۶ و ص ۲۴۳ اس ضعیف و خراب یادداشت والے راوی کی روایت کو بار بار ذکر کرنا مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے یہ کہ رفع یدین میں اتنی حدیثیں مروی ہیں اور الرسائل ص ۴۳۹ میں اس غلط و ضعیف روایت کے بارے میں لیوں لکھ دیا ہے، حضرت علیؑ کی صحیح روایت (الی) صحیح روایت یہ ہے۔ پھر عبدالرحمن بن ابی الزناد کی سند سے اس کو ذکر کیا۔ لاجل لا قوۃ الا بالعلی العظیم (۵) الرسائل ص ۴۳۸ میں مامون بن کھیب پر جبرع کی ہے لیکن اس کے باوجود

رفع یدین کی روایت جو عاصم بن کلیب سے مروی ہے اس کو بار بار الرسائل میں بھرتی کر دیا ہے مثلاً دیکھئے الرسائل ص ۲۳۹ و ص ۲۴۲ و ص ۲۴۵ و ص ۲۴۹ و ص ۲۵۰ و ص ۲۵۲ و ص ۲۵۴ و ص ۲۶۰ و ص ۲۶۳ و ص ۲۶۴ و ص ۲۶۸ و ص ۲۸۵ و ص ۳۰۱ و ص ۳۰۲ و ص ۳۰۶ و ص ۳۱۶ و ص ۳۱۸ و ص ۳۲۲ و ص ۳۲۳ و ص ۳۲۵ و ص ۳۲۹ و ص ۳۳۴ و ص ۳۳۸ و ص ۳۴۸ و ص ۳۵۴ و ص ۳۶۳ و ص ۳۶۶ و ص ۳۶۷ و ص ۳۶۸ و ص ۳۶۹ و ص ۳۷۱ و ص ۳۷۵ و ص ۳۷۹ ان سب صفحات میں عاصم بن کلیب کی روایت کو بار بار ذکر کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ وہ سمجھیں کہ رفع یدین کی حدیث کثرت سے مروی ہیں تعجب کی بات ہے کہ عاصم بن کلیب ان حضرات کے ہاں ضعیف بھی ہے اور اسکی روایت رفع یدین والی کو بار بار ذکر کر کے مسلمانوں کو دھوکہ بھی دے رہے ہیں۔ (انار للہ وانا الیہ راجعون)۔

(۶) الرسائل ص ۴۶۴ میں عبد الحمید بن جعفر نامی راوی کو کمزور تسلیم کیا ہے مگر رفع یدین کی روایت جسکو عبد الحمید بن جعفر روایت کرتا ہے اس کو بار بار الرسائل میں لکھ کر مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے دیکھئے الرسائل ص ۲۴۰ و ص ۲۵۱ و ص ۲۵۴ و ص ۲۶۳ و ص ۲۶۶ و ص ۲۶۸ و ص ۲۷۲ و ص ۲۸۶ و ص ۳۰۳ و ص ۳۰۴ و ص ۳۱۲ و ص ۳۲۳ و ص ۳۲۶ و ص ۳۳۱ و ص ۳۴۲ و ص ۳۴۴ و ص ۳۴۷ اس روایت کو بار بار پڑھ کر مسلمانوں کو دھوکہ ہوتا ہے کہ یہ سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ہیں حالانکہ یہ عبد الحمید بن جعفر بدعتی تقدیر کے منکر کی ضعیف و غلط قسم کی روایت ہے۔ (۷) الرسائل ص ۴۶۹ میں قتادہ راوی کو مدلس قرار دیا ہے اور اس کی روایت کو غلط قرار دیا ہے۔ مگر رفع یدین کی روایت جو قتادہ سے مروی ہے اس کو الرسائل میں بار بار لکھ کر

مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے بھرتی کر دیا ہے۔ دیکھئے الرسائل ص ۲۲۶ و ۲۴۵
 و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۵۴ و ۲۶۴ و ۲۸۴ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۲۲ و ۲۴۳ و
 ص ۲۵۹ وغیرہ۔ (۸) حمید الطویل کو الرسائل ص ۴۸۵ میں مدرس قرار دیکر اس کی روایت
 کو رد کر دیا ہے مگر رفع یدین میں اس کو روایت کو الرسائل کے کسی مقامات پر
 بیان کیا ہے مثلاً۔ الرسائل ص ۲۵۴ و ۲۵۵ وغیرہ۔ یہ ہے غیر مقلدین حضرات
 کی دیانت امانت شرافت صداقت (۹) عمیر لیشی کی روایت کو ضعیف
 ناقابل عمل اور منقطع قرار دیا ہے (دیکھئے الرسائل ص ۴۶۶ و ۴۶۷) مگر خود جناب
 انصاری صاحب اور اُن کی جماعت کے معتبر اہل علم حضرات نے حضرت عمیر
 لیشی کو رفع یدین کے راویوں میں شمار کر دیا دیکھئے الرسائل ص ۲۸۲ (۲۶)۔
 (لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) (۱۰) ابن جریج ایک راوی ہے جس نے
 نوے عورتوں سے متعہ و زنا کیا تھا (تذکرۃ الحفاظ للذہبی وغیرہ) ایسے راوی کی
 روایت کو عبد الرشید انصاری نے الرسائل میں بار بار لکھ کر مسلمانوں کو دھوکہ دیا
 ہے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ دیکھئے الرسائل ص ۲۲۶ و ۲۵۹
 ص ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۳۱۹ و ۳۲۱ و ۳۲۶۔

(۱۱) الرسائل ص ۴۴۳ میں لکھا کہ، حجاج بن ارطاة ضعیف ہے، مگر خود جناب
 انصاری نے اس حجاج کی روایت کو رفع یدین میں چپ چاپ نہایت خاموشی
 سے لکھ دیا ہے (دیکھئے الرسائل ص ۳۲۸) (۱۲) الرسائل ص ۴۳ میں حصین بن عبد الرحمن
 پر جرح کی ہے، اور پھر خود جناب انصاری نے اس راوی کی روایت کو رفع یدین
 کے دلائل میں بھرتی بھی کر دیا ہے (دیکھئے الرسائل ص ۲۴۶) (بے حیاباش ہرچہ خواہی کُن)

(۱۳) جابر بن یزید جعفی بہت جھوٹا اور شیعہ خبیث ہے۔ مگر انصاری صاحب نے اس بہت بڑے جھوٹے سے بھی رفع یدین کی روایت الرسائل ص ۲۶۲ و ص ۲۶۳ وغیرہ میں درج کر دی ہے کیونکہ مسلمانوں کو دھوکا دینا مقصود ہے۔

(۱۴) محمد بن سنان القزاز کے متعلق ابن حجر لکھتے ہیں کہ ضعیف ہے (تقریباً) علامہ ذہبی میزان ص ۵۷۵ میں لکھتے ہیں کہ امام ابو داؤد نے اس کو کذاب قرار دیا ہے لیکن عبدالرشید انصاری صاحب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی نسبت کرنی ہے مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے۔ اس لیے اس راوی سے بھی الرسائل ص ۲۶۲ و ص ۲۶۳ میں رفع یدین کی روایت ذکر کر دی ہے۔

(۱۵) عثمان بن الحکم الجذامی ضعیف ہے۔ ابن حجر فرماتے ہیں لہ اوہام (تقریباً) اس کی روایتوں میں غلطیاں ہیں اور علامہ ذہبی میزان ص ۲۲۲ میں فرماتے ہیں لیس بالقوی۔ کہ یہ راوی قوی نہیں ہے عبدالرشید انصاری نے چونکہ مسلمانوں کو دھوکہ دینا تھا اس لیے ہر قسم کی رطب و یابس روایات اکٹھی کر کے دعوے کر دیا کہ ہم نے سندوں کے اعتبار سے ۲۴۵ حدیثوں سے مسئلہ رفع الیدین ثابت کیا ہے (الرسائل ص ۲ طبع دوم) مسلمان بے چارے سادہ ہوتے ہیں تو ان روایات کی بھرمار سے مرعوب ہو کر رفع یدین کے دلائل کو قوی سمجھنے لگ جاتے ہیں حالانکہ یہ محض دھوکہ فریب ہے۔

(۱۶) الرسائل ص ۲۶۹ میں وَاِذَا سَجَدَ فَقُلْ هَٰذَا كَا تَرَجْمَةُ الْبَکْلِ چھوڑ دیا ہے۔ چونکہ یہ عبدالرشید انصاری کے مذہب کے خلاف تھا اس لیے خیانت سے کام لیا ہے۔ اور اب الرسائل طبع دوم ص ۲۷۴ میں

اس حدیث ۱۲ اور اس کے بعد ۱۳ والی دونوں کو سرے سے حذف ہی کر دیا ہے (۱۷) الرسائل ص ۲۸۲ میں قتادہ کو صحابی بنا دیا اور اسی طرح سلیمان بن یسار کو ص ۲۸۲ میں صحابی بنا دیا ہے رقم الحروف نے تنبیہ کی تو اب طبع دوم میں ان دونوں کا نام کاٹ دیا ہے (۱۸) الرسائل ص ۲۸۴ میں عنوان قائم کیا ہے، رفع یدین کرنے والے تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین " پھر ۱۹ پر اسحق بن راہویہ کا ذکر کیا پھر ۲۲ کے تحت اسحق بن ابراہیم کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ یہ وہی اسحق بن راہویہ ہے پھر ۲۶ پر حمیدی کا ذکر کر دیا اور ص ۲۸۵ ۲۸۶ میں عبداللہ بن زبیر کا ذکر کر دیا حالانکہ یہ حمیدی کا نام ہے پھر ۲۵ پر علی بن عبداللہ کا ذکر کیا اور ص ۲۹ میں علی بن مدینی کو دیا حالانکہ یہ ایک آدمی ہے۔ اسی طرح ۲۳ میں ابن معین کا ذکر کیا پھر ۲۶ میں یحییٰ بن معین لکھتا اس سے معلوم ہوا کہ عبدالرشید انصاری کی کتاب الرسائل دھوکہ دہل و فریب سے پڑ ہے۔ اگر عبدالرشید انصاری سے مطالبہ کیا جائے کہ ان حضرات سے صحیح سند سے رفع یدین ثابت کرو تو اکثر کی صحیح سند نہیں لاسکیں گے (۱۹) عبداللہ بن عمرؓ کی روایت رفع یدین کے بعد، عبدالرشید صاحب انصاری لکھتے ہیں۔ امام علی بن مدینیؓ فرماتے ہیں، وَهَذَا الْحَدِيثُ عِنْدِي حُجَّةٌ عَلَى الْخَلْقِ كُلِّ مَنْ سَمِعَ فَعَلِيهِ أَنْ يَعْصَلَ بِهِ لَوْ أَنَّه لَيْسَ فِي أُسْنَادِهِ شَيْءٌ (تخصیص الحجیر ص ۸۱) کہ عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث میرے نزدیک تمام مخلوق پر حجت ہے کیونکہ اس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فوت ہونے تک رفع یدین کھانا ثابت ہے۔ پس جو مسلمان اس حدیث کو پڑھے یا سنے اس پر رفع یدین کرنا لازم ہے کیونکہ اس کی سند میں کسی کو

کلام نہیں، الرسائل ص ۲۲۲ طبع اول۔

قارئین کرام یہ بہت بڑا جھوٹ تھا جس پر راقم الحروف نے تنبیہ کی عبدالرشید انصاری نے معذرت کی اور اب طبع دوم ص ۲۲۲ میں اس ساری عبارت کو حذف کر دیا (حبناہ اللہ احسن الجزاء) مگر جن اہل علم غیر مقلدین نے انصاری صاحب سے تعاون کیا تھا اور ایسی جھوٹی باتیں لکھوائی تھیں انہوں نے نہ تو معذرت کی ہے اور نہ جھوٹ بولنے سے توبہ کی ہے۔ (۲۰) جناب عبدالرشید انصاری نے الرسائل ص ۲۸۲ طبع اول و ص ۲۸۱ طبع دوم میں حضرت ام الدرداء رحمہا اللہ کو صحابہ کرامؓ کی فہرست میں لکھا ہے جو کہ رفع یدین کے راوی ہیں۔ راقم الحروف نے اس پر بھی تنبیہ کی تھی ام الدرداء کبریٰ صحابیہ تھیں جن کی وفات سن ۲۰۰ھ میں ہوئی ہے وہ رفع یدین کی راویہ نہیں ہیں۔ جناب عبدالرشید صاحب نے بھی الرسائل طبع اول ص ۲۸۲ میں حضرت ام الدرداءؓ کا سن وفات سن ۲۰۰ھ ہی لکھا ہے مگر طبع دوم میں سب صحابہ کرامؓ کے سن وفات ختم کر دیے ہیں کیونکہ بعض صحابہ کرامؓ کے سن وفات غلط لکھے تھے راقم الحروف نے اعتراض کیا تھا۔ حضرت ام الدرداء صغریٰ صحابیہ نہیں ہیں تابعہ ہیں ان سے رفع یدین کی ایک روایت مروی ہے۔ جزر رفع یدین بخاری ص ۱۳ میں جو ام الارداؓ کو صحابہ کرامؓ کی فہرست میں شمار کیا ہے۔ صحیح نہیں ہے۔

جزر رفع یدین اور جزر القراۃ یہ دو رسالے امام بخاریؒ سے روایت کرنا والا ایک مجہول شخص ہے۔ جس کا نام ہے محمود بن اسحق الخزاعی اس شخص کا سن ولادت و وفات کا کوئی علم نہیں ہے اور نہ ہی اس کے حالات معلوم ہوئے ہیں اس شخص سے روایت کرنے والا صرف ایک راوی محمد بن احمد البوصری الملاحی ہے

جو کہ ثقہ ہے۔ مولانا محمد صدیق سرگودھوی غیر مقلد نے اسوۃ الکونین ترجمہ جزر و رفع یدین
 کے ص ۱۲ میں لکھا ہے کہ یہ دونوں بزرگ اپنے اپنے دور کے اعیان اہل حدیث سے
 تھے (تاریخ بغداد ص ۳۵)۔ مگر مولانا محمد صدیق نے یہ خالص جھوٹ بولا ہے تاریخ
 بغداد کے اس صفحہ میں صرف ابو نصر الملاحمی کے بارے میں لکھا ہے وکان
 من اعیان اهل الحدیث وحفاظہم۔ محمود بن اسحق الخزازعی کے
 بارے میں نہیں کہا، مولانا محمد صدیق غیر مقلد جھوٹ بولنے کے عادی ہیں اسوۃ
 الکونین کے ص ۵ میں لکھتے ہیں، امام احمد نے فرمایا و شیخہ یحییٰ بن آدم وہ ضعیف
 یعنی یحییٰ بن آدم راوی ضعیف ہے، حالانکہ یہ بھی خالص جھوٹ بولا ہے نہ تو امام
 احمد نے ایسا فرمایا ہے اور نہ یحییٰ بن آدم راوی ضعیف ہے۔ اس طرح مولانا
 محمد صدیق نے اسوۃ الکونین کے ص ۲۸ میں لکھا ہے۔ سلیمان بن عمیر نے بیان
 کیا کہ میں نے ام الدردار کو دیکھا ہے، حالانکہ یہ بھی بالکل جھوٹ ہے صحیح یوں
 ہے کہ عبد رب بن سلیمان الخ مولانا محمد صدیق سے راقم الحروف کی تحریری گفتگو
 چل رہی ہے راقم نے اس انعام یافتہ تحریری مناظرہ میں مولانا موصوف کی خیانتوں
 اور غلط بیانیوں کا کچھ تذکرہ کر دیا ہے مولانا موصوف نے اس کے جواب میں
 عبد الرشید انصاری کو لکھا کہ مولوی عبید اللہ جاہل ہے اس سے گفتگو کا سلسلہ
 منقطع کر دو۔ لیکن اس گفتگو کا سلسلہ نہ تو انصاری صاحب ختم کرنے کے حق میں
 ہیں اور نہ ہی راقم الحروف اس کے حق میں ہے۔ جب تک کہ مولانا موصوف
 خود ہی لاجواب نہیں ہو جاتے (انشار اللہ تعالیٰ) محمود بن اسحق الخزازعی ام الدردار
 کبریٰ کو اگر رفع یدین کے راویوں میں شمار کرتے ہیں تو کسی سند سے بھی ان

ان سے رفع یدین مردی نہیں ہے اگر ام الدردار صغریٰ کو صحابیہ بنا چاہتے ہیں
 تو یہ محمود بن اسحق الخزاز کی جہالت ہے، بالاتفاق ام الدردار صغریٰ صحابیہ نہیں ہیں۔
 محمود بن اسحق الخزاز نے ام بخاریؓ کا نام استعمال کر کے ام بخاریؓ پر افتراء
 باندھا ہے۔ محترم عبدالرشید انصاریؒ نے اپنی ایک تحریر میں یہ جواب دیا تھا
 کہ ام الدردار سے مراد کبریٰ صحابیہؓ ہے اور ان کا نام خیرہ ہے اور ام بخاریؓ نے
 دو سندوں سے التاریخ البکیر میں عبد ربہ کے ترجمہ میں ام الدردار سے رفع یدین
 بیان کیا ہے اور مولانا بدیع الدین شاہ نے جلاء العینین فی تخریج احادیث جبر رفع
 الیدین میں بھی ام الدردار کبریٰ مراد لی ہے، راقم الحروف نے اس کا جواب
 لکھ دیا تھا۔ اب دوبارہ ملاحظہ کر لیں۔ ام بخاریؓ نے التاریخ البکیر ص ۸۱ ق ۲۰
 ۲ المجلد السادس (۱۶۶۵) میں عبد ربہ کے ترجمہ میں دو سندوں سے ام الدردارؓ
 سے رفع یدین بیان کیا ہے۔ دونوں سندوں کا دار و مدار اسمعیل بن عیاش عن عبد ربہ
 بن سلیمان پر ہے ام بخاریؓ نے اس مقام پر مہر نہ نہیں فرمایا کہ اس ام الدردارؓ سے
 مراد کبریٰ ہے آپ لوگ ام بخاریؓ پر ہتان لگاتے ہیں۔ بلکہ ام بخاریؓ کی کلام
 سے واضح ہوتا ہے کہ اس ام الدردار سے مراد صغریٰ ہی ہے چنانچہ التاریخ الصغیر
 ص ۹ میں ہے حدثنی احمد بن محمد قال اخبرنا عبد اللہ قال
 اخبرنا اسمعیل بن عیاش قال حدثنی عبد ربہ بن سلیمان
 قال حججت مع ام الدردار سنۃ احدى وثلاثین، کہ اسمعیل
 بن عیاش نے کہا کہ مجھے عبد ربہ بن سلیمان نے بتایا کہ مجھے حضرت ام الدردارؓ کے
 ساتھ ۸۱ھ میں حج کی سعادت نصیب ہوئی۔

قارئین کرام اس عبارت سے صاف واضح ہو گیا کہ عبد رب بن سلیمان ام الدردار صوفی
 کا شاگرد ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ عبد رب بن سلیمان نابالغ تھا کہ حضرت
 ام الدردار ساتھ لے گئیں ورنہ بالغ ہونے کی صورت میں وہ نامحرم کو ساتھ نہ لے
 جاتیں، نیز اس کلام سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ عبد رب بن سلیمان ام الدردار کبریٰ خ کے
 دور حیات میں پیدا نہ ہوا تھا۔ (حق کا بول بالا جھوٹ کا منہ کالا) فلہذا ثابت
 ہوا کہ محمود بن اسحاق الخزاعی نے جزر رفع یدین میں جو امام بخاری کی طرف نسبت
 کر کے ام الدردار کو صحابیہ بنایا ہے، امام بخاریؒ اس جھوٹ سے برکی ہیں اور یہ
 محض محمود بن اسحاقؒ نے جھوٹ بولا ہے اور امام بخاریؒ پر بہتان لگایا ہے۔ مزید
 تفصیل راقم الحروف نے انعام یافتہ تحریری مناظرہ میں کر دی ہے، اور جناب
 عبدالرشید صاحب انصاری کی بہت سی غلط بیانیوں کا ذکر بھی تحریری مناظرہ میں
 آچکا ہے اکثر سے تو انصاری صاحب نے رجوع بھی کر لیا ہے اور بقایا اغلاط
 کے بارے میں راقم الحروف نے انصاری سے دریافت کیا تھا کہ آپ کی خواہش
 ہو تو بتاؤ کہ بقایا اغلاط کی نشاندہی بھی کر دوں تو انصاری صاحب نے اس کا جواب
 نہیں دیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس تحریری مناظرہ کے مقدمہ میں اس پر سیر حاصل
 بحث کر دی جائیگی۔ سید بدیع الدین شاہ کی چند غلط بیانیوں کی نشاندہی کے
 راقم الحروف نے عبدالرشید انصاری کو بھیج دی تھیں کہ ان کی اطلاع شاہ صاحب
 کو کر دو مگر انصاری صاحب نے یہ زحمت گوارا نہ کی حالانکہ انصاری صاحب کا
 فرض تھا کہ شاہ صاحب کو ضرور مطلع کرتے بہر حال انصاری صاحب نے اپنی غلطیوں سے
 توبہ بھی کی ہے اور اپنے مجاہدین کو بھی توبہ کر نیکا پیغام راقم الحروف کی طرف سے پہنچا

دیا ہے، جزاء اللہ احسن الجزاء)

اب آخر میں حضرت مولانا نور حسین مرحوم گوہر الزوالہ اور ان کے صاحبزادہ مولانا خالد صاحب گھر جا کھی مظلہ کی چند غلط بیانیوں اور خیانتوں کا پردہ چاک کر دیا جائے فلہذا ملاحظہ ہو۔

(۱) مولانا نور حسین نے قرۃ العینین ص ۱۶ میں فرشتوں کے رفع یدین کرنے کی ایک جھوٹی ومن گھڑت روایت نقل کر کے چند کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ جن میں جزر سبکی ص ۱ کا حوالہ بھی دیا ہے مگر راقم الحروف کو جزر سبکی میں یہ روایت نہیں ملی پس ثابت ہوا کہ یہ محض غلط ہے، حضرت علامہ خالد گھر جا کھی صاحب نے بھی اپنے باپ کی تقلید کرتے ہوئے یہ جھوٹی ومن گھڑت روایت اپنے جزر رفع الیدین ص ۱۵ تا ص ۱۶ میں ذکر کر دی ہے اور ص ۲۶۲ بنا کر یوں فرمایا، اہم بخاری نے جزر میں سورۃ کوثر والی حدیث نقل فرمائی ہے، حالانکہ یہ جھوٹی ومن گھڑت روایت۔ جزر بخاری میں نہیں ہے۔ خالد صاحب نے اپنی جوابی تحریر میں تسلیم کیا ہے۔ واقعی جزر بخاری میں یہ روایت نہیں، بہر حال جھوٹی ومن گھڑت روایتیں پیش کرنا باپ بیٹے کا معمول ہے اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے۔

(۲) مولانا نور حسین صاحب نے قرۃ العینین ص ۱۵ و ص ۱۹ میں حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت نقل کی ہے اور مختلف کتابوں کے حوالے نقل کیے ہیں اور پھر ص ۱۹ پر عنوان قائم کیا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفات تک رفع یدین کرنا، پھر اس جھوٹی ومن گھڑت روایت کے بعد چند کتابوں سے

حوالے نقل کر کے پھر ۴۶ لگا کر فرمایا، سبحان اللہ، یہ کیسی پیاری اور عمدہ حدیث جس کو چھپا لیس ائمہ نے نقل کر کے پھر ۴۶ لگا کر فرمایا، سبحان اللہ، یہ کیسی پیاری اور عمدہ حدیث جس کو چھپا لیس ائمہ نے نقل کیا ہے اور اس کا استناد کتنا عمدہ ہے (قرۃ العینین ص ۲)

قارئین کرام ہشل مشہور ہے چوری پھر سینہ زدوری، جھوٹی دمن گھڑت روایت کو عمدہ کہا۔ توبہ توبہ، خدا کی پناہ، ان لوگوں کے دلوں میں خدا کا خوف نہیں ہوتا۔ ورنہ توبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بتان نہ باندھتے، اس جھوٹی دمن گھڑت روایت کی سند میں دو ردی بہت بڑے جھوٹے اور دمن گھڑت روایتیں بنا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے والے موجود ہیں (دیکھئے نور الصباح ص ۲۳۸) اور اس سند میں بعض مجہول قسم کے ردی بھی موجود ہیں۔ اس لیے علامہ زیلعیؒ نے ساری سند نقل کر دی ہے تاکہ سند کی پڑتال کی جائے۔ لیکن علامہ خالد گھڑ جا کھی یہ جھوٹ بولتے ہیں کہ علامہ زیلعیؒ اسے صحیح تسلیم کر رہے ہیں (موضوع حدیث اور اس کا حکم ماہ جنوری فروری مارچ ۱۹۸۵ء ص ۲) مولانا نور حسین نے اس جھوٹی دمن گھڑت (روایت) کا حوالہ مسند امام احمد ص ۱۶۶ سے بھی نقل کیا ہے۔ (قرۃ العینین ص ۲) حالانکہ یہ بھی خالص غلط بیانی ہے۔ مسند احمد میں یہ جھوٹی دمن گھڑت روایت نہیں ہے، پھر مولانا نور حسین صاحب نے جو چند کتب کا حوالہ دیکر لکھا ہے، جس کو چھپا لیس ائمہ نے نقل کیا ہے، خالد صاحب کے گذارش ہے کہ وہ ان کتابوں کے مصنفین کی گنتی ۴۶ پوری کریں جن کا ان کے والد صاحب نے حوالہ دیا ہے اور کیا یہ سب امام تھے جیسا کہ ان کے والد صاحب نے فرمایا ہے یا نہ۔

(۳) خالد صاحب نے جزاء رفع الیدین ص ۲۷ تا ص ۲۸ میں اس جھوٹی ومن گھڑت روایت کو لاکر بحث کی ہے حالانکہ عبدالرشید انصاری بھی خدا تعالیٰ سے ڈر گیا ہے اور اس نے اس جھوٹی ومن گھڑت روایت کو اپنی کتاب الرسائل میں ذکر نہیں کیا۔ لیکن جناب خالد اس پر مٹھڑ ہیں کہ یہ حدیث ہے (معاذ اللہ) اس لیے خالد صاحب نے اپنی ایک جوابی تحریر میں لکھا، محترم عبدالرشید انصاری ڈیوہی کو سمجھا دو کہ ہمیں کالی گلوچ نکال لے مگر حدیث کو جھوٹا نہ کہے یہ حدیث کی توہین ہے۔ راقم الحروف نے اس کے جواب میں لکھا کہ جھوٹی ومن گھڑت روایت کو حدیث کہنا ہی گناہ ہے اور اس کو صحیح کہنا ڈبل گناہ ہے۔

(۴) خالد صاحب لکھتے ہیں۔ اسی طرح صاحب آثار السنن نے بھی اس حدیث پر تعاقب نہیں کیا گیا کہ اسے درست تسلیم کیا ہے (جزء خالد ص ۲۷) راقم الحروف نے اس کا جواب لکھا کہ نیمویؒ نے آثار السنن ص ۱۱ میں اس کو موضوع (من گھڑت) لکھا ہے۔ خالد صاحب نے اس کا جواب نہیں دیا۔ (۵) خالد صاحب نے جزاء رفع الیدین ص ۱۱ میں ابن ہمام و علامہ عینیؒ کو اہم ظاہری کے مسلک کا نکتہ لکھا ہے۔ راقم الحروف نے اس پر گرفت کی کہ وہ مخالفت نہیں بلکہ موافق ہیں۔ اس کا بھی خالد صاحب کوئی جواب نہ دے سکے۔

(۶) خالد صاحب جزء رفع الیدین ص ۱۱ میں حضرت عطاء کی مرسل حدیث کا حوالہ مولانا عبدالحیؒ کی التعلیق الممجید سے دیا ہے، راقم الحروف نے اس پر گرفت کی کہ التعلیق الممجید میں حضرت عطاء کی مرسل حدیث نہیں۔ خالد صاحب نے جواب دیا کہ حضرت عطاء کی مرسل روایت التعلیق الممجید ص ۹۲ حاشیہ کاظم میں موجود ہے راقم الحروف نے خالد صاحب کو دوبارہ جواب دیا محترم اس صفحہ

پر مرسل روایت نہیں ہے بلکہ حضرت عطار کا اپنا عمل نقل کیا ہے۔ مرسل حدیث وہ ہوتی ہے جس میں تابعی صحابیؓ کا واسطہ چھوڑ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بات کو منسوب کر دے۔ لیکن خالد صاحب اب خاموش ہیں جواب ہی نہیں دیتے (۷) خالد صاحب کے والد محترم قرۃ العینین ص ۷۷ میں لکھتے ہیں (۱۲۴) سلیمان بن عمیرؓ فرماتے ہیں۔ رأیت ام دردار الخ پھر سلیمانؓ پر حاشیہ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اور ابن ابی شیبہ ص ۱۹۱ میں عبد اللہ بن زیتون سے بھی مروی ہے کہ رأیت ام الدردار الخ۔ مولانا کی یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ صحیح یوں ہے کہ عبد رب بن سلیمان بن عمیرؓ بن زیتون نے ام الدردار کو دیکھا، سلسلہ نسب نامہ (تہذیب الثنا) ص ۱۲۷ میں ملاحظہ کریں۔

(۸) چودہ سو صحابہؓ کی شہادۃ کا عنوان قائم کر کے مولانا نور حسین صاحب مجمع الزوائد سے حوالہ نقل کرتے ہیں (قرۃ العینین ص ۷۷) علامہ ہاشمیؒ نے اس روایت کے بعد جو اس کے راوی حجاج بن ارطاة پر جرح کی ہے اس کو نقل ہی نہیں کیا اور یہ بہت بڑی خیانت ہے۔ نیز اس روایت کی سند میں ایک راوی نصر بن باب البوسلی الخ اسانی ہے ابو خثیمہؓ فرماتے ہیں کہ نصر بن باب کذاب (بہت بڑا جھوٹا ہے) امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کذاب خبیثؓ عدو اللہؒ یعنی بہت بڑا جھوٹا خبیث اور اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ محدثین اسے جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ امام البوزرعیؒ امام ابو داؤدؒ امام نسائیؒ سب اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (تاریخ بغداد ص ۲۷۹ تا ۲۸۰) ایسی جھوٹی دمن گھڑت روایتوں پر باپ بیٹے کا عمل ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم) آخر میں غیر مقلدین حضرات کے چند بے بنیاد و بے سند دعوے بھی ملاحظہ کریں

(۱) غیر مقلدین اور ان کے ہمہواکتے ہیں کہ رفع یدین عند الركوع کو پچاس صحابہ کرامؓ نے روایت کیا ہے، غیر مقلدین حضرات کا یہ دعویٰ بے بنیاد ہے بے سند ہے اور محض سستی شریعت ہے۔ قاضی شوکانیؒ غیر مقلد نے نیل الاوطار ص ۱۸۴ میں اور علامہ امینیؒ غیر مقلد نے بل السلام ص ۲۵ میں صاف لکھ دیا ہے کہ پچاس صحابہ کرامؓ رفع یدین عند الافتتاح کی روایت کرتے ہیں۔ اور غیر مقلدین حضرات کے مذہب کے مجدد جناب نواب صدیق حسن خانؒ لکھتے ہیں۔ واما عند التبرک فقد روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحو خمسين رجلاً من الصحابة منهم العشرة المبشرة بالجنة ورواه كثير من الائمة عن جميع الصحابة من غير استثناء (الی ان قال) واما الرفع عند الركوع وعند الاعتدال منه فقد رواه زیادة علی عشرين رجلاً من الصحابة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (المروضة السندیہ فی شرح الدرر البہیہ ص ۴۳) تبکیر تحریر کے وقت بیشک پچاس صحابہ کرامؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین روایت کیا ہے ان صحابہ کرامؓ میں عشرہ مبشرہؓ بھی ہیں اور بہت سے ائمہ کرامؓ نے تمام صحابہ کرامؓ سے بغیر کسی استثناء کے رفع یدین روایت کیا ہے، (الی ان قال) اور رکوع کے وقت رفع یدین کو بیس سے زیادہ صحابہ کرامؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے، پس غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں سے ثابت ہوا کہ رفع یدین عند الركوع کے پچاس صحابہؓ راوی ہرگز نہیں ہیں، اور جن حضرات سے رفع یدین عند الركوع مروی ہے صحیح نہیں ان کی سندوں پر کلام ہے جیسا کہ

نور الصباح اور مسکنہ رفع الیدین پر العام یافتہ تحریر ہی مناظرہ میں اسکی وضاحت کر دی گئی ہے۔
 ۲۔ اسی طرح غیر مقلدین حضرات کا یہ بے بنیاد جھوٹا دعویٰ ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری عمر تک نماز میں رفع یدین کیا ہے۔ اس دعویٰ
 کی دو دلیلیں پیش کرتے ہیں۔ ایک بھیتی کی ایک جھوٹی ومن گھڑت و مجہول
 روایت۔ جس کو عبدالرشید انصاری و آپ کے معاونین و مجاہدین نے اپنی
 کتاب الرسائل میں ذکر تک نہیں کیا اور بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور اس جھوٹی روایت
 کا نام لینا بھی پسند نہ کیا (جزاہم اللہ احسن الجزاء) دوسری دلیل۔ کان یرفع
 کہ کان مضارع پر داخل ہے تو اس سے استمرار و دوام ثابت ہوتا ہے۔ اس
 دلیل کو عبدالرشید صاحب انصاری نے اپنی کتاب الرسائل طبع اول ص ۲۲۳
 و ص ۲۲۴ میں بیان کیا تھا مگر راقم الحروف کے تسلی بخش جواب نے جناب انصاری
 کو اس دلیل (كَانَ يَرْفَعُ) کے غلط ہونے کا یقین دلادیا فلہذا انصاری صاحب
 نے اب الرسائل ص ۲۲۳ و ص ۲۲۴ طبع دوم میں اس دلیل کو کاٹ دیا ہے اور عبارت
 کو حذف کر دیا ہے (جزاہم اللہ احسن الجزاء) انصاری صاحب لکھتے ہیں تمام
 صحابہ کا (كَانَ يَصَلِّي) کہنا اس امر کی بین دلیل ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 اور آپ کے صحابہ ہمیشہ ہی نماز میں رفع یدین کیا کرتے تھے (الرسائل طبع اول
 ص ۲۸۳ تا ص ۲۸۴، اب طبع دوم ص ۲۸۴ میں ہمیشہ ہی، کے الفاظ حذف کر دیے ہیں۔
 پس غیر مقلدین حضرات کے ہاں رفع یدین کے دوام کی کوئی دلیل باقی نہ
 رہی (واللہ اعلم)۔ لیکن عبدالرشید انصاری کو غیر مقلدین کے اہل علم لوگوں نے
 دھوکا دیا ہے وہ بے چارہ ان لوگوں کے دھوکہ میں آ گیا ہے۔ چنانچہ چند

انسانوں کے اقوال کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بنایا گیا ہے۔ الرسائل طبع اول
ص ۲۹۵ ۲۴۱۔ و طبع دوم ص ۲۹۸ - ۲۲۵۔ اور الرسائل طبع اول ص ۲۹۴ ۲۲۲۔ و
طبع دوم ص ۲۹۸ ۲۴۱۔ اور الرسائل طبع اول ص ۲۹۳ ۲۲۲۔ و طبع دوم ص ۲۹۶ ۲۴۱۔
یہ تینوں نمبر دو محدثین کے اقوال پر مشتمل ہیں اور سند بھی صحیح نہیں ہے مگر عبدالرشید
انصاری سے ان ظالموں نے اعلان کرایا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے
چنانچہ پہلے اعلان کیا کہ ہم نے سندوں کے اعتبار سے ۲۵۵ حدیثوں سے مسئلہ
رفع یدین ثابت کیا ہے اور پھر ۲۴۵ حدیثوں کا اعلان کرایا (الرسائل ص ۳) تو ان
گزشتہ تین نمبروں کو بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بتایا گیا ہے اور یہ نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت بڑا بہتان ہے (خدا تعالیٰ ہدایت فرمے) اس طرح
اور بھی بہت سے محدثین کے اقوال ہیں جن پر نمبر لگا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
حدیث ظاہر کی گئی ہے۔ مولانا ارشاد الحق اثری نے جو نور الصباح کے جواب میں
رسالہ لکھا ہے اس کا مکمل جواب رقم الحروف کی طرف سے مولانا موصوف کو
پہنچ گیا ہے مگر مولانا نے عدم فرصت کا بہانہ بنا کر جواب دینے سے گریز کیا
ہے۔ اس سالہ مکر رفع یدین کے ص ۱ میں جو قاضی ابوبکر ابن العربیؒ کے شیخ کا واقعہ
نقل کیا گیا ہے۔ مولانا موصوف نے دو خیانتیں کی ہیں۔ (۱) ایک خیانت یہ ہے کہ ابن
العربیؒ کے شیخ کے قتل کے منصوبہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ شیخ رفع یدین کھستے
ہیں، مولانا موصوف نے اس عبارت کو اڑا دیا ہے (۲) دوسری خیانت یہ ہے
کہ ابن العربیؒ نے اپنے شیخ کو کہا کہ وَلَا يَجْلُ لَكَ (آپ کے لیے رفع الیدین
کرنا حلال نہیں) یعنی رفع یدین اس حالت میں حرام ہے۔ مگر مولانا موصوف نے

اس کو ہلکے سے الفاظ میں یوں بیان کر دیا ہے۔ یہ انداز آپ کے لیے صحیح نہیں، مولانا موصوف نے اس کا جواب دیا تھا مگر اس میں پھنس گئے اس لیے مولانا موصوف اب جواب دینے کی زحمت گوارا نہیں کرتے، محترم عبدالرشید انصاری کی تحریر ہمارے پاس محفوظ ہے جس میں انصاری نے لکھا ہے کہ مولانا موصوف فرماتے ہیں۔ جواب دینے کی میرے پاس فرصت نہیں ہے،

(نوٹ) ابھی ابھی ایک تازہ اطلاع کے مطابق محترم مولانا خالد صاحب نے جزر رفع الیدین کا دوسرا ایڈیشن بھی شائع کر دیا ہے رقم الحروف نے غلط کی نشاندہی کی تھی ان میں سے خالد صاحب نے دو غلطیوں کی اصلاح کر دی ہے۔ (۱) نیروی کے آثار السنن والے حوالہ کو کاٹ دیا ہے جس میں خالد نے لکھا تھا "اس طرح صاحب آثار السنن نے بھی اس حدیث پر تعاقب نہیں کیا گویا کہ اُسے درست تسلیم کیا ہے (جزر رفع الیدین طبع اول ص ۴۷) اب خالد نے جزر رفع الیدین طبع دوم ص ۸۷ میں مذکورہ بالا عبارت کے عوض میں یوں لکھا ہے، اس طرح صاحب دراست نے بھی اس حدیث پر تعاقب نہیں کیا گویا کہ الخ صاحب دراست اللیبب حنفی نہیں بلکہ رافضی غیر مقلد ہے۔ (۲) جزر رفع الیدین طبع اول ص ۱۷۱ میں یوں تھا اہم بخاری نے جزر میں سورۃ کوثر والی حدیث نقل فرمائی ہے۔ اب طبع دوم ص ۱۷۱ میں یہ عبارت بالکل مخدوف ہے، لیکن خالد صاحب نے بتایا غلط کی اصلاح نہیں کی بلکہ مزید ترقی کرتے ہوئے ہر قسم کی رطب دیا بس روایات سے جزر رفع الیدین طبع دوم کو بھر دیا ہے۔ مثلاً (۱) معاذ بن جبل کی رفع الیدین کی روایت ص ۲۰۲ میں پیش کی ہے اور لکھا، نیز یہ مجمع الزوائد ص ۱۰۲ میں بھی آتی

یہ عبارت تحفۃ الاحوذی ص ۱۳۴ سے نقل کی گئی ہے۔ خالد صاحب نے اس روایت کے پیش کرنے میں کئی خیانتوں کا مظاہرہ کیا ہے (۱) مجمع الزوائد کا حوالہ تحفۃ الاحوذی میں نہیں ہے (۲) مجمع الزوائد کے اسی صفحہ میں اس روایت کے بعد علامہ بیہقی فرماتے ہیں: رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ الخصب بن حجر وهو کذاب۔ امام طبرانی نے اس روایت کو اپنی کتاب معجم کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں خصیب بن حجر راوی بہت بڑا جھوٹا ہے خالد صاحب نے خود جزر رفع الیدین طبع دوم ص ۱۱۱ میں معاذ بن جبل کی اس روایت کا حوالہ طبرانی سے دیا ہے۔

قارئین کرام آپ اندازہ کر لیں کہ یہ لوگ خیانت کرنے میں کتنے خوگر ہیں۔ (۳) جب یہ جھوٹی روایت ہے تو اس کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا بہت بڑی بے دینی ہے۔ حافظ ابن حجر معجم الجیر ص ۸۴ میں اس روایت کے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں اس کی سند میں خصیب بن حجر راوی واقع ہے جس کو امام شعبہ و امام یحییٰ القطان نے کذاب کہا ہے، امام بخاری فرماتے ہیں خصیب بن حجر بہت بڑا جھوٹا ہے (التاریخ الصغیر ص ۱۹۲)۔ محترم خالد صاحب نے جزر رفع الیدین طبع دوم ص ۲۲۲ میں ایک ارشاد فرمایا ہے قارئین کرام کی دلچسپی کے لیے اس کو نقل کیا جاتا ہے، اس حدیث کے بیان کرنے سے پہلے آنحضرت کا ایک ارشاد گرامی سن لینا چاہیے۔ آپ نے فرمایا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعِدًّا فَلْيَتَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔ کہ جو شخص میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے وہ جہنمی ہے یعنی آنحضرت نے فرمایا نہ ہوا وہ کہنے والا کہہ دے کہ یہ حدیث نبوی ہے

اور اسے علم بھی ہو کہ یہ حدیث آپ کی طرف صرف منسوب ہے آپ کا فرمان نہیں ہے تو اس کے جہنمی ہونے میں شبہ بھی نہیں ہے، (۲) محترم خالد صاحب نے جزر رفع الیدین طبع دوم ص ۲۷ میں چودہ سو صحابہ کی شہادۃ جمع الزوائد ص ۱ کے حوالہ سے نقل کی ہے مگر خود علامہ منشیؒ نے جو اس روایت کے بعد اس پر عرج کی ہے اس کو خالد صاحب نے اپنے والد محترم کی طرح خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے نقل ہی نہیں کیا، - اِذَا لَمْ تَكُنْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ - اہم بخاریؒ نے اسی روایت کو نصر بن باب کے ترجمہ میں نقل کر کے فرمایا کہ نصر بن باب نساہور میں رہتا تھا محدثین کرامؒ نے اُسے جھوٹا قرار دیا ہے دیکھئے تاریخ البکیر ص ۱۰۵ تا ص ۱۰۶ قسم ۲ (المجلد الثامن ۲۳۵۴) - فلنذا اہم بخاریؒ کے نزدیک بھی یہ روایت جھوٹی ومن گھڑت ہے (۳) جزر رفع الیدین ص ۲۰۸ طبع دوم میں ہے عبد الرحمن بن ہمدی کی مرسل حدیث، فرماتے ہیں - هذا من السنة (جزر بخاریؒ) کہ رفع یدین سنت نبوی ہے۔

محترم خالد صاحب کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ مرسل وہ حدیث ہوتی ہے۔ جس کو تابعی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرے جب کہ عبد الرحمن بن ہمدیؒ تابعی نہیں ہیں۔ اور غیر تابعی کی بات اس طرح کہنے سے مرسل حدیث بن جاتی ہے تو پھر تو خالد صاحب کی بھی مرسل حدیثیں ہو سکتی ہیں (وَالْجَاهِلُ لَيْسَ بِشَيْءٍ) خالد صاحب نے بہت سے غیر تابعین کو آثار التابعین کے تحت درج کر دیا ہے دیکھئے جزر رفع یدین طبع دوم ص ۲۱۴ و ص ۲۱۵ و ص ۲۱۹ و طبع اول ص ۱۸۰ و ص ۱۸۳ و ص ۱۸۵ - خالد صاحب نے اب تو حضرت ابن مسعودؓ کو بھی رفع یدین عند الکوع کے

راولپنڈی میں شمار کیا ہے۔ جب کہ ابن کے والد محترم نے لکھا ہے کہ ابن مسعودؓ
 از زندگی ترک رفع الیدین عند الركوع پر عامل ہے اور دوسروں کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے
 (قرۃ العینین ص ۸۹ نمونہ) اب خالد صاحب ہی فیصلہ کر لیں کہ وہ سچے ہیں یا
 اُن کے والد محترم۔ باتیں تو بہت ہیں مگر یہ اوراق اس کی گنجائش نہیں رکھتے۔
 انشاء اللہ تحریری مناظرہ کے مقدمہ میں سیر حاصل بحث ہوگی۔

حافظ محمد حبیب اللہ ڈیرہ

۲۵ ذوالقعدہ ۱۴۰۶ھ